مقبول
اسرارِ خطابت
مرتب : حضرت مولانا صاحبزادہ مقبول احمد سرور
1
مقبول
اسرارِ خطابت
1
مرتب
حضرت مولانا صاحبزادہ مقبول احمد سرور
Scanned with CamScanner

واعظین کیلئے بےمثال تحفہ

اسرارِ خطابت

اوّل

مرتب:

حضرت مولانا صاحبزادہ مقبول احمد سرور

شبیر برادرز

40 اُردو بازار لاہور فون 7246006

بِسْمِ اللّٰہِ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ

نام کتاب .... مقبول اسرارِ خطابت (جلد اوّل

مصنف .... مولانا پیر محمد مقبول احمد سرور

صفحات ۴۴۸

اشاعت .... نومبر ۲۰۰۴ء

کمپوزنگ .... ورڈ میکر

مطبع .... اشتیاق اے مشتاق پرنٹرز لاہور

ناشر .... ملک شبیر حسین

قیمت .... /- ■ روپے

فہرست مضامین

مضامین	صفحہ	مضامین	صفحہ
انتساب	۱۳	یہ سب مِنِّیْ نُوْرٌ	۳۹
تعارفِ مصنف	۱۵	اور میں مِنَ اللّٰہِ نُوْرٌ	"
حضرت امامِ خطابت کی زندہ کرامت	۱۸	جب آیتِ تطہیر نازل ہوئی	۴۰
تقریظ	۲۰	اہلِ بیت گھر والے	۴۱
تقریظ	۲۲	آیتِ مودّت	۴۲
پہلا خطبہ		قربیٰ سے مراد کون ہیں	۴۴
خطباتِ ماہِ محرم	۲۳	مودّت اور محبت	"
فضائل اہلِ بیت از قرآن کریم	۲۴	آیتِ مباہلہ	۴۷
خطبہ	۲۵	**دوسرا خطبہ**	۵۱
آیتِ تطہیر اور اس کا ترجمہ	۲۶	فضائلِ اہلِ بیت	"
اِنَّمَا کلمہ حصر ہے	"	احادیث کی روشنی میں	"
لفظ یُرِیْدُ کا مفہوم	۲۷	کشتی نوح	۵۲
مراد اظہار ارادہ ہے	"	مخلوق کے اکابر	۵۳
اللہ نے اظہار فرمایا	۲۸	ہدایت کے ستارے	۵۵
شانِ اہلِ بیت	"	ازواجِ مطہرات	۵۶
لِیُذْھِبَ عَنْکُمُ الرِّجْسَ	۳۰	بے مثل و بے مثال	۶۰
چودہ رجس اشیاء	۳۱	حضور ﷺ کا خطبہ	۶۱
صدیق و فاروق رضی اللہ عنہما	۳۵	امام حسینؑ کا خطبہ	۶۲
اَھْلَ الْبَیْتِ	۳۶	فاروق اعظمؓ کا خطبہ	۶۳
شانِ نزول	"	غلامی اہلِ بیت	۶۵

مضامین	صفحہ
اہل جنت کا چراغ	۶۶
ارشاد صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ	"
سیّدہ فاطمہؓ کی لوری	۶۸
فرمان مرتضیٰؓ	"
محترم سامعین حضرات!	۶۹
طوالت سجدہ	۷۳
ترک خطبہ	۷۴
صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا عقیدہ	۷۵
مبغضین اہلِ بیت علیہم السلام جہنمی ہیں	"
تیسرا خطبہ	۷۷
فلسفۂ شہادت	"
خطبہ	۷۸
ہر چاہت پر قادر	۷۹
نارِ نمرود گلزار ہوئی	"
چھری نے ذبح نہ کیا	"
کشتی نوح طوفان سے محفوظ رہی	۸۰
کعبہ ابرہہ سے محفوظ رہا	"
کیا وہ قادر نہ تھا	"
اگر وہ قادر تھا	۸۱
حرمت مومن	"
کیا تم نے قرآن نہیں پڑھا	۸۲
آنکھوں پہ پٹی باندھ لی	۸۵
بینائی ختم ہوگئی	"
یا اللہ میرا بیٹا	"
دعویدارانِ عشقِ الٰہی	۸۷
اے واعظو!	۸۸
حضرت کلیم اللہ کو پانی مل گیا	"
حضرت ایوبؑ کو پانی مل گیا	۸۹
حضرت مریم کو پانی مل گیا	۹۰
حضرت اسماعیل کو پانی مل گیا	"
مجھے بھی مل سکتا ہے	"
شب عاشور	۹۱
زعفر جن کی آمد	۹۲
یومِ عاشور	۹۳
شہزادۂ علی اکبرؓ	۹۵
شہزادہ پھپھی کے خیمہ میں	۹۶
شہزادہ اکبر میدان میں	۹۹
ھَلْ مِنْ مُّبَارِزٍ	"
نعرۂ العطش	۱۰۰
اکبر دوبارہ میدان میں	۱۰۱
شجاعتِ حیدری کا مظاہرہ	"
پیاس - پیاس	۱۰۲
شہادتِ علی اکبرؓ	۱۰۳
سیدہ کا پیغام سیدہ کے نام	۱۰۴
مٹ گئے نقش قدم	۱۰۵
صغریٰ روضہ رسول پر	"
ایک صحابی رسول آئے	۱۰۶
ابا جان کے نام خط	۱۰۷

مضامین	صفحہ
حضرت علی اصغرؓ کے نام	۱۰۷
زمین سمٹ گئی	۱۰۸
یہ میرا نورِ عین حسین ہے	"
صغریٰ کا قاصد	۱۰۹
قاصد لاشِ علی اکبر پر	"
قاصد لاشِ علی اصغر پر	۱۱۰
امام حسینؓ کا بیٹی کو جواب	"
چوتھا خطبہ	۱۱۱
شہادت عونؓ و محمدؓ	"
وحضرت علی اصغرؓ	"
خطبہ	۱۱۲
حیاتِ شہداء	"
اِس آیت کریمہ کی شانِ نزول	۱۱۳
کہنا تو کیا	"
وہ جنت میں رزق دیئے جاتے ہیں	"
تروتازہ اجسادِ طاہرہ	۱۱۵
حضرت جابر کا جسم اطہر	"
ایک مثال	۱۱۷
شہید کے معانی	"
شہید - پانیوالا	"
شہید چھ (۶) چیزیں پاتا ہے	۱۱۸
شہید - گواہی دینے والا	۱۲۰
قصہ یوسف علیہ السلام پڑھو	۱۲۲
شہادت عون و محمد رضی اللہ عنہما	۱۲۵
سیدہ زینب خدمت امام میں	۱۲۵
امام ہمشیرہ کے خیمہ میں	۱۲۷
سیدہ کی شہزادوں کو وصیت	"
شہزادوں کا تعارف کرانا	۱۲۸
میری اولاد ویراں دے کم آ گئی	۱۳۰
صدقہ دے کر واپس نہیں لیا کرتے	"
شہزادہ علی اصغرؓ کی شہادت	"
حرملہ کا تیر حلقوم اصغرؓ میں	۱۳۲
تین پیغامات	۱۳۳
امام حسینؓ خیمہ میں	"
حضرت مسلمؓ کی شہزادی	۱۳۴
پانچواں خطبہ	۱۳۷
قافلہ کی واپسی	"
خطبہ	۱۳۸
گروہ اشقیاء کا خیمے لوٹنا	۱۴۰
امام زین العابدینؓ	"
حضرت حر کی بیوی	"
ہمشیرہ بھائی کی لاش پر	۱۴۱
سکینہؓ باپ کے قدموں میں	۱۴۲
میدان کربلا میں سیدہ کا پہرہ	۱۴۳
گیارہ محرم کی صبح	۱۴۴
قافلہ اچانک رک گیا	۱۴۵
خولی کے گھر میں سر حسینؓ	۱۴۶
ابن زیاد کا دربار	۱۴۷

مضامین	صفحہ
قافلہ میدان کربلا میں	۱۴۹
نیزے پر تلاوت قرآن	"
یحییٰ حرانی کی شہادت	۱۵۱
حبر الاحبار کا مسلمان ہونا	۱۵۳
قافلہ دربار یزید میں	۱۵۷
یزید کی بیوی ہندہ	"
پہلا خطبہ	۱۶۱
ماہ صفر المظفر	"
حیات اولیاء کرام	"
درود شریف	۱۶۲
ترجمہ آیت	"
حق و دوستی	۱۶۳
حیات طیبہ	"
نقل مکانی	۱۶۴
جنت کا باغ	"
اپنی مرضی سے مرنا	۱۶۶
حضرت ابوثعلبہ خشنی	۱۶۷
حضرت عمرؓ کا قدم مبارک	۱۶۸
شہادت کی اطلاع قبل از شہادت	۱۶۹
چھ (۶) ماہ بعد بدن تروتازہ	۱۷۰
چھیالیس (۴۶) برس کے بعد	"
لاش صحیح سلامت	۱۷۱
حضرت امیر حمزہؓ کے قدم سے	
تازہ خون کا نکلنا	۱۷۲
حضرت طلحہؓ بن عبید اللہ کا تروتازہ جسم شریف	
قبر سے گفتگو	۱۷۳
حضرت اہبان بن صیفی غفاری	۱۷۴
حضرت خواجہ معروف کرخیؒ	"
امام احمد بن حنبلؒ کا قبر مبارک سے باہر آنا	۱۷۵
گنبد خضریٰ کا دروازہ کھل جانا	"
قبر سے تلاوت کی آواز	۱۷۶
قبر سے شفاء	۱۷۷
موت کے بعد وصیت	"
بعد موت انجام کی خبر دینا	۱۷۸
موت کے بعد گفتگو	۱۷۹
نیزہ پر سر کی تلاوت	۱۸۱
بعد از وصال بیعت فرمانا	"
ارشاد باری تعالیٰ	۱۸۲
دوسرا خطبہ	۱۸۳
فَقَدْ فَازَ فَوْزًا عَظِیْمًا (القرآن)	"
فَوْزِ عَظِیْم	"
خطبہ	۱۸۴
درود شریف	"
فوز عظیم	"
تخلیق انسانی کا مقصد	۱۸۵
سب جہاں تیرے لیے	۱۸۶
یہ حقیقت ہے	"

مضامین	صفحہ
دریا کی تابعداری	۱۸۷
آگ کی تابعداری	۱۸۸
زلزلہ رک گیا	"
شیر کی تابعداری	۱۸۹
اژدھا مطیع	"
بکری روٹی لائی	۱۹۱
شیر پر سواری	"
سونے کا چشمہ	۱۹۲
کعبہ دکھا دیا	"
جواہرات کا سمندر	۱۹۳
ہر قطرہ مروارید	"
سنگریزے سونا بن گئے	۱۹۴
کنواں خود بخود جاری ہوگیا	"
بارش کروادی	۱۹۵
ٹھیکریاں اشرفیاں بن گئیں	"
کعبہ دکھا دیا	۱۹۶
بچہ بول پڑا	"
تیسرا خطبہ	۱۹۹
تاجدار بریلی شریف	"
خطبہ	۲۰۰
درود شریف	"
مکفر نہیں	"
حسام الحرمین	۲۰۱
عاشق رسولﷺ	"
اعلیٰ حضرت کا محتاط رویہ	۲۰۱
ہیں منکر عجب کھانے غرانے والے	"
اپنوں کے فتوے	۲۰۲
شاہ مخصوص اللہ دہلوی	"
معید الایمان	"
شاہ فضل حق خیر آبادی	۲۰۳
فیضان بریلی	"
ایمان نقش کردیا	۲۰۴
اعلیٰ حضرت کا سن ولادت	۲۰۵
ایک اور الزام	"
انگریز کے حقیقی ایجنٹ	"
تحریک پاکستان اور کانگریسی مولوی	۲۰۷
میں گدا ہوں اپنے کریم کا	۲۰۸
حضور قاسم ہیں	"
جو مانگا پالیا	۲۰۹
سگ بارگاہ رسالتﷺ	۲۱۰
انتہائے عشق رسولﷺ	"
روزانہ مدینہ طیبہ حاضری	۲۱۱
کوئی میرے دل کو ڈھونڈو	"
در روضہ کے مقابل	۲۱۲
وصال باکمال	"
انتظار رضا مدینہ میں	"
چوتھا خطبہ	۲۱۶
شان ولایت	"

مضامین	صفحہ
خطبہ	۲۱۷
درود شریف	"
اگر واؤ پر زبر ہو	۲۱۸
مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اور اولیاء اللہ	"
شریر لوگ	۲۱۹
مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ	"
نبی اللہ	۲۱۹
جبرائیل بیٹا دینے آئے	۲۲۱
یہ پھونک کا اثر ہے	"
میں مردہ زندہ کرتا ہوں	"
تو کیسے زندہ کرتا ہے	۲۲۲
جہاز غرق ہونے سے بچالیا	۲۲۳
لشکر تباہ کردیا	"
بچہ زندہ کردیا۔	۲۲۴
بروز محشر	"
اللہ انکی قسم پوری فرماتا ہے	۲۲۵
انکی مجلس میں بیٹھنے والے	۲۲۶
فاسق بخشا گیا	۲۲۷
جنت کے وارث	۲۲۸
ذکر کے حلقے	۲۲۹
بہشتی دروازہ	۲۳۰
اگر واؤ کے نیچے زیر ہو	"
ولی بمعنی قریب	"
اللہ قریب ہے	"

مضامین	صفحہ
وہ شہہ رگ سے قریب ہے	۲۳۱
مثال کے طور پر	۲۳۲
اللہ کی رحمت	
شیطان کیوں راندۂ درگاہ ہوا	۲۳۳
ہم درباروں پر اسی لیے جاتے ہیں:	"
حضرت زکریا علیہ السلام	"
حضرت زکریا علیہ السلام کی دعا	۲۳۴
حضرت مریم کی چوکھٹ پر	۲۳۵
یہی ہمارا مسلک ہے	"
داتا دربار پر خواجہ اجمیریؒ	"
بیٹا مل گیا	۲۳۶
ملاں جی سے پوچھو	"
یہ سنت ہے بدعت نہیں	"
ولی کیسے قریب ہوتا ہے	۲۳۷
نوافل سے قربت	"
جب اللہ بندے سے محبت فرماتا ہے	۲۳۸
کائنات کھنچی چلی آتی ہے	۲۳۹
کتے مزارات پر نہیں جاتے	"
کتوں کی نسل بھی نہیں جاتی	"
ولی کی آنکھ اور کان	"
اللہ کی سماعت و بصارت	"
ولی کی سماعت و بصارت	۲۴۰
حضرت عمرؓ نے سن لیا	"
حضرت عمرؓ نے دیکھ لیا	۲۴۱

مضامین	صفحہ
مومن اللہ کے نور سے دیکھتا ہے	۲۴۱
حضرت عثمانؓ کی بصارت	۲۴۲
امام الانبیاءؐ کی سماعت و بصارت	۲۴۳
حضرت سلیمانؑ کی سماعت و بصارت	"
چیونٹی کا عقیدہ	"
علماء دیوبند کا عقیدہ	۲۴۴
ملاں سے کہو ذرا بتا	۲۴۵

پہلا خطبہ

مضامین	صفحہ
ربیع الاوّل شریف	۲۴۷
میلاد منانے کا ثبوت	"
خطبہ	۲۴۸
ہم میلاد مناتے رہیں گے	۲۵۰
میلاد اللہ نے منایا	"
نبی عالم ارواح میں بھی نبی ہوتے ہیں	۲۵۲
میں اس وقت بھی نبی تھا	"
مسئلہ ختم نبوت	۲۵۳
میں آخری نبی ہوں	"
تیس جھوٹے نبی	"
اگر نبی ہوتا	۲۵۴
اگر ابراہیمؑ زندہ رہتے	"
ذریتِ مرزائیہ سے مطالبہ	۲۵۵
اللہ تعالیٰ کا خطاب	"
مصدِق اور مصدَق	۲۵۶
تقریر بڑی طویل	"

مضامین	صفحہ
جلسہ توحید اور تقریر مختصر	۲۵۷
روحیں آسکتی ہیں	۲۵۸
ایک دوسرے کے گواہ ہو جاؤ	"
میلاد النبی اور خلیل اللہ علیہ السلام	۲۵۹
میلاد النبی اور روح اللہ علیہ السلام	۲۶۰
میلاد النبی اور حبیب اللہ علیہ السلام	"
دعائے خلیل اور نوید مسیحا	۲۶۱
پیر کو ولادت ہوئی	۲۶۲
میلاد النبی اور صحابہ کرام	"
ہم بھی میلاد مناتے ہیں	۲۶۴
نعمت کا چرچا کرو	"
مظفر بادشاہ اربل	۲۶۵
خدا کرے	"
جشن مناؤ	۲۶۶
فَلْيَفْرَحُوْا صیغہ امر ہے	"
حضورؐ اللہ کے فضل کبیر ہیں	"
اللہ کی رحمت حضور ہیں	۲۶۸
عید منانا	"
مولوی شبیر احمد عثمانی	۲۶۹
ہم عید کیوں نہ منائیں	۲۷۰
حضرت فاروق اعظم کا عقیدہ	۲۷۱
نبی اکرم علیہ السلام کا ارشاد	۲۷۲
میلاد کی محفلیں سجاؤ	۲۷۳

مضامین	صفحہ

دوسرا خطبہ ۲۷۷
ولادتِ رسول .... "
خطبہ ۲۷۸
شب ولادت .... "
کون سی رات ۲۷۹
احادیث قدسیہ ۲۸۲
موسیٰ کی بارگاہِ خداوندی میں التجاء .... "
عیسیٰ علیہ السلام کو خطاب ۲۸۳
اگر میلاد النبی نہ ہوتا ۲۸۴
صبح شب ولادت ۲۸۷
میلاد والے شہر کی قسم .... "
والد و ولد کی قسم .... "
تیری عمر کی قسم .... "
تیرے کلام کی قسم ۲۸۸
عشاقانِ رسالت ۲۸۹
گستاخانِ رسالت .... "
تین جھنڈے .... "
علامہ سیوطی و امام نبہانی ۲۹۰
شیخ محقق .... "
مجدد الوہابیہ صدیق بھوپالی .... "
سنت ہے بدعت نہیں ۲۹۱
مولوی شبلی نعمانی .... "
حضرت مریم و آسیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہن ۲۹۲
تو زندہ ہے واللہ ۲۹۲
قبروں والے آ سکتے ہیں ۲۹۳
شیطان نے عالم مایوسی میں واویلا کیا ۲۹۴
تو روتا ہی رہے گا ۲۹۵
نور خارج ہوا ۲۹۶
عرب کے بدوؤں کی تاریک ترین جہالت ۲۹۷
کملی والا آ گیا ۲۹۸
فرشتوں نے گارڈ آف آنر پیش کیا ۳۰۱
حوروں نے گلہائے عقیدت پیش کئے ۳۰۲
جانور بھی خاموش نہ رہ سکے ۳۰۲
جنت نے اپنے مکینوں کو خوشخبری سنائی .... "
زمین نے وجد میں آ کر کہا .... "
شب ولادت کعبہ بھی جھک گیا ۳۰۳
غیر اللہ کو سجدہ .... "
ہمارا عقیدہ .... "
نہد شاخ پر میوہ سر برز میں .... "
اللہ سجدہ نہیں کرتا ۳۰۴
ربیع الاول کا **تیسرا خطبہ** ۳۰۵
میلاد شریف .... "
میلاد کا دن اور تاریخ ۳۰۶
نواب صدیق الحسن بھوپالی .... "
علامہ مومن شبلنجی .... "
علامہ قسطلانی ۳۰۷

مضامین	صفحہ

ناف بریدہ ختنہ شدہ ۳۰۷
علامہ غلام رسول رضوی .... "
علامہ قسطلانی ۳۰۸
محدث ابن جوزی .... "
حضرت عیسیٰ کا ارشاد ۳۰۹
سرمہ لگا ہوا تھا ۳۱۰
ناف کٹی ہوئی تھی .... "
سیّدہ آمنہ مغموم ہوئیں .... "
حضور کس وقت جلوہ گر ہوئے ۳۱۳
چمکا طیبہ کا چاند ۳۱۴
سراجاً منیراً ۳۱۵
یہ ہمیشہ روشن رہے گا .... "
طَلَعَ الْبَدْرُ عَلَيْنَا ۳۱۶
اِند سے تشبیہ نُما ۳۱۷
حضرت سعد کا عشق رسول .... "
چاند سے زیادہ حسین چہرہ ۳۱۸
گمشدہ سوئی مل گئی .... "
حضرت ہندابی کا عقیدہ ۳۱۹
سیّدہ عائشہ کا عقیدہ .... "
سیّدنا صدیق اکبر کا عقیدہ .... "
حضرت براء ابن عازب کا عقیدہ ۳۲۰
حضرت ابو ہریرہ کا عقیدہ .... "
حضرت ربیع بنت معوذ کا عقیدہ ۳۲۱
کئی احادیث کا ترجمہ ۳۲۱
یوم ولادت پر سلام .... "
بعد از ولادت پہلا سجدہ ۳۲۲
میلاد شریف سننے اور منانے والو ۳۲۳
شان غوث اعظم .... "
عرب کا رواج ۳۲۴
حضرت حلیمہؓ فرماتی ہیں ۳۲۵
حضرت عبدالمطلب سے ملاقات .... "
حضورؐ کی زیارت ۳۲۶
حضورؐ کا اپنا انتخاب .... "
حضور حضرت حلیمہ کی گود میں .... "
چوتھا خطبہ ۳۲۸
خلیفۃ اللہ .... "
خطبہ ۳۲۹
درود شریف .... "
خلیفہ اعظم .... "
کیا وہ رب ملائکہ نہیں ۳۳۰
وہ رب محمد ہے ۳۳۱
حضرت مجدد الف ثانی ۳۳۲
امام احمد رضا .... "
ابر شاہ وارثی .... "
تین وجوہات .... "
اللہ ہر جگہ موجود ہے ۳۳۳

مضامین	صفحہ	مضامین	صفحہ
اللہ ہر چیز پر قادر ہے	۳۳۳	نماز کیسے پڑھیں	۳۴۴
اللہ حیّ و قیوم ہے	۳۳۴	زکوۃ کیسے ادا کریں	۳۴۵
حضور نور ہیں	"	حج کرو	"
عبد خاص ہیں	"	کیسے حج کریں؟	"
اللہ تعالیٰ پاک ہے	۳۳۵	روزہ رکھو	"
خلیفے روحانی ہیں	"	کیسے روزہ رکھیں	"
روح اللہ کا امر ہے	۳۳۶	چور کے ہاتھ کاٹو	"
امر اللہ کا ارادہ ہے	"	کیسے کاٹو	۳۴۶
ارادہ اللہ کی چاہت ہے	"	فرشتوں نے کہا	"
اللہ کی چاہت ہے کہ وہ قول کرے	۳۳۷	علم غیب کا اثبات	"
موسیٰ علیہ السلام کی درخواست	"	جو میں جانتا ہوں تم نہیں جانتے	۳۴۷
ابراہیم علیہ السلام کی درخواست	۳۳۸	ایک خلیفہ مصطفیٰ نے بنایا	۳۴۸
محب کا دل کیسے مطمئن ہوتا ہے	"	تمام اشیاء کا علم	"
خلیفہ کا قانون خدا کا قانون	۳۳۹	تمام اشیاء کے نام	"
خلیفہ کا بولنا خدا کا بولنا	۳۴۰	تمام فرشتوں کے نام	۳۴۹
خلیفہ کی اطاعت خدا کی اطاعت	"	تمام اولاد کے نام	"
خلیفہ کو دیکھنا خدا کو دیکھنا	۳۴۱	تمام زبانیں سکھادیں	"
خلیفہ کا ہاتھ خدا کا ہاتھ	۳۴۲	سات لاکھ زبانیں	۳۵۰
خلیفہ کا پھینکنا خدا کا پھینکنا	"	آدم علیہ السلام حضور کے خلیفہ ہیں	"
خلیفہ کی بیعت خدا کی بیعت	۳۴۳	معیار خلافت علم ہے	"
خلیفہ کا گھر خدا کا گھر	"	ابلیس کا انکار	۳۵۱
حکم خدا کا طریقہ خلیفہ کا	۳۴۴	درود پڑھو	۳۵۲
نماز پڑھو زکوۃ ادا کرو	"	اللہ درود پڑھنے میں ہمارا شریک بنے	"

انتساب

فقیر پُر تقصیر احقر العباد اپنی اس تصنیف اسرارِ خطابت جلد اوّل کو حضور امامِ خطابت مبلغ اعظم شیخ المشائخ حضرت علامہ مولانا پیر ابوالمقبول **محمد غلام رسول صاحب** رحمۃ اللہ علیہ المعروف سمندری والے (اپنے والد گرامی) کے نامِ نامی اسم گرامی سے منسوب کرنے کی سعادت حاصل کرتا ہے کہ جن کی دعاؤں کے طفیل اللہ کریم جل جلالہ نے اس نعمتِ عظمیٰ سے سرفراز فرمایا۔

اللہ تعالیٰ حضور والد گرامی کی تربت مقدسہ پر لاتعداد رحمتوں کا نزول فرماتے ہوئے ان کے درجات مزید بلند ترین فرمائے۔

آمین ثم آمین

الفقیر عبدالنبی الاکبر

محمد مقبول احمد سرور

فیصل آباد

تقریظ

از حضرت خطیبِ ملت مولانا محمد شفیق نوری نقشبندی آف کراچی

جنابِ مینیجر صاحب-السلام علیکم!

جناب خطیب العصر ابوالبیان فصیح اللسان پیر طریقت یادگارِ امام خطابت حضرت علامہ مولانا صاحبزادہ پیر محمد مقبول احمد سرور صاحب کی تصنیف لطیف شجاعتِ صحابہ- مفید الخطباء اور اسرارِ خطابت کا میں نے عمیق مطالعہ کیا ہے۔ خداوند قدوس جل جلالہ کے فضل و کرم اور اس کے حبیبِ پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی رحمتِ کاملہ سے ہر تینوں کتابیں عوام و خواص کے لیے یکساں مفید پائیں...... میں حضرت صاحبزادہ صاحب کو مبارکباد پیش کرتا ہوں کہ انہوں نے بہت عظیم کارنامہ سرانجام دیا ہے۔ جس سے خطباء کو بہت آسانی ہوگئی ہے۔

اللہ کرے زورِ بیاں اور زیادہ

مولانا محمد اشفاق چشتی گولڑوی خطیب شیرشاہ کالونی کراچی اور مولانا امام بخش تونسوی نے کتابیں منگوانے کو کہا ہے کیونکہ میرے پاس موجود تھیں میں نے ان کو دیدی ہیں لہٰذا اب مجھے دو دو سیٹ مزید ارسال کر دیں۔ ہر دو مولانا اب مستقل خطبات جمعہ اسرارِ خطابت سے ہی دے رہے ہیں۔ یاد فرمائی کا بہت بہت شکریہ۔

تمام دوستوں کو سلام- والسلام

خادم اہلسنّت و جماعت

محمد شفیق نوری (الخطیب کراچی)

فلاح روڈ بہار کالونی کراچی نمبر ۵۱

تعارفِ مصنف

خطیب العصر شیخ التفسیر پیر طریقت جانشین امامِ خطابت حضرت علامہ مولانا صاحبزادہ پیر محمد مقبول احمد سرور مصنف اسرارِ خطابت کا سب سے بڑا تعارف یہ ہے کہ وہ سیدی و مرشدی حضرت مبلغ اعظم امامِ خطابت شیخ المشائخ حضرت قبلہ علامہ مولانا پیر غلام رسول صاحب رحمۃ اللہ علیہ (المعروف سمندری والے) کے جگر گوشہ ہیں۔ حضرت امامِ خطابت کی ذاتِ ستودہ صفات کسی تعارف کی محتاج نہیں۔ ملک کے ہر گوشہ میں آپ کے عقیدت مند اور چالیس سال تک آپ کی خطابت سے مستفید ہونے والے نیاز کیش موجود ہیں۔

ولادتِ باسعادت: حضرت قبلہ صاحبزادہ والا شان ۱۹۶۲ء کے اوائل میں ضلع فیصل آباد (اس وقت لائل پور) کے قصبہ تحصیل سمندری (جو کہ حضرت امامِ خطابت کی نسبت سے پورے ورلڈ میں شہرت رکھتا ہے) میں پیدا ہوئے۔

تعلیم: ابتدائی تعلیم دین و قرآن کریم حضور والد گرامی سے حاصل کی اور دنیاوی تعلیم گورنمنٹ پرائمری سکول نمبر ۱ سمندری اور پھر اس کے بعد گورنمنٹ نیو ماڈل ہائی سکول غلام محمد آباد فیصل آباد سے حاصل کی۔ اور درسِ نظامی دارالعلوم مجددیہ لاثانیہ' دارالعلوم امینیہ رضویہ محمد پورہ' دارالعلوم نوریہ رضویہ گلبرگ اے' دارالعلوم گیلانیہ رضویہ گلبرگ بی' دارالعلوم حنفیہ مجددیہ مدن پورہ فیصل آباد سے دورۂ تفسیر دارالعلوم نظامیہ غوثیہ وزیر آباد اور دورۂ حدیث شریف دارالعلوم جامعہ رضویہ مظہر اسلام گلستانِ محدث اعظم پاکستان فیصل آباد سے پڑھا۔

آپ کے اساتذہ: آپ کے اساتذہ کے اسمائے گرامی حسب ذیل ہیں:

۱- شیخ الحدیث حضرت علامہ غلام رسول رضوی رحمۃ اللہ علیہ (شارح بخاری) فیصل آباد
۲- جانشین مفسر اعظم پیرزادہ مفتی محمد عبدالشکور ہزاروی دامت برکاتہم العالیہ (وزیرآباد)
۳- استاذ الاساتذہ حضرت علامہ مولانا محمد بشیر احمد صاحب اوکاڑوی (فیصل آباد)
۴- مفتی اعظم حضرت علامہ مولانا مفتی محمد امین صاحب (محمد پورہ فیصل آباد)
۵- فخر المدرسین حضرت علامہ قاری محمد صدیق صاحب (دار العلوم نوریہ رضویہ فیصل آباد)
۶- استاذ العلماء حضرت علامہ مولانا محمد حنیف صاحب رحمۃ اللہ علیہ (فیصل آباد)
۷- شیخ الحدیث علامہ حافظ محمد احسان الحق صاحب رحمۃ اللہ علیہ (فیصل آباد)
۸- خطیب العصر حضرت مولانا قاری عبدالرشید ارشد سیالوی رحمۃ اللہ علیہ (فیصل آباد)
۹- رئیس المدرسین حضرت علامہ مفتی نواب الدین صاحب رحمۃ اللہ علیہ (فیصل آباد)
۱۰- رئیس التحریر والتقریر حضرت علامہ قاری غلام رسول صاحب ایم اے (فیصل آباد)
۱۱- مناظر اسلام حضرت علامہ سعید احمد صاحب اسعد (فیصل آباد)
۱۲- مفسر اسلام حضرت علامہ محمد کریم سلطانی صاحب (فیصل آباد)
۱۳- شیخ المجد دین استاذ القراء حضرت علامہ قاری منظور احمد نعیمی رحمۃ اللہ علیہ (فیصل آباد)
۱۴- علامۂ زماں شیخ الحدیث علامہ محمد یوسف صاحب (ڈجکوٹ پورہ فیصل آباد)

سلسلۂ بیعت : قطب العصر غوثِ زماں حضور نقش لاثانی قبلہ عالم پیر سید علی حسین شاہ صاحب قدس سرہ العزیز (علی پور سیداں) کے دست حق پرست پر بیعت کی۔

اجازت و خلافت : سجادہ نشین آستانہ عالیہ علی پور سیداں شریف حضرت قبلہ عالم نقشِ نقش لاثانی حضرت قبلہ پیر سید عابد حسین شاہ صاحب علیہ الرحمۃ سے سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ میں حضرت امام خطابت سمندری والے (والد گرامی) علیہ الرحمۃ سے سلسلہ عالیہ قادریہ میں۔ حضرت شیخ المشائخ پیر صاحب آف دیول شریف علیہ الرحمۃ سے سلسلہ عالیہ خضریہ میں اور حضرت پیر سید مسکین شاہ صاحب علیہ الرحمۃ گوجرانوالہ سے سلسلہ عالیہ نوشاہیہ میں ماذون ومجاز ہیں۔

سلسلۂ تدریس : جامعہ مجددیہ غوثی العلوم لاثانی ناؤن فیصل آباد میں چند سال دورۂ تفسیر پڑھایا اور شیرانوالہ چوک غلام محمد آباد میں وقتاً فوقتاً فنونِ عقلیہ ونقلیہ کی تدریس کی اور مدرسہ کی طرف سے عربی سند شائع کروا کے طلبہ کو دی۔

سلسلۂ خطابت : ۱۹۷۸ء سے مسلسل خطابت کے فرائض سرانجام دے رہے ہیں جبکہ آپ کا اندازِ خطابت بعینہٖ حضرت امامِ خطابت علیہ الرحمۃ والا ہے۔ حضرت امامِ خطابت علیہ الرحمۃ کے دیرینہ عقیدت مند قبلہ صاحبزادہ صاحب کی خطابت سے اپنے قلوب کو تسکین دیتے ہیں اور اکثر ملک کے طول وعرض میں جا بجا فرمائش کر کے حضرت امامِ خطابت کا اندازِ بیاں سماع کیا جاتا ہے۔

پہلی تقریر : سب سے پہلی تقریر ۱۹۷۳ء میں گیارہ سال کی عمر میں میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے جلوس کے شرکاء سے کی۔ جس میں موضوع نسبتِ رسول تھا۔

سلسلۂ تصانیف : سب سے پہلی تصنیف میلاد کمیٹی کا پیغام اہلسنت کے نام ۱۹۷۸ء میں تحریر کی۔ اس کے بعد شانِ صحابہؓ- ولادتِ رسول - یزید کا تحقیقی پوسٹ مارٹم - ایصالِ ثواب - بشر بے مثل - اثبات صلوٰۃ وسلام قبل و بعد اذان شائع ہوئے اور ان کے بعد ضخیم کتابیں شجاعتِ صحابہ - اسرارِ خطابت (۴ جلد) - مفید الخطباء منظر عام پر آئیں۔ مزید تصانیف: مخدومۂ کونین - مولائے کائنات - معین الخطباء وغیرہ ابھی شائع نہیں ہوسکیں۔ انشاء اللہ العزیز عنقریب شائع ہو جائیں گی۔

دیوان سرورؔ : صنفِ شاعری میں بھی آپ یدطولیٰ رکھتے ہیں۔ تقریباً ۱۵۰ نعتوں پر مشتمل دیوان جن میں غیر منقوط نعتیں بھی شامل ہیں غیر مطبوعہ موجود ہے۔ انشاء اللہ جلد زیورِ طباعت سے آراستہ ہوگا۔

آخر میں دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ میرے مرشد گرامی کی اس یادگار جانشین امام خطابت حضرت صاحبزادہ پیر محمد مقبول احمد سرور دامت برکاتہم العالیہ کے اس فیضان کو تا قیامِ قیامت جاری وساری فرمائے اور آپ کا سایۂ عاطفت تا دیر بصحت و عافیت قائم و دائم رکھے۔ آمین ثم آمین۔

محتاجِ دعا

صوفی محمد اصغر علی کلو نقشبندی مجددی

غلام وخلیفہ مجاز آستانہ عالیہ

حضرت امامِ خطابت علیہ الرحمۃ سمندری والے

حال - لاہور

حضرت امامِ خطابت قدس سرہ کی زندہ کرامت

کراماتِ اولیاء برحق ہیں۔ اس پر ہمارا ذاتی مشاہدہ بہترین دلیل ہے۔ فقیر نے امامِ خطابت شیخ المشائخ مبلغ اعظم حضرت علامہ مولانا پیر ابوالمقبول محمد غلام رسول قدس سرہ (المعروف سمندری والے) سے آپ کی وفات سے چند سال قبل عرض کیا کہ حضور آپ نے تمام زندگی عشقِ رسول کے ساتھ نبی کریم علیہ السلام کی صفت وثنا میں گزاری ہے اور اپنے مد مقابل ایک گستاخِ رسول ملاں کا ہر محاذ پر ڈٹ کر مقابلہ فرمایا ہے۔ اب آپ کے اس مد مقابل نے وعظ وتقریر پر مشتمل کتاب (اس وقت چار جلد میں تھی) شائع کی ہے تو آپ بھی شائع فرمائیں تو فرمایا: ''اچھا وقت نکالیں گے اور تحریر کریں گے''۔ مگر وقت نہ مل سکا اور کچھ عرصہ بعد طبیعت علیل ہوگئی تو میں نے عرض کیا حضور اب آپ اپنا وعدہ پورا فرمادیں کیونکہ اب تو مصروفیت کچھ کم ہے مگر طبیعت زیادہ علیل ہوتی چلی گئی حتیٰ کہ بینائی انتہائی کمزور ہوگئی تو عرض کیا کہ آپ اب ارشاد فرماتے جائیں تو میں لکھتا جاؤں تو فرمایا: ''اب خود ہی لکھ لینا'' آپ کا انتقال ہوگیا۔

اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ

میں کبھی تصور بھی نہ کرسکتا تھا کہ یہ اسرارِ خطابت (۴ جلد) میرے قلم سے معرضِ وجود میں آجائے گی مگر چونکہ حضور والد گرامی نے فرمایا دیا تھا ''خود ہی لکھ لینا'' تو انہیں کی دعاؤں کا نتیجہ کہ ان کی اس زندہ کرامت کا ظہور ہوا اور یہ کتاب تصنیف ہوگئی اور اسے خوب پذیرائی ملی۔

؎ دیدار کے قابل تو کہاں میری نظر ہے
یہ اُن کا کرم ہے کہ رُخ ان کا ادھر ہے

حقوق کی واپسی: میں نے اپنی اس تصنیف اسرارِ خطابت کے حقوق چشتی کتب خانہ کو دیے تھے انہوں نے پہلا ایڈیشن شائع کیا تھا اس کے بعد میں نے اب یہ حقوق ان سے بعض ناگزیر وجوہات کی بنا پر واپس لے لیے ہیں جس پر سرکاری نوٹس جو انہیں ارسال کیا ہے اس کی فوٹو کاپی بطور سند میرے پاس موجود ہے لہٰذا اب میں اسے اپنے ادارے مکتبہ مجددیہ لاثانیہ غلام محمد آباد (جس سے میری اوّلیں چھ تصانیف شائع ہوئی تھیں) سے شائع کر رہا ہوں۔ پس اب کوئی ادارہ فی الحال اسے شائع کرنے کا مجاز نہیں ہے۔ اگر کوئی ادارہ بغیر حصول حقوق از خود اسے شائع کرے گا تو مکتبہ مجددیہ لاثانیہ اس پر قانونی کارروائی کرنے کا مجاز ہوگا۔

گدائے کوچۂ سرکارِ لاثانی الفقیر
(محتاجِ دُعا)
محمد مقبول احمد سرور
مالک مکتبہ مجددیہ لاثانیہ غلام محمد آباد
فیصل آباد

تقریظ

از خطیبِ یورپ حضرت مولانا صاحبزادہ محمد رفیق چشتی سیالوی لاہوری حال انگلینڈ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ

عزیز القدر فاضل محتشم خطیب العصر پیر طریقت جانشین امامِ خطابت حضرت علامہ مولانا ابوالاطہر صاحبزادہ پیر محمد مقبول احمد سرور زیب سجادہ آستانہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ رسولیہ فیصل آباد سے شناسائی بہت پرانی ہے۔ ۷۴-۱۹۷۳ء میں حضرت امام خطابت علیہ الرحمۃ کے قائم دارالعلوم جامعہ شیخ الحدیث مجددیہ لاثانیہ سبحان اللہ جامع مسجد نزد پانی والے تالاب غلام محمد آباد میں زیرِ تعلیم تھا۔ اس وقت حضرت صاحبزادہ صاحب اور میں ہم درس تھے اور استاذ العلماء حضرت علامہ قاری عبدالرشید صاحب ارشد سیالوی علیہ الرحمۃ سے ''بدائع منظوم - ملا بدمنہ - کریما - نامِ حق'' وغیرہ پڑھا کرتے تھے۔ اس وقت فقیر محمد رفیق چشتی سیالوی انگلینڈ میں خطیب اور ایک ادارہ کا بانی ہے حال ہی میں لاہور (آبائی رہائش گاہ) آیا اور اپنے عم بزرگوار سند المدرسین فخر المقررین حضرت علامہ مولانا محمد عبدالرشید ارشد سیالوی دامت برکاتہم العالیہ اور ان کے فرزند ارجمند مولانا ضیاء المصطفیٰ حقانی جو کہ ایک بہترین خطیب ہیں ان سے ملنے ان کے دارالعلوم جامعہ حنفیہ شیراکوٹ لاہور آیا تو وہاں پر اسرارِ خطابت مشتمل بر چہار جلد مصنفہ حضرت صاحبزادہ مقبول احمد سرور دیکھ کر خوشی کی انتہا نہ رہی کبھی اپنے دورِ طالب علمی کو یاد کرتا اور کبھی کتابوں کی طرف دیکھتا۔ چند لمحات کے بعد چاروں جلدوں کی فہرست دیکھتا تو یوں محسوس ہوا کہ خطباء ومقررین اور واعظین کو ایک طویل عرصہ سے جس کتاب کا انتظار تھا وہ اب مہیا ہو

گئی ہے۔ سال کے باون جمعوں کے خطبات علیحدہ علیحدہ موضوع کے ساتھ نہایت دلنشین انداز میں مرتب کیے گئے۔ اس پر طرفہ تماشہ یہ کہ ان خطبات میں جہاں خطابت کے انمول موتی اور فصاحت و بلاغت کے جواہرات بے دریغ لٹائے گئے ہیں وہاں علماء کی تشنگی ختم کرنے کا سامان بھی موجود ہے یعنی ان تقریروں کو صرف آجکل کی خطابت کے معیار ''شعر و شاعری'' اور مترادفات یا اشارات و کنایات تک ہی محدود نہیں رکھا گیا بلکہ عربی عبارات' تفاسیر واحادیث سے علمی مباحث بھی موجود ہیں اور اس پر مستزاد طرعہ امتیاز یہ کہ ہر بات کا حوالہ کتاب بمعہ جلد صفحہ لکھ دیا گیا ہے تا کہ مناظر حضرات بھی اس سے استفادہ کر سکیں تو یہ کتاب ہر لحاظ سے انفرادی حیثیت کی حامل ہے۔ اندازِ خطابت بالکل حضرت امام خطابت رحمۃ اللہ علیہ کا ہے یعنی جہاں کہیں ظرافت کی ضرورت پیش آئی تو بڑے نفیس پیرائے میں پیش کر دی گئی ہے اور جہاں مخالف کے دلائل کا ردّ کیا ہے تو اس کے مطالعہ سے محسوس ہوتا ہے کہ حضرت امامِ خطابت کا کیسٹ چل رہا ہے اور آپ زوردار دلائل سے بھرپور جوابی تقریر فرما رہے ہیں۔

میرے ناقص ذہن کے مطابق خطیب کو اس کتاب کے بعد سال کے خطبات جمعہ کے لیے اب کسی اور کتاب کی ضرورت باقی نہیں رہے گی کیونکہ ان سال بھر کے علیحدہ علیحدہ موضوع پر باون خطبات میں خطابت بھی ہے اور اندازِ خطابت بھی۔ دلائل و براہین بھی ہیں اور عشق رسول ﷺ بھی۔ بر وقت اشعار کا استعمال بھی ہے اور تفصیل بھی برمحل استعارے اور کنایے دریا کی طرح اپنی روانی دکھا رہے ہیں اور علمی موتیوں کا سمندر بھی جولانیاں فصاحت و بلاغت اوجِ معراج پر ہے اور اندازِ بیاں اسلوب مواعظ منفرد وا چھوتا گویا کہ حضرت صاحبزادہ صاحب کی شخصیت اس مصرعہ کے مصداق نظر آ رہی ہے کہ

جس سمت آ گئے ہو سکے بٹھا دیے ہیں

والسلام - دُعا گو

صاحبزادہ محمد رفیق چشتی

(انگلینڈ)

تقریظ

از یادگارِ سلف قبلہ حضرت صوفی **محمد صفدر علی** سلیمانی پارسی جہلمی (برمنگھم)

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

امامِ خطابت شیخ الحدیث والتفسیر پیر طریقت حضرت علامہ مولانا ابوالمقبول محمد غلام رسول صاحب المعروف سمندری والے رحمۃ اللہ علیہ بندۂ ناچیز کے پرانے کرم فرماؤں میں سے تھے۔ جہلم شریف ردِ نجدیت کے لیے آپ نے ہماری دعوت پر عظیم خطابات فرمائے۔ آپ کی رحلت کے بعد عزیزم صاحبزادہ محمد مقبول احمد سرور سے ہمارا رابطہ اب تک بدستور ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ان کی تصنیف اسرارِ خطابت کی جلد اوّل میرے پاس موجود ہے اور باقی جلدیں مجھے انہوں نے ابھی بھیجی نہیں۔

جلد اوّل کا مطالعہ کرنے سے بالخصوص حضرت امام عالی مقام امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت کے خطبات پڑھنے سے مجھے اپنے مہربان حضرت امامِ خطابت اس شدت سے یاد آنے لگے کہ میں ماہی بے آب کی طرح تڑپنے لگا...... تقریروں میں وہی انداز وہی دلائل کی روانی...... مترادفات کی طغیانی...... جواہر خطابت کی جولانی پا کر اشتیاق ہوا کہ کچھ کیسٹ منگوائے جائیں تو میں نے عزیزم سے کیسٹوں کا مطالبہ کیا تو مجھے تین عدد کیسٹ ۹۰-۹۰ منٹ بذریعہ رجسٹری برمنگھم موصول ہوئے۔ ایک میں سیرت حضرت سیدۃ النساء رضی اللہ عنہا...... دوسری میں ثبوت میلاد اور تیسری میں سرکارِ دو عالم علیہ السلام کی ولادت تفصیل سے بیان کی گئی ہے۔ ان تقریروں کو سننے کے بعد اندازہ ہوا کہ میرے پیارے مہربان دوست حضرت امامِ خطابت علیہ الرحمۃ بعد وفات بھی اسٹیج کی زینت ہیں اور ان کے خطبات کی گونج اسی طرح سنائی دیتی ہے...... وہی گھن گرج...... وہی انداز...... وہی آواز...... میرا دل اس قدر خوش ہوا کہ اب میں دوسری جلد ہی منگوانے کا سوچ رہا ہوں مگر انشاء اللہ تھوڑے عرصہ میں جہلم آنے کا پروگرام ہے تو خود درِ دولت امامِ خطابت پر حاضر ہو کر حاصل کر لوں گا..... صاحبزادہ صاحب کے لیے خصوصی دعا ہے اللہ ان کو مزید ترقی عطا فرمائے۔

ناچیز: صوفی **محمد صفدر علی** سلیمانی پارسی (برمنگھم، انگلینڈ)

اسرارِ خطابت

خطباتِ ماہِ محرم الحرام

پہلا خطبہ .... فضائل اہل بیت از قرآن کریم

دوسرا خطبہ .... فضائل اہل بیت از احادیث مبارکہ

تیسرا خطبہ .... فلسفۂ شہادت

چوتھا خطبہ .... فلسفۂ شہادت

پانچواں خطبہ .... قافلہ کی واپسی

فضائل اهل بیت

قرآن کی روشنی میں

☆ آیت تطهیر

☆ آیتِ مودّت

☆ آیتِ مباهله

کی روشنی میں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ٥ اَلصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى رَسُوْلِهٖ
سَيِّدِنَا وَ مَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰى اٰلِهٖ وَ اَصْحَابِهٖ اَجْمَعِيْنَ ٥
اَمَّا بَعْدُ! فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ
بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ
اِنَّمَا يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَيْتِ
وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيْرًا
صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِيْمُ
اَلصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا سَيِّدِىْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ
وَعَلٰى اٰلِكَ وَاَصْحَابِكَ يَا سَيِّدِىْ يَا حَبِيْبَ اللّٰهِ

باغ جنت کے ہیں بہرِ مدح خوانِ اہلِ بیت
تم کو مژدہ نار کا اے دشمنانِ اہلِ بیت

بے اجازت ان کے گھر میں جبرائیل آتے نہیں
قدر والے جانتے ہیں قدر و شانِ اہلِ بیت

ان کی پاکی کا خدائے پاک کرتا ہے بیاں
آیتِ تطہیر سے ظاہر ہے شانِ اہلِ بیت

بے ادب گستاخ فرقے کو سنا دے اے حسنؔ
یوں کہا کرتے ہیں سنی داستانِ اہلِ بیت

معزز سامعین کرام!
یہ ماہ محرّم الحرام کا پہلا جمعۃ المبارک ہے لہٰذا مناسب ہے کہ ذکر فضائل اہلِ بیت کیا جائے۔اس لئے میں آج ان آیات مقدسہ کا ذکر کروں گا جو عظمت وشان اہلِ بیت کے بیان میں نازل ہوئیں۔

آیتِ تطہیر اور اس کا ترجمہ:

جو آیتِ کریمہ تلاوت کی ہے اسے آیتِ تطہیر کہتے ہیں اور اس کا ترجمہ یہ ہے کہ
"اِنَّمَا یُرِیْدُ اللّٰہُ لِیُذْھِبَ عَنْکُمُ الرِّجْسَ اَھْلَ الْبَیْتِ وَیُطَھِّرَکُمْ تَطْھِیْرًا" (پارہ ۲۲ سورۃ الاحزاب آیت ۳۳)
"اللہ تو یہی چاہتا ہے، اے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے گھر والو کہ تم سے ہر ناپاکی دور فرمادے اور تمہیں خوب ستھرا کردے۔"

اِنَّمَا کلمہ حصر ہے:

حضرات گرامی! اِنَّمَا کلمۂ حصر ہے اور حصر کہتے ہیں بند کرنے کو اسی سے حصار ہے۔آپ نے دیکھا ہوگا کہ عاملینِ جنات جب کوئی عمل کرتے ہیں تو اپنی نشست گاہ کے اردگرد ایک دائرہ کھینچ لیتے ہیں اسے حصار کہا جاتا ہے اس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ اس دائرے سے باہر والا اندر اور اندر والا باہر نہیں جاسکتا۔بالکل ایسے ہی کلمۂ اِنَّمَا ہے جس کے اردگرد اس کا حصار ہو وہاں بھی یہی مقصود ہوتا ہے۔
پتہ چلا اللہ کریم نے اس کلمۂ اِنَّمَا سے اہلِ بیت کے اردگرد حصار کھینچ دیا اور فرمادیا۔اے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے گھر والو! تم اس حصار سے باہر نہیں جاسکتے۔ اور اے باہر والو تم اندر نہیں آسکتے، کیا مطلب ہے؟

یہی کہ......رجس......ناپاکی......پلیدی......اس حصار کے اندر نہیں جاسکتی اور اندر والے رجس کے قریب نہیں جاسکتے۔

ان کی پاکی کا خدائے پاک کرتا ہے بیاں
آیتِ تطہیر سے ظاہر ہے شانِ اہلِ بیت

لفظ یُرِیْدُ کا مفہوم:

لفظ یرید: صیغۂ مضارع ہے یعنی اللہ ارادہ فرماتا ہے۔تو یہاں یہ اشتباہ واقع ہوتا ہے کہ اس کا ارادہ تو ازلی ابدی ہے جیسے کہ وہ خود ازلی ابدی ہے۔فاعل ازلی ابدی ہے تو فعل بھی ازلی ابدی ہے۔تو یہ ارادہ تو نامعلوم کس وقت ہو چکا ہے۔
"اِنَّمَآ اَمْرُہٗٓ اِذَآ اَرَادَ شَیْئًا اَنْ یَّقُوْلَ لَہٗ کُنْ فَیَکُوْنُ"
(پارہ ۲۳ سورۃ یٰسین آیت ۸۳)
"اس کے سوا نہیں کہ جب اللہ کسی شئے کا ارادہ فرمائے تو اسے فرماتا ہے کن (ہوجا) پس وہ ہو جاتی ہے۔"
لہٰذا ہر شے کا اس نے جب ارادہ فرمایا کن کہہ دیا اور وہ شے معرض وجود میں آگئی۔اب تلاوت کردہ آیت میں لفظ "یُرِیْدُ" ارادہ فرماتا ہے۔سمجھ سے بالاتر ہے۔اس سے لازم آئے گا کہ تا قیام قیامت وہ یہ ارادہ فرماتا رہے گا حالانکہ ایسا ہرگز نہیں اس نے ایک ہی مرتبہ غیر متزلزل ارادہ فرمالیا اور اس ارادہ کو کن کہہ کر معرض وجود میں لے آیا۔

مراد اظہار ارادہ ہے:

اسی کا جواب یہ ہے کہ یہ صحیح ہے اس کا ارادہ ازلی ابدی ہے اور یہ بھی صحیح ہے کہ اس نے ایک مرتبہ ارادہ فرمالیا ہے اور اسے معرض وجود میں بھی لاچکا ہے مگر اس کا اظہار جب فرماتا ہے جب اس کی ضرورت ہو تو یُرِیْدُ کا مفہوم ہے۔ارادہ کا اظہار فرمانا چنانچہ اس نے مناسب مقام پر اس ارادہ کا اظہار فرمایا۔

اللہ نے اظہار فرمایا:

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا پر الزام واتہام تراشی کی گئی تو خداوند قدوس نے اپنا ارادہ ظاہر فرماتے ہوئے فرمایا۔

ھٰذَا بُھْتَانٌ عَظِیْمٌ (پارہ ۱۸ سورۂ نور آیت ۱۶)

یہ بہت بڑا بہتان ہے۔ ایسے ہی جب ضرورت ہو وہ اظہار فرماتا رہتا ہے آج بھی اگر چہ وحی کا دروازہ بند ہے مگر وہ اپنی قدرت کاملہ سے اہلِ بیت اطہار سادات کبار کی پاکیزگی کا اظہار فرماتا ہے۔ ایسے خوارق عادت کو ظہور میں لاتا ہے جس سے اہلِ بیت کی پاکیزگی کا ظہور ہو۔ اس کی تفہیم کے لئے ایک واقعہ آپ کے گوش گزار کرنا چاہتا ہوں توجہ سے سماعت فرمائیں۔

شانِ اہلِ بیت:

ابوجعفر محمد بیان کرتے ہیں کہ زینب نامی عورت نے جب نبوت کا دعویٰ کیا تو کہنے لگی میں ہی فاطمہ بنت محمد ہوں، ان دنوں متوکل خلیفہ تھے اسے دربار میں حاضر کیا گیا اور اس سے نسب پوچھا گیا اس نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے نسبت قائم کی۔

متوکل نے اپنے دربار میں بیٹھے ہوئے احباب کو کہا اس نسبت کو کیسے درست مانا جائے؟

فتح بن خاقان نے کہا۔ آپ اس مسئلہ میں محمد بن علی بن موسیٰ رضا کو بلائیں وہ اس حقیقت حال پر روشنی ڈال سکتے ہیں انہیں بلایا گیا۔ متوکل نے آپ کا بڑا احترام کیا اپنے ساتھ تخت خلافت پر بٹھایا اور کہا:

یہ عورت دعویٰ کرتی ہے اور کہتی ہے کہ یہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی اولاد میں سے ہے آپ کا کیا خیال ہے؟

آپ نے فرمایا: اس کی سچائی کو پانا بڑا آسان ہے۔ آپ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے حضرت فاطمۃ الزہراء کی اولاد کا گوشت درندوں پر حرام کر دیا ہے۔ آپ اس

عورت کو شیر کے پنجرے میں ڈال دیں اگر وہ سچی ہوگی تو شیر سونگھ کر ادب کرے گا ورنہ اسے چیر پھاڑ جائے گا۔

جب اسے لے گئے اس نے راستہ میں کہا: میں جھوٹی ہوں مجھے معاف کر دیا جائے میں نے غلط دعویٰ کیا تھا۔

اسے سزا کے طور پر ایک ننگے اونٹ کی پشت پر الٹے منہ بٹھا دیا اور منادی کرا دی کہ سر من شہر میں یہ جھوٹی عورت جو اپنے آپ کو زینب کہتی ہے اسے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ یا حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے گھرانے سے کوئی نسبت نہیں ہے۔

کچھ عرصہ کے بعد حضرت ابوجعفر محمد بن علی بن موسیٰ رضا کا ذکر خیر متوکل کے دربار میں چل نکلا۔

علی بن الجہم نے کہا:

امیر المومنین؟ اگر ابوجعفر کی بات سچی ہے تو آپ ایک دن امتحان لیں اور ابو جعفر کو درندوں کے پنجرے میں ڈال کر تو دیکھیں؟

متوکل نے حکم دیا کہ ان درندوں کو تین دن رات بھوکا رکھا جائے ایک پنجرہ لا کر دربار کے سامنے رکھا جائے اور متوکل سامنے بیٹھ کر دیکھے گا۔ ابوجعفر کو بلا کر اس پنجرے میں ڈال دیا جائے۔

علی بن یحییٰ اور ابن حمدون کہتے ہیں، ہم اس موقع پر یہ منظر دیکھ رہے تھے۔ ابوجعفر کو حاضر کیا گیا درندوں کے سامنے کھڑے کر کے دروازہ کھول دیا گیا۔ وہ نکلے اور باہر آتے ہی ابوجعفر کے پاؤں کی زمین چومنے لگے اور آپ کا طواف کرنے لگے۔ زمین پر لیٹ لیٹ جاتے۔ سر پاؤں میں رکھتے اور کوئی آواز نہ نکالتے کوئی حرکت نہ کرتے۔

متوکل اس منظر کے قریب پہنچا دیکھا تو شیر بھوکے ہونے کے باوجود ابوجعفر کے قدموں میں سر رکھے ہوئے لیٹے ہیں۔ درندوں کو بند کیا۔ ابوجعفر کو بلایا گیا اور بے پناہ انعام پیش کیا گیا۔ دربار میں بیٹھے علی ابن الجہم نے کہا: یا امیر المومنین آپ بھی تو اولاد

رسول ہیں۔ آپ بھی ایک دن ان شیروں کے پنجرے میں آئیں؟

متوکل نے کہا: مجھے مروانے لگے ہو۔ (شرف النبی صفحہ ۲۶۶ صفحہ ۲۶۵)

حضرات گرامی! غور فرمایئے: جس نے اس قصر طہارت میں نقب لگا کر اس کے اندر آنے کی کوشش کی اس کو اپنی ندامت کا بوجھ اٹھانا پڑا اور اقرار کرنا پڑا۔ میں ان پاکیزہ لوگوں سے نہیں ہوں۔ اور جو ان پاکیزہ لوگوں میں سے تھے انہیں اللہ تعالیٰ نے درندوں سے محفوظ فرما کر اپنے اس ازلی ارادے کا اظہار فرما دیا۔

معلوم ہوا جو اہلِ بیت میں سے ہوں وہ اس پاکیزگی کے محل سے باہر نہیں اور جو باہر ہیں وہ اندر آ سکتے نہیں اور اگر کوئی اس کے بالعکس کرے تو اللہ اپنے ارادے کا اظہار فرماتے ہوئے کسی خرق عادت سے اس کی پاکیزگی کا اعلان کر دیتا ہے۔

لِيُذْهِبَ عَنكُمُ الرِّجْسَ:

تا کہ دور رکھے تم سے پلیدی کو۔

حضرات گرامی! کیا عظیم شان ہے اہل بیت عظام کی۔ آپ قرآن کا مطالعہ کریں۔ اللہ فرماتا ہے:

فَاجْتَنِبُوا الرِّجْسَ" (پارہ ۱۷ سورۃ الحج آیت نمبر ۳۰)

تم پلیدی سے دور رہو

خطاب ہے امر ہے ارشاد ہے...... ہر کلمہ گو کیلئے۔

اے مسلمانو! پلیدی سے دور رہو۔
اے نمازیو! پلیدی سے دور رہو۔
اے روزے دارو! پلیدی سے دور رہو۔
اے زکوٰۃ دینے والو! پلیدی سے دور رہو۔
اے حج بیت اللہ کرنے والو! پلیدی سے دور رہو۔
اے جہاد کرنے والو! پلیدی سے دور رہو۔

اے عبادت کرنے والو! پلیدی سے دور رہو۔
اے ریاضت کرنے والو! پلیدی سے دور رہو۔
اے خطیبو! پلیدی سے دور رہو۔
اے ادیبو! پلیدی سے دور رہو۔
اے فصیحو! پلیدی سے دور رہو۔
اے بلیغو! پلیدی سے دور رہو۔
اے ولیو! پلیدی سے دور رہو۔
اے غوثو! پلیدی سے دور رہو۔
اے قطبو! پلیدی سے دور رہو۔
اے ابدالو! پلیدی سے دور رہو۔
اے اوتادو! پلیدی سے دور رہو۔
اے تبع تابعین! پلیدی سے دور رہو۔
اے تابعین! پلیدی سے دور رہو۔
اے صحابہ کرام! پلیدی سے دور رہو۔
ہر مسلمان کلمہ گو کو یہ حکم ہے کہ پلیدی سے دور رہو۔
مگر پلیدی کو حکم ہے، اے پلیدی تو اہلبیت سے دور رہ

ان کی پاکی کا خدائے پاک کرتا ہے بیاں
آیتِ تطہیر سے ظاہر ہے شان اہلِ بیت

چودہ رجس اشیاء:

ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ:

"اِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَيْسِرُ وَالْاَنْصَابُ وَالْاَزْلَامُ رِجْسٌ مِّنْ عَمَلِ الشَّيْطَانِ فَاجْتَنِبُوْهُ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ

''(پارہ ۷ سورۃ المایدہ آیت ۹۰)

''شراب اور جوا اور بت اور جوئے کے تیر سب ناپاک ہیں شیطان کی کارستانیاں ہیں، سو بچو ان سے تاکہ تم فلاح پا جاؤ۔''

اس آیتِ کریمہ سے معلوم ہوا کہ شراب، جوا، بت اور جوئے کے آلات رجس ہیں۔ دوسرے مقام پر اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

''كَذٰلِكَ يَجْعَلُ اللّٰهُ الرِّجْسَ عَلَى الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ ''

''اسی طرح ڈال دیتا ہے اللہ تعالیٰ ناپا کی ان پر جو ایمان نہیں لاتے۔''

اس آیتِ کریمہ میں بے ایمانوں کی بدعقیدگی کو رجس کہا گیا ہے معلوم ہوا۔ بدعقیدگی اور بے ایمانی بھی رجس ہے۔ ایک اور مقام پر فرمایا:

''اِلَّآ اَنْ يَّكُوْنَ مَيْتَةً اَوْ دَمًا مَّسْفُوْحًا اَوْ لَحْمَ خِنْزِيْرٍ فَاِنَّهٗ رِجْسٌ ''(پارہ ۹ سورۃ الانعام آیت ۱۴۶)

''مگر یہ کہ مردار ہو (رگوں) کا بہتا ہو یا سور کا گوشت، کیونکہ وہ سخت گندا ہے۔''

اس آیتِ کریمہ میں مردار، بہتا ہوا خون اور سور کے گوشت کو رجس فرمایا گیا ہے۔ ایک اور جگہ ارشاد ہے کہ

''قَالَ قَدْ وَقَعَ عَلَيْكُمْ مِّنْ رَّبِّكُمْ رِجْسٌ وَّ غَضَبٌ

''(پارہ ۸ سورہ الاعراف آیت ۱۷)

''کہا ہود (علیہ السلام) نے واجب ہو گیا تم پر تمہارے رب کی طرف سے عذاب اور غضب''

اس آیت مبارکہ میں عذاب کو رجس کہا گیا ہے اور غضب کو۔

اسی طرح ارشاد فرمایا:

''فَاَعْرِضُوْا عَنْهُمْ اِنَّهُمْ رِجْسٌ ''(پارہ ۱۱ سورۃ التوبہ آیت ۹۵)

''سو منہ پھیر لو ان (منافقین) سے یقیناً وہ ناپاک ہیں۔''

اس آیتِ کریمہ میں منافقین کو رجس سے تعبیر فرمایا گیا ہے۔ ثابت ہوا منافقین بھی رجس ہیں ایسے ہی ارشاد باری تعالیٰ ہے:

''وَيَجْعَلُ الرِّجْسَ عَلَى الَّذِيْنَ لَا يَعْقِلُوْنَ ''(پارہ ۱۱ سورہ یونس آیت ۱۰۰)

''اور (سنت الٰہی یہ ہے کہ) وہ ڈالتا ہے (گمراہی کی) آلودگی ان لوگوں پر جو بے سمجھ ہیں۔''

اس آیتِ کریمہ میں بے سمجھوں کی گمراہی کو بھی رجس فرمایا گیا۔ ایک اور مقام پر ارشاد فرمایا:

''فَاجْتَنِبُوا الرِّجْسَ مِنَ الْاَوْثَانِ ''(پارہ ۱۷ سورۃ الحج آیت نمبر ۳۰)

''پس پرہیز کرو بتوں کی نجاست سے۔''

اس آیتِ کریمہ میں بتوں کی نجاست کو رجس کہا گیا اسی طرح ایک دوسری جگہ پر فرمایا:

''وَاَمَّا الَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ فَزَادَتْهُمْ رِجْسًا''

(پارہ ۱۱ سورۃ التوبہ آیت ۱۲۵)

''اور جن کے دلوں میں نفاق کا روگ ہے تو بڑھا دی، اس سورۃ نے ان میں اور پلیدی۔''

اس آیتِ کریمہ میں بھی منافقین کے دل کی بات کو رجس کہا گیا اور وہ ان کا نفاق ہے۔

حضرات محترم!

ان تمام آیت میں چودہ چیزوں کو رجس فرمایا گیا اور اہلِ بیت کرام بالخصوص چودہ معصوموں سے ان چودہ کو دور رہنے کا حکم ہے اور وہ ہیں شراب، جوا، بت اور جوئے کے آلات، بدعقیدگی، مردار، بہتا ہوا خون، سور کا گوشت، عذاب اور غضب، منافقیں کا وجود، بے سمجھوں کی گمراہی، بتوں کی نجاست، منافقین کے دلوں کا نفاق۔

لہٰذا

شراب، اہلِ بیت کے قریب نہیں جا سکتی، اللہ نے دور فرما دی ہے۔ کیونکہ یہ
رجس ہے۔

جواء۔ اہلِ بیت کے قریب نہیں جا سکتا، اللہ نے دور فرما دیا ہے۔ کیونکہ یہ رجس ہے۔

بت اہلِ بیت کے قریب نہیں جا سکتے اللہ نے دور فرما دیئے ہیں کیونکہ یہ رجس ہے۔

جوئے کے آلات۔ اہلِ بیت کے قریب نہیں جا سکتے، اللہ نے دور فرما دیئے
ہیں، کیونکہ یہ رجس ہیں۔

بدعقیدگی۔ اہلِ بیت کے قریب نہیں جا سکتی اللہ نے دور فرما دیا ہے۔ کیونکہ یہ
رجس ہے۔

مردار۔ اہلِ بیت کے قریب نہیں جا سکتا۔ اللہ نے دور فرما دیا ہے کیونکہ یہ رجس ہے۔

بہتا ہوا خون اہلِ بیت کے قریب نہیں جا سکتا۔ اللہ نے دور فرما دیا ہے۔ کیونکہ یہ
رجس ہے۔

سور کا گوشت۔ اہلِ بیت کے قریب نہیں جا سکتا اللہ نے دور فرما دیا ہے۔ کیونکہ
یہ رجس ہے۔

اللہ کا عذاب اور غضب، اہلِ بیت کے قریب نہیں جا سکتا۔ اللہ نے دور فرما دیا
ہے۔ کیونکہ یہ رجس ہے۔

منافقین، اہلِ بیت کے قریب نہیں جا سکتے اللہ نے دور فرما دیئے ہیں کیونکہ یہ
رجس ہیں۔

گمراہی۔ اہلِ بیت کے قریب نہیں جا سکتی اللہ نے دور فرما دی ہے۔ کیونکہ یہ
رجس ہے۔

بتوں کی نجاست، اہلِ بیت کے قریب نہیں جا سکتی اللہ نے دور فرما دی ہے۔
کیونکہ یہ رجس ہے۔

نفاق۔ اہلِ بیت کے قریب نہیں جا سکتا۔ اللہ نے دور فرما دیا ہے کیونکہ یہ
رجس ہے۔

؎ ان کی پاکی کا خدائے پاک کرتا ہے بیاں
آیتِ تطہیر سے ظاہر ہے شانِ اہلِ بیت

صدیق و فاروق رضی اللہ عنہما

حضراتِ گرامی!

پلیدی آلِ رسول کے قریب نہیں جا سکتی تو پھر رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے
قریب کیسے جا سکتی ہے۔ اور جب رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے قریب نہیں جا سکتی۔
تو جو آج تک بلکہ تا قیامِ قیامت حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے قریب لیٹے ہوئے ہیں
گنبدِ خضریٰ میں آرام فرما ہیں۔

وہ ناپاک کیوں کر ہو سکتے ہیں...... معلوم ہوا۔
صدیق اکبر بھی پاک ہیں۔
فاروق اعظم بھی پاک ہیں۔

؎ صدیق عمر دی قسمت توں لکھ وار میں جنڈڑی واراں!
جنت کولوں ودھ مدنی دا روضہ جتھے مانن موج بہاراں
توں شان لوہناں دی پچھنا ایں کملا جنہاں دیاں نال نبی دے مزاراں
پل پل وکھرا پہنچے جتھے درود سلام ہزاراں
انہیں پاک نہ سمجھنے والا خود ناپاک
صدیقؓ کل بھی پاک تھے آج بھی پاک
فاروقؓ کل بھی پاک تھے آج بھی پاک
انہیں پاک نہ سمجھنے والا خود ناپاک

اَهلَ الْبَیْتِ:

اے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے گھر والو۔ ہمارا عقیدہ ہے ازواجِ مطہرات اہلِ بیت ہیں کیونکہ وہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے گھر والی ہیں۔

اگر عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اہلِ بیت نہ ہوتیں تو رب کبھی ان کی برأت کا اعلان فرما کر اس ارادہ کا اظہار نہ فرماتا۔ اس کے ساتھ ساتھ ہمارا عقیدہ ہے۔

علی رضی اللہ تعالیٰ عنہا بھی	اہلِ بیت ہے۔
فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی	اہلِ بیت ہے۔
حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی	اہلِ بیت ہے۔
حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی	اہلِ بیت ہے۔

شانِ نزول:

ذرا تفاسیر کا مطالعہ کیجئے۔ احادیث کی ورق گردانی فرمایئے تو ہمارا عقیدہ بالکل قرآن و حدیث کے مطابق نظر آئے گا۔ ملاحظہ ہو، حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں۔

ایک مرتبہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنا کمبل اوڑھا۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی پشت اپنے سینے سے لگائی۔ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی پشت اپنی پشت سے لگائی۔ حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دائیں ہاتھ بٹھایا۔ حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بائیں ہاتھ بٹھایا۔ تمام پر وہ کمبل اوڑھا دیا اور کمبل کے کنارے اپنے پاؤں کے نیچے دبا لئے اور ہاتھ اٹھا کر دعا کی۔

اے اللہ۔ یہ میرے اہلِ بیت ہیں۔ میرے خاص ہیں، جو شخص ان سے راضی ہوگا میں اسی سے راضی ہوں، جو شخص ان سے لڑے گا میں ان سے لڑوں گا۔

اے اللہ۔ ان کے دوست کو اپنا دوست بنالے اور ان کے دشمن کو دشمن رکھ جو ان کی مدد کرے تو اس کی مدد فرما، جو ان کو تکلیف پہنچائے تو اس کو تکلیف پہنچا۔

اس موقعہ پر حضرت جبریل علیہ السلام آئے اور آ کر عرض کیا یا رسول اللہ۔ ایسا ہی ہوگا۔ اور عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم، میں بھی آپ کے ساتھ ہوں، فرمایا: ہاں جبریل علیہ السلام تم ہمارے ساتھ ہو۔ (شرف النبی صفحہ ۲۳۹ صفحہ ۲۳۸)

بقیع بن الحرث نے حضور علیہ السلام کے غلام ابوالحمراء سے روایت کی کہ سرکار دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہر صبح تشریف لاتے اور سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے دروازے پر دستک دے کر فرماتے۔

"السَّلامُ عَلَیْکُمْ یَا اَهْلَ [illegible] وَبَرَکَاتُهُ، یَرْحَمُکُمُ [illegible]"

"تم پر سلامتی ہو...... اے اہلِ بیت! اللہ تم پر رحمت فرمائے۔"

پھر فرمایا:

"اِنَّمَا یُرِیْدُ اللّٰہُ لِیُذْهِبَ عَنْکُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَیْتِ وَ یُطَهِّرَکُمْ تَطْهِیْرًا"

"اللہ تو یہی چاہتا ہے کہ، اے اہلِ بیت تمہیں ہر قسم کی پلیدی سے دور رکھے اور خوب پاک فرما دے۔"

بقیع فرماتے ہیں کہ میں نے ابوالحمراء سے پوچھا گھر میں کون ہوتا تھا۔ اس نے بتایا۔ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا، علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ (شرف النبی صفحہ ۲۳۵)

؎ بیدم یہی تو پانچ ہیں مقصود کائنات
خیر النساء ؓ حسین ؓ و حسن ؓ مصطفےٰ ﷺ علی ؓ

ملک صاحب	دنیا میں آنے کے بعد پاک ہوتا ہے۔
چوہدری صاحب	دنیا میں آنے کے بعد پاک ہوتا ہے۔
مولانا صاحب	دنیا میں آنے کے بعد پاک ہوتا ہے۔

پیر صاحب — دنیا میں آنے کے بعد پاک ہوتا ہے۔
شہید صاحب — دنیا میں آنے کے بعد پاک ہوتا ہے۔
امام صاحب — دنیا میں آنے کے بعد پاک ہوتا ہے۔
خطیب صاحب — دنیا میں آنے کے بعد پاک ہوتا ہے۔
کائنات کا ہر بشر، دنیا میں آنے کے بعد پاک ہوتا ہے۔
مگر یہ نفوس قدسیہ۔
یہ اہلِ بیت اطہار۔
یہ سادات کبار۔
دنیا میں بعد میں آتے ہیں، پاک پہلے ہوتے ہیں۔

وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيْرًا

انہیں کی قیامت تک کی نسل کو خوب پاک وصاف کر دیا گیا ہے۔

ان کی پاکی کا خدائے پاک کرتا ہے بیاں
آیتِ تطہیر سے ظاہر ہے شانِ اہلِ بیت

ان کا حسب نسب — پاکیزہ
ان کے خصائل وشمائل — پاکیزہ
ان کے فضائل ومحامد — پاکیزہ
ان کی عادات — پاکیزہ
ان کے اخلاق — پاکیزہ

کیونکہ یہ اس نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی آل ہے جس کی شان ہی یہ تھی کہ

وَيُزَكِّيْهِمْ — وہ پاک کرے ان (لوگوں) کو

تو جس سے نسبت پا کر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ — پاکیزہ
جس سے نسبت پا کر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ — پاکیزہ

جس سے نسبت پا کر عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ — پاکیزہ
جس سے نسبت پا کر حیدر رضی اللہ تعالیٰ عنہ — پاکیزہ

اس کے جوہر نوری جسد پاکیزہ سے تخلیق ہونے والے کیوں پاکیزہ نہیں؟ اس کی آل واولاد کیوں پاکیزہ نہیں۔

تیری نسل پاک میں ہے بچہ بچہ نور کا!
تو ہے عین نور تیرا سب گھرانہ نور کا
جو گدا دیکھو لئے جاتا ہے توڑا نور کا
نور کی سرکار ﷺ ہے کیا اس میں توڑا نور کا

یہ سب مِنِّیْ نُوْرٌ:

نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: فَاطِمَةُ بُضْعَةٌ مِّنِّيْ. فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ میرا ٹکڑا ہے۔ (الصواعق المحرقہ صفحہ ۱۹)

عَلِيٌّ مِّنِّيْ. علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ مجھ سے ہے۔ (ایضاً)
حَسَنٌ مِّنِّيْ. حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ مجھ سے ہے۔ (ایضاً)
حُسَيْنٌ مِّنِّيْ. حسین مجھ سے ہے۔ (مشکوٰۃ شریف صفحہ ۵۷۱)

میں نے عرض کیا یا رسول اللہ۔ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا آپ سے۔ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ سے۔ حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ سے۔ حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ سے اور آپ کس سے، عرش سے آواز آئی۔ یہ سب رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے اور رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مجھ سے۔

اور میں مِنَ اللّٰهِ نُوْرٌ:

"قَدْ جَآءَكُمْ مِّنَ اللّٰهِ نُوْرٌ" (پارہ ۶ سورۂ مائدہ آیت ۱۵)
"تحقیق آیا تمہاری طرف اللہ کی جانب سے نور"

ـــ تیری نسل پاک میں ہے بچہ بچہ نور کا!
تو ہے عین نور تیرا سب گھرانہ نور کا!

جب آیتِ تطہیر نازل ہوئی:

جناب رسول خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ام المومنین اُم سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے گھر جلوہ افروز تھے۔ سیّدہ فاطمہ سلام اللہ علیہا ایک ہنڈیا لائیں، جس میں حلوہ تھا۔ جناب رسول اللہ کے سامنے رکھ دیا۔

فرمایا: اے میری لخت جگر، تمہارے چچا کے بیٹے (علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ) اور دونوں صاحبزادے (حسنین کریمین) کہاں ہیں؟

عرض کیا گھر میں ہیں۔

فرمایا: انہیں بلا لاؤ۔

سیّدہ گھر گئیں۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ حضرات حسنین کریمین کو ساتھ لے کر حاضر خدمت ہوئیں۔ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا۔ حسنین کریمین رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے ایک کمبل کے اندر اس حلوہ کو تناول فرمانا شروع فرمایا۔ تو یہ آیت نازل ہوئی۔

”اِنَّمَا یُرِیْدُ اللّٰہُ لِیُذْھِبَ عَنْکُمُ الرِّجْسَ اَھْلَ الْبَیْتِ وَیُطَھِّرَکُمْ تَطْھِیْرًا“ (تنویر الازھار، ترجمہ نور الابصار صفحہ ۳۹۴ صفحہ ۳۹۵)

امام طبرانی۔ امام احمد نے حضرت ابو سعید خدری سے روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:

یہ آیت پانچ نفوس قدسیہ کے بارے میں نازل ہوئی۔ وہ میں۔ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ہیں۔

ابن ابی شیبہ۔ احمد اور ترمذی نے روایت کی اور اس کو حسن کہا۔ ابن جریر ابن منذر۔ طبرانی اور حاکم نے اسے صحیح قرار دیا۔ (تنویر الازہار ترجمہ نور الابصار صفحہ ۳۹۵)

ـــ کیا بات رضا اس چمنستانِ کرم کی
زہراؓ ہے کلی جسمیں حسینؓ اور حسنؓ پھول!

اہلِ بیت گھر والے:

حضرات سامعین! ہم اہلسنّت و جماعت ہیں۔ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ازواج اور اولاد سب کو ماننے والے کچھ لوگ۔ ازواجِ مطہرات کو اہلِ بیت میں شامل نہیں سمجھتے۔ تو کچھ لوگ صرف انہیں کو اہلِ بیت سمجھتے ہیں مگر اہلسنّت و جماعت۔ ازواجِ مطہرات کو بھی اہلِ بیت میں شمار کرتے ہیں اور اولادِ پاک کو بھی کیونکہ اہلِ بیت کا معنیٰ ہے گھر والے۔ عموماً گھر والے، بیوی بچے ہی ہوا کرتے ہیں۔ لہٰذا نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے گھر والے بھی نبی کے بیوی بچے ہی ہیں۔

لہٰذا

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی نبی ﷺ کی — گھروالی
حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی نبی ﷺ کی — گھروالی
حضرت ام حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی نبی ﷺ کی — گھروالی
حضرت صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی نبی ﷺ کی — گھروالی
حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی نبی ﷺ کی — گھروالی
حضرات علیؓ فاطمہؓ حسنینؓ بھی نبی ﷺ کے — گھروالے

ان سب میں سے کسی ایک کو اہلبیت نہ ماننے سے نبی کریم علیہ التحیۃ والتسلیم کو ایذا پہنچتی ہے اور قرآن کا فیصلہ ہے کہ:

”اِنَّ الَّذِیْنَ یُؤْذُوْنَ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ لَعَنَھُمُ اللّٰہُ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ“ (پارہ ۲۲ سورۃ احزاب آیت نمبر ۵۷)

”بے شک وہ لوگ جنہوں نے اللہ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ایذا پہنچائی ان پر اللہ کی دنیا و آخرت میں لعنت“

ے اہلِ بیت پاک سے گستاخاں بے باکیاں
لعنت اللہ علیکم دشمنانِ اہلِ بیت

ے بے ادب گستاخ فرقے کو سنا دے اے حسنؔ
یوں کہاں کرتے ہیں سنی داستان اہلِ بیت

کیونکہ۔

باغ جنت کے ہیں بہر مدح خوان اہلِ بیت
تم کو مژدہ نار کا اے دشمنانِ اہلِ بیت

آیتِ مودّت:

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

''قُلْ لَآ اَسْئَلُكُمْ عَلَيْهِ اَجْرًا اِلَّا الْمَوَدَّةَ فِي الْقُرْبٰى''

(پارہ ۲۵ سورۂ شوریٰ آیت ۲۳)

''اے محبوب! فرما دیجئے۔ میں اس تبلیغ پر تم سے کوئی اجر نہیں مانگتا مگر قریبیوں کی مودّت۔''

اے میرے حبیب! یہ جو شب و روز آپ نے تبلیغ کی صبح و مسیٰ اعلان توحید فرمایا:

ان عرب کے بدوؤں کو دنیا کا امام بنایا۔ گداؤں کو آقا بنایا۔ دشمنوں کو دوست بنایا۔ ظلمات میں بسیرا کرنے والوں کو نورِ معرفت میں بسایا۔ نابینوں کو بینا اور جاہلوں کو عالم بنایا۔ راہزنوں کو راہبر بنایا۔ بھولے ہوؤں کو راہ دکھایا۔ خدا سے بچھڑے ہوؤں کو خدا سے ملایا۔

ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ بنایا۔
عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ بنایا۔
عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ذی النورین رضی اللہ تعالیٰ عنہ بنایا۔
حیدر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو شجاعت کا تاجدار بنایا۔

آپ فرما دیجئے۔ اے لوگو! تمہیں یہ سب کچھ میری معرفت خدا سے ملا

نماز میری معرفت ملا۔
روزہ میری معرفت ملا۔
حج میری معرفت ملا۔
زکوٰۃ میری معرفت ملا۔
رمضان میری معرفت ملا۔
ایقان میری معرفت ملا۔
وجدان میری معرفت ملا۔
عرفان میری معرفت ملا۔
قرآن میری معرفت ملا۔
ایمان میری معرفت ملا۔

مگر!

''لَآ اَسْئَلُكُمْ عَلَيْهِ اَجْرًا''

میں یہ سب کچھ خدا سے دلوانے کا کوئی اجر تم سے نہیں چاہتا کیونکہ

دنیا کا مال ومتاع میرے قدموں کی دھول ہے۔
سیم و زر میرے قدموں کی دھول ہے۔
سونا چاندی میرے قدموں کی دھول ہے۔
ساز و ساماں میرے قدموں کی دھول ہے۔

''اُعْطِيْتُ مَفَاتِيْحَ خَزَائِنِ الْاَرْضِ'' (بخاری صفحہ ۱۷۸)

''زمین کے تمام خزانوں کی تمام چابیاں مجھے دے دی گئی ہیں۔ ساری کائنات کا میں مالک ہوں۔''

ے کل جہاں ملک اور جو کی روٹی غذا
اس شکم کی قناعت پہ لاکھوں سلام

لہٰذا مجھے ان تمام چیزوں کی حاجت ہی نہیں۔ میں تو صرف اور صرف تم سے اس تبلیغ کا اجر یہ چاہتا ہوں کہ

"اِلَّا الْمَوَدَّةَ فِي الْقُرْبٰى"

میرے قریبیوں سے مودّت کرنا۔ میری آل سے محبت رکھنا میرے اہلِ بیت سے پیار کرنا۔

قربیٰ سے مراد کون ہیں:

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جب اس آیت کا نزول ہوا تو صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے عرض کیا وہ کون سے قرابت دار ہیں جن سے محبت کرنا ہم پر واجب ہے فرمایا:

"هُوَ الْعَلِيُّ وَالْفَاطِمَةُ وَاَبْنَاهُمَا" (مسلم شریف الصواعق المحرقہ)

"وہ علیؑ ہے فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ہے اور ان کے دونوں بیٹے"

بے شمار تفاسیر اور احادیث میں یہ روایت موجود ہیں جن کا ماحصل یہی ہے کہ ان نفوسِ قدسیہ سے محبت کرنا ہی اس آیت کا مقتضیٰ ہے۔

مودّت اور محبت:

حضرات گرامی، مودّت اور محبت میں فرق ہے۔

محبت اسے کہتے ہیں کہ محبّ کا میلان طبع شدید ہو اپنے محبوب کی طرف مگر وہ بغیر محبوب کے زندہ رہ سکے۔

مودّت اسے کہتے ہیں کہ یہ میلان طبع اس قدر بڑھ جائے کہ محبّ بغیر محبوب کے زندہ نہ رہ سکے گویا کہ محبّ اور محبوب کا تعلق یوں ہو جائے کہ

من تو شدم تو من شدی من جاں شدم تو تن شدی
تاکس نہ گوید بعد ازاں من دیگرم تو دیگری!

مفسرین نے اس کی مثال یوں دی ہے کہ جیسے پانی کو دودھ میں ڈالو تو پانی دودھ ہی ہو جاتا ہے اور جیسے کہ

اَلسَّمَكُ فِي الْمَآءِ مچھلی پانی میں۔ اسے پانی سے نکال لو تو تڑپ تڑپ کر جان دے دیتی ہے۔ مگر پانی کی جدائی برداشت نہیں کرتی۔ اسی طرح دودھ جس میں پانی ملایا۔ آگ پر رکھو تو جب یہ پانی بھاپ بن کر نکل جائے دودھ بھی ابل کر برتن سے نکلنے کی کوشش کرتا ہے اگر اسے پانی کا چھینٹا دے کر یار سے ملا دیا جائے تو وہ پھر نیچے چلا جاتا ہے۔

فرمایا: لوگو! تم میری اہلِ بیت سے مودّت رکھنا جس طرح پانی کو دودھ سے اور مچھلی کو پانی سے مودّت ہے۔ کیونکہ ان سے محبت مجھ سے محبت ہے۔

"مَنْ اَحَبَّهُمَا فَقَدْ اَحَبَّنِيْ" (الصواعق المحرقہ صفحہ ۱۹۱)

جس نے ان سے محبت کی اس نے مجھ سے محبت کی اور سرکار کی محبت کے بغیر ایمان کامل نہیں ہوتا۔ جیسا کہ ارشاد فرمایا:

"لَا يُؤْمِنُ اَحَدُكُمْ حَتّٰى اَكُوْنَ اَحَبَّ اِلَيْهِ مِنْ وَّالِدِهٖ وَوَلَدِهٖ وَالنَّاسِ اَجْمَعِيْنَ" (بخاری صفحہ ۹)

"تم میں سے کوئی شخص اس وقت تک مومن نہیں ہو سکتا جب تک میں اسے اس کے والد، ولد اور تمام لوگوں سے زیادہ محبوب نہ ہوں اور سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے محبت، خدا سے محبت ہے۔" فرمایا:

"قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ." (پارہ ۳ سورۃ آل عمران آیت ۳۱)

"فرما دیجئے: اگر تم لوگ اللہ سے محبت کرنی چاہتے ہو تو میری اتباع کرو، اللہ تم سے محبت فرمائے گا"

لہٰذا۔

حسنین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی محبت . مصطفیٰ کی محبت۔

مصطفیٰ کی محبت خدا کی محبت۔

جو ان سے محبت نہیں رکھتا نہ وہ مصطفیٰ کا ہے نہ خدا کا ہے۔ چاہے لاکھ قرآن سر پر اٹھائے اور کروڑوں مرتبہ کلمہ پڑھے۔

جیہدا پنجتن نال پیار نہیں اوہدے کلمے تے اعتبار نہیں۔

فرمایا: ان کی محبت واجب ہے۔ محبوب کی ہر شئی محبوب ہوا کرتی ہے۔

محبوب کا پسینہ محبوب۔

محبوب کا مدینہ محبوب۔

محبوب کی ادائیں محبوب۔

محبوب کی غذائیں محبوب۔

محبوب کا جمال محبوب۔

محبوب کی ساری آل محبوب۔

اس لئے جس نے حسنین کریمین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کریمین سے محبت نہ رکھی اس نے اجر رسالت ادا نہ کیا۔ وہ نمازی ہو۔ روزے دار ہو۔ حاجی ہو زکوٰتی ہو لیکن ان سے محبت نہ رکھتا ہو تو سب کچھ بے کار۔

زاہد تیری عبادت کو میرا سلام ہے

بے حب اہلِ بیت عبادت حرام ہے

نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:

مَنْ صَلّٰی وَصَامَ فِی الْحَرَمِ وَهُوَ مُبْغِضٌ لِّاَهْلِ بَیْتِیْ دَخَلَ النَّارَ (الشرف المؤبد صفحہ ۱۳۰)

"جس نے نماز پڑھی اور روزہ رکھا، حرم کعبہ میں مگر وہ میرے اہلِ بیت کا دشمن ہے وہ آگ میں داخل ہوگا۔"

آیتِ مباہلہ:

ایک مرتبہ نجران کے عیسائیوں کا ایک وفد حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اس وفد کے سرداروں، عاقب، سید اور عبدالمسیح نے کہا۔ یا محمد آپ ہمارے بزرگوں کو گالیاں دیتے ہیں؟

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: تمہارے بزرگ کون ہیں؟

انہوں نے کہا: عیسیٰ بن مریم۔

آپ کہتے ہیں کہ وہ بندہ ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: خدا کی قسم وہ تو اللہ کا نیک بندہ تھا۔

یہ لوگ اتنی بات سن کر بڑے ہی خشمگیں ہوئے اور کہنے لگے یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں بھلا بندہ بھی مردے زندہ کر سکتا ہے۔ مادرزاد اندھے کو بینا کر سکتا ہے۔ مٹی کا پرندہ بنا کر اسے اڑا سکتا ہے۔

حضور علیہ السلام چند لمحے خاموش رہے۔

حضرت جبریل علیہ السلام امین تشریف لائے اور یہ آیتِ کریمہ اتری:

"لَقَدْ كَفَرَ الَّذِيْنَ قَالُوْٓا اِنَّ اللّٰهَ هُوَ الْمَسِيْحُ ابْنُ مَرْيَمَ"

(پارہ ۶ سورۃ مائدہ آیت ۷۲)

"ان لوگوں نے یہ بات کفر کی کہی ہے جو یہ کہتے ہیں کہ مسیح ابن مریم خدا ہیں۔"

اس کے بعد جبرئیل امین نے کہا:

"اِنَّ مَثَلَ عِيْسٰى عِنْدَ اللّٰهِ كَمَثَلِ اٰدَمَ خَلَقَهٗ مِنْ تُرَابٍ"

(پارہ ۳ سورۃ آل عمران آیت ۵۹)

"بے شک حضرت عیسیٰ علیہ السلام بھی حضرت آدم علیہ السلام کی طرح انسان ہی تھے اور وہ مٹی سے بنے تھے۔"

"فَمَنْ حَاجَّكَ فِيْهِ مِنْ بَعْدِ مَا جَآئَكَ مِنَ الْعِلْمِ فَقُلْ تَعَالَوْا نَدْعُ اَبْنَآءَ نَا وَاَبْنَآءَ كُمْ وَنِسَآءَ نَا وَنِسَآءَ كُمْ وَاَنْفُسَنَا وَاَنْفُسَكُمْ ثُمَّ نَبْتَهِلْ فَنَجْعَلْ لَّعْنَةَ اللّٰهِ عَلَى الْكٰذِبِيْنَ" (پارہ ۳ سورۃ آل عمران آیت ۶)

پھر جو شخص علم رکھنے کے باوجود جھگڑا کرنے پر آمادہ ہو اسے کہہ دیجئے کہ آؤ تم اپنے بیٹوں کو لے آؤ ہم اپنے بیٹوں کو لے آتے ہیں تم اپنی عورتوں کو لے آؤ۔ ہم اپنی عورتوں کو لے آتے ہیں تم اپنی جانوں کو لے آؤ ہم اپنی جانوں کو لے آتے ہیں۔ پھر ہم اللہ کے سامنے دعا کرتے ہیں اور جھوٹوں پر لعنت کرتے ہیں۔

چنانچہ فریقین اس بات پر رضا مند ہو گئے۔ حضور نبی کریم علیہ التحیۃ والتسلیم نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ہاتھ پکڑا امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ و حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو سیّدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے ساتھ آگے لگایا۔ اور فرمایا:

میں اپنے اہل وعیال کو لے آیا ہوں تم اپنے اہل وعیال کو لے آؤ۔ میں اپنی بیٹی۔ بیٹیوں اور اپنی جان یعنی علی المرتضیٰ کو لے آیا ہوں تم اپنے بیٹوں بیٹیوں اور جانوں کو لے آؤ۔

عیسائی آپ کے اس عمل سے ڈر گئے۔ انہوں نے کہا ہم صلح کرنا چاہتے ہیں۔
(شرف النبی صفحہ ۲۴۹ صفحہ ۲۵۰)

حضرات سامعین، نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرات حسنین کریمین کو اپنے بیٹے فرمایا اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اپنا نفس قرار دیا۔

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کبھی مجھے بابا یا ابا کہہ کہ نہ پکارا وہ ہمیشہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ابا یا بابا کہہ کر پکارتے تھے۔ (شرف النبی صفحہ ۲۵۰)

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا لوگو!

"هٰذَانِ ابْنَايَ وَابْنَا بِنْتِيْ" (الصواعق المحرقہ صفحہ ۱۹۱)

"یہ دونوں میرے بیٹے ہیں اور میری بیٹی کے بیٹے ہیں۔"

اندازہ فرمائیے۔ سرکار دو عالم علیہ السلام کو ان دونوں شہزادوں سے کس قدر محبت تھی۔ ایسا کیوں نہ ہوتا۔

ان کا خمیر	خمیر مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
ان کا ضمیر	ضمیر مصطفیٰ
ان کی تصویر	تصویر مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
ان کی تنویر	تنویر مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
ان کی تقریر	تقریر مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
ان کی تاثیر	تاثیر مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
ان کی تشہیر	تشہیر مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
ان کا کمال	کمال رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
ان کا جمال	جمال رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
ان کا خیال	خیال رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
ان کا وصال	وصال رسول
ان کے خصال	خصال رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں۔

خون خیر الرسل سے ہے جن کا خمیر
ان کی بے لوث طینت پہ لاکھوں سلام!

ان کے نانا	سیدالانبیاء ﷺ
ان کے والد	سیدالاولیاءؓ

ان کی اماں سیدۃ النساءؓ

بے مثل ہے جہان میں کنبہ حسینؓ کا
سلطان دوجہان ہے نانا حسینؓ کا
کونین میں بلند ہے رتبہؓ کا
فرش زمین سے عرش تک شہرا حسینؓ کا

''وَمَا عَلَيْنَا اِلَّا الْبَلَاغُ الْمُبِيْنُ''

دوسرا خطبہ

مَثَلُ اَهْلِ بَيْتِيْ كَسَفِيْنَةِ نُوْحٍ (الحديث)

فضائلِ اہلِ بیت

احادیث کی روشنی میں

میری اہلِ بیت
سفینہ نوح
کی طرح ہے۔ (الحدیث)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حَامِدًا وَّ مُصَلِّيًا۔ اَمَّا بَعْدُ!

قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

"اِنَّ مَثَلَ اَهْلِ بَيْتِيْ فِيْكُمْ مَثَلُ سَفِيْنَةِ نُوْحٍ مَنْ رَكِبَهَا نَجَا وَمَنْ تَخَلَّفَ عَنْهَا هَلَكَ صَدَقَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ" (الصواعق المحرقہ صفحہ ۱۸۶)

اَلصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا سَيِّدِيْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَعَلٰى اٰلِكَ وَاَصْحَابِكَ يَا سَيِّدِيْ يَا حَبِيْبَ اللّٰهِ

حضرات سامعین!

سابقہ خطبہ جمعۃ المبارک میں قرآن کریم کے حوالہ سے فضائل اہلِ بیت عرض کیے گئے تھے۔ آج انشاء اللہ العزیز، احادیث مبارکہ سے فضائل اہلِ بیت عرض کروں گا۔ میں نے نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ایک حدیث مبارکہ تلاوت کی ہے۔

سرکارِ دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"بے شک میرے اہلِ بیت کی مثال تم میں کشتی نوح کی طرح ہے۔ جو اس میں سوار ہو گا نجات پائے گا اور جو پیچھے رہے گا ہلاک ہو جائے گا۔"

کشتی نوح:

نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنی اہلِ بیت کو سفینہ نوح سے مثال دی ہے اس لئے آیئے پہلے سفینہ نوح معلوم کریں۔ حضرت نوح علیہ السلام کو سفینہ یعنی کشتی بنانے کا حکم اس وقت دیا گیا جبکہ آپ نے ساڑھے نو سو سال تبلیغ فرمائی مگر قوم کی

انتہائی سرکشی نے اس تبلیغ کا کوئی اثر قبول نہ کیا۔

حضرت نوح علیہ السلام دلبرداشتہ ہو گئے اور دعا کی۔

"رَبِّ لَا تَذَرْ عَلَى الْاَرْضِ مِنَ الْكٰفِرِيْنَ دَيَّارًا"

(پارہ ۲۹ سورۂ نوح آیت ۲۶)

"اے میرے رب نہ چھوڑ روئے زمین پر کافروں سے کسی کو بستا ہوا۔"

اللہ تعالیٰ نے حکم فرمایا: کہ اے نوح علیہ السلام

"وَاصْنَعِ الْفُلْكَ بِاَعْيُنِنَا وَوَحْيِنَا وَلَا تُخَاطِبْنِيْ فِي الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا اِنَّهُمْ مُّغْرَقُوْنَ" (پارہ ۱۲ سورۂ ہود آیت نمبر ۳۷)

اور بنایئے ایک کشتی ہمارے آنکھوں کے سامنے اور ہمارے حکم سے اور نہ بات کیجئے مجھ سے ان لوگوں کے بارے میں جنہوں نے ظلم کیا وہ ضرور غرق کر دیئے جائیں گے۔

چنانچہ (يَصْنَعُ الْفُلْكَ) نوح علیہ السلام کشتی بنانے لگے۔

مخلوق کے اکابر:

حضرت نوح علیہ السلام جب کشتی کا کچھ حصہ بناتے تو رات کو اسے زمین کا کیڑا کھا جاتا۔ انہوں نے خالق ارض و سماء کے حضور شکوہ کیا۔ پروردگار عالم نے فرمایا: اس پر میری مخلوق کے اکابر کے نام لکھ دو۔

عرض کیا وہ کون ہیں؟ فرمایا وہ میرے محبوب محمد مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اصحاب ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ، عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ، عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔ سیدنا نوح علیہ السلام نے کشتی کے چاروں کونوں پر یہ اسماء تحریر کر دیئے اور کیڑے سے محفوظ ہو گئی۔ (تنویر الازہار ترجمہ نور الابصار صفحہ ۱۱)

فقیر عرض کرتا ہے سرکار دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنی اہلِ بیت کو کشتی نوح سے اسی لئے مثال دی کہ کچھ لوگ اس پر سوار ہو کر میرے یاروں کی تنقیص کریں

گے مگر ان کو معلوم ہو جائے کہ

جس کشتی پر میرے یاروں کا نام نہیں ہوگا اسے کیڑے کھا جائیں گے۔ اگر نوح علیہ السلام کو کشتی کیڑوں سے بچانے کے لئے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے یاروں کا نام لکھنا پڑتا ہے تو چودھویں صدی کے ملاں کس باغ کی مولی ہیں جو بغیر یاران نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے نام کے اس کشتی پر سوار ہوں۔

صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین یارانِ مصطفیٰ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) پر تبرا کرنے والو، غور کرو، تمہاری کشی کو کیڑے کھا رہے ہیں اور ایک دن یہ کشتی تباہ ہو جائے گی اور تم سیلاب عصیاں میں بہہ جاؤ گے۔ آؤ اس کشتی کو کیڑوں سے بچاؤ اور یاران نبی (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کے غلام بن جاؤ۔

؎ ہے منکر جس دے دل وچہ نہیں عشق صدیقؓ ولی وا
اوہ وی جان ایمان تو خالی جیہڑا دشمن عمرؓ جری دا
جنت کدی نہ جاسی یارا منکر عثمان غنیؓ دا
اعظم اوہ وی وڈا کافر جیہڑا نہیں حب دار علیؓ دا

حضرت نوح علیہ السلام نے کشتی تیار فرمائی اور اس میں اپنے متبعین کو سوار کیا اور اپنے بیٹے سے بھی فرمایا:

”یٰبُنَیَّ ارْکَبْ مَّعَنَا“ (پارہ ۱۲ سورۃ ہود آیت ۴۲)

اے میرے بیٹے آ تو بھی ہمارے ساتھ کشتی میں سوار ہو جا۔ اس نے کہا میں پہاڑ پر چڑھ جاؤں گا اور محفوظ رہوں گا۔ فرمایا: آج تو وہی بچے گا جسے اللہ بچائے۔ تو پھر کیا ہوا؟

”وَحَالَ بَیْنَهُمَا الْمَوْجُ فَكَانَ مِنَ الْمُغْرَقِیْنَ“ (پارہ ۱۲ سورۃ ہود آیت ۴۳)

”حائل ہوئی کشتی اور ان کے درمیان طغیانی پس وہ ہو گیا ڈوبنے والوں میں سے“

درخت کی بلندی — اسے نہ بچا سکی۔
اس کے مددگار — اسے نہ بچا سکے۔
بلندیاں اور اونچائیاں — اسے نہ بچا سکیں۔

جو کشتی میں سوار ہوئے بچ گئے۔ اور جو باہر رہا ہلاک ہو گیا۔

فرمایا: میری اہلِ بیت بھی سفینہ نوح کی طرح ہے، اس پر سوار ہو جاؤ، بچ جاؤ گے، ورنہ

دولت تمہیں نہ بچا سکے گی۔
بلڈنگیں تمہیں نہ بچا سکیں گی۔
غیر ملکی ایڈ تمہیں نہ بچا سکے گی۔
تمہارے مددگار تمہیں نہ بچا سکیں گے۔

معلوم ہوا۔ نہ صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے گستاخ محفوظ۔ نہ اہلِ بیت کے منکر۔ وہ بھی غرق ہوں گے یہ بھی تباہ ہو جائیں گے۔ اور

؎ اہلسنّت کا ہے بیڑا پار اصحاب حضور ﷺ
نجم ہیں اور ناؤ ہے عترت رسول اللہ کی!

ہدایت کے ستارے:

ملاح جب کشتی کو چلاتا ہے تو ستاروں سے رہنمائی حاصل کرتا ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: اے میرے اس سفینہ نوح یعنی کشتی اہلِ بیت میں سوار ہونے والو تمہیں بھی ستاروں سے رہنمائی حاصل کرنا ہوگی اور وہ ستارے میرے صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم ہیں۔

”اَصْحَابِیْ كَالنُّجُوْمِ بِاَیِّهِمِ اقْتَدَیْتُمْ اِهْتَدَیْتُمْ“
(مشکوٰۃ شریف صفحہ ۵۵۴)

”میرے صحابہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہم) ستاروں کی مانند ہیں، ان میں سے

کسی ایک کی اقتداء کرو گے۔ ہدایت پا جاؤ گے۔''

اگر نوح علیہ السلام کی کشتی بغیر میرے صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے اسماء کے سلامت نہیں تو تمہاری کشتی کیسے سلامت رہ سکتی ہے۔ لہٰذا

اگر ضلالت کے اٹاٹوپ راستوں سے نجات پانی ہے
اگر دوزخ کے دردناک عذاب سے نجات پانی ہے
اگر بدعقیدگی کی ہلاکت سے نجات پانی ہے

تو پھر میرے اہلِ بیت کے غلام بن جاؤ اور میرے صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم ہدایت کے ستاروں کا دامن مضبوطی سے تھام لو۔ کیونکہ

صدیق ؓ عکس حسن کمال محمد است!
فاروق ؓ ظل جاہ و جلال محمد است
عثمان ؓ ضیاء شمع جمال محمد است
حیدر ؓ بہار باغ خصال محمد است

اسلام ما محبت خلفاء راشدین!
ایمان ما محبت آلِ ﷺ است!

اور کسی عاشق نے کیا خوب فرمایا کہ

اسلام کی عظمت کے مینارے ہیں صحابہؓ
گر چاند محمد ہیں تو ستارے ہیں صحابہؓ
سنی کو دل و جان سے پیارے ہیں صحابہؓ
واللہ ہمارے ہاں ہمارے ہیں صحابہؓ

ازواجِ مطہرات:

فرمایا: ''مَثَلُ اَهْلِ بَيْتِي. '' آیئے قرآن سے پوچھیں، اہلِ بیت کون ہیں، توجہ فرمایئے۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام فرعون کے گھر ہیں۔ دودھ پلانے والی عورتوں نے پوری کوشش کی۔ آپ نے کسی کا دودھ نہ پیا تو آپ کی ہمشیرہ نے فرمایا:

''هَلْ اَدُلُّكُمْ عَلٰى اَهْلِ بَيْتٍ يَّكْفُلُوْنَهٗ لَكُمْ وَهُمْ لَهٗ نَاصِحُوْنَ'' (پارہ ۲۰ سورۃ القصص آیت ۱۲)

''کیا میں پتہ دوں تمہیں ایسے گھر والوں (اہلِ بیت) کا جو اس کی پرورش کریں تمہاری خاطر اور وہ اس بچہ کے خیر خواہ بھی ہوں گے۔''

اس آیتِ کریمہ سے معلوم ہوا کہ حضرت موسیٰ کے اہلِ بیت ان کی والدہ ہیں جن کا آپ نے دودھ پیا۔ دوسری آیت ملاحظہ ہو۔ جب حضرت ابراہیم علیہ اسلام کی زوجہ محترمہ نے تعجب فرمایا کہ میں بچہ جنوں گی حالانکہ میں بوڑھی ہوں اور یہ میرے شوہر بھی بوڑھے ہیں یہ تو عجیب و غریب بات ہے تو فرشتوں نے جواب دیا۔

''اَتَعْجَبِيْنَ مِنْ اَمْرِ اللّٰهِ رَحْمَتُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ عَلَيْكُمْ اَهْلَ الْبَيْتِ'' (پارہ ۱۲ سورۃ ہود آیت ۷۳)

''کیا تم تعجب کرتی ہو، اللہ کے حکم پر اللہ تعالیٰ کی رحمت اور اس کی برکتیں ہوں تم پر اے ابراہیم علیہ السلام کے گھرانے والو (اہلِ بیت) اس مقام پر بھی فرشتوں نے پیغمبر کی بیوی کو اہلِ بیت فرمایا۔''

تیسرے مقام پر ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

اِنَّمَا يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَيْتِ

(پارہ ۲۲ سورۃ الاحزاب آیت ۳۳)

''اللہ تعالیٰ تو یہی چاہتا ہے کہ تم سے دور کرے پلیدی کو اے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
کے (اہلِ بیت) گھر والو اس مقام کے سیاق وسباق کے لحاظ سے بھی اہلِ بیت سے مراد ازواجِ مطہرات ہیں۔''

پہلی آیت میں حضرت کلیم اللہ کی والدہ۔ دوسری آیت میں حضرت خلیل اللہ کی
زوجہ اور تیسری آیت میں حضرت حبیب اللہ کی ازواجِ مطہرات کو خطاب ہے۔

کتنے نادان ہیں وہ لوگ جو ازواجِ مطہرات کو اہلِ بیت سے خارج سمجھتے ہیں۔
انہی ازواج کی وجہ سے گھر بسا ہے اور دوسرے گھر والے اب اگر گھر کو بھی تسلیم کیا
جائے اور دیگر گھر والوں کو بھی مگر دراصل ان اہلِ بیت کا انکار کیا جائے تو نہ گھر رہے گا
نہ دیگر گھر والے۔

عقل مندو پہلے عظمت ازواجِ مطہرات کو تسلیم کرو۔ پھر گھر اور گھر والے سب خود
بخود مسلّم ہو جائیں گے۔ آؤ۔ اپنی روحانی...... ماؤں کی عظمت کو تسلیم کرو جن پر
کروڑوں جسمانی مائیں قربان کی جا سکتی ہیں۔ اگر جسمانی ماں کا گستاخ جہنمی ہے تو
روحانی ماؤں کا گستاخ جنتی کیسے؟

وَاَزْوَاجُهٗ اُمَّهٰتُهُمْ ، دا میں منیٰ ڈساواں
نبیاں دے ازواج ہن مومن دیاں ماواں
اوہ جاہل حیا کر حلالی دا کم نئیں!!
ایہہ ماواں دے شکوے حرامی کرسنیں

حضرات سامعین!

کشتی نوح یعنی اہلِ بیت کی کشتی وہی ہے جس میں ازواج النبی اولاد النبی سب
شامل ہوں ہم اہلسنت و جماعت اسی کشتی میں سوار ہیں۔

عظمت ازواج رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا مسئلہ آئے تو ہم کہتے ہیں، ہمارا
ایمان ہے۔

شانِ اولادِ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا مسئلہ آئے تو ہم کہتے ہیں، ہمارا ایمان
ہے۔

لہٰذا نجات دہندہ ہم ہیں۔ سنی وہ ہے جو اہلِ بیت کی محبت سے معمور۔ آل رسول

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی الفت سے بھرپور اور کشتی اہلِ بیت میں مستور ہے۔

حضرت ام المومنین خدیجۃ الکبریٰ سلام اللہ علیہا کے بطن اقدس سے اولادِ مصطفےٰ
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جلوہ گر ہوئی ہے۔ لہٰذا وہ بھی اہلِ بیت ہے اگر دیگر ازواج سے
حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی اولاد ہوتی تو وہ بھی اہلِ بیت ہوتی۔ لہٰذا حضرت فاطمہ،
رقیہ، زینب، ام کلثوم، قاسم طیب و طاہر ابراہیم علیہم السلام تمام اہلِ بیت ہیں۔ چونکہ
باقی رہنے والی اولاد حضرت خدیجہ کی لخت جگر حضرت فاطمۃ الزہراء ہی کی اولاد سے
ہے۔ اس لئے اسے اہلِ بیت کہا جاتا ہے اور محرم الحرام میں چونکہ اولاد فاطمہ رضی اللہ
تعالیٰ عنہ نے دین کی خاطر قربانیاں دیں ہیں اس لئے ان کا تذکرہ کیا جاتا ہے اور پھر
سرکار علیہ السلام نے خود ان کا تذکرہ فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا:

''اَلْحَسَنُ وَالْحُسَيْنُ سَيِّدَا شَبَابِ اَهْلِ الْجَنَّةِ''

(ترمذی شریف جلد ثانی صفحہ ۲۱۸)

''حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ جوانان جنت کے
سردار ہیں۔''

اور ان کی والدہ۔ سیّدہ مخدورِ کائنات فاطمۃ الزہرا سلام اللہ علیہا جنتی عورتوں کی
سردار ہیں۔ اللہ اکبر۔

حضرات محترم!

اس گھرانے کی مثال کوئی کیسے پیش کرے جن کی بے مثلیت کے خطبے خود اس
نے دیئے جس کی زبان پر خدا بولتا ہے۔ فرمایا:

وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْيٌ يُّوْحٰى ''

(پارہ ۲۷ سورۃ والنجم آیت ۴۔۳)

''اور نہیں کلام فرماتے یہ اپنی خواہش سے مگر وہی جو انہیں وحی کی جائے۔''

اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:

؎ وہ دھن جس کی ہر بات وحیٔ خدا!
چشمۂ علم و حکمت پہ لاکھوں سلام!

اس خدائی کلام فرمانے والے محبوب نے ارشاد فرمایا:

بے مثل و بے مثال:

اے علی تمہیں تین چیزیں اللہ تعالیٰ نے ایسی ودیعت فرمائی ہیں کہ دنیا میں دوسرے کو نصیب نہیں۔ حتیٰ کہ مجھے بھی نہیں دی گئیں۔ تمہارا سسر نبی آخرالزماں ہے (صلی اللہ علیہ وسلم) تمہاری بیوی نورِ چشم مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے۔ تمہارے بیٹے حسن وحسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔ تم میرے ہو میں تم میں سے ہوں۔ (شرف النبی صفحہ ۲۴۱)

؎ نانا نبی ﷺ بابا علیؓ اماں ہے فاطمہؓ
ہور ایس تو ودھ کیہ اے بڑائی حسینؓ دی
کیہ دساں کتھوں تیک اے رسائی حسینؓ دی!
خالق حسین دا اے خدائی حسینؓ دی!

حضرت سامعین!

حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ خود بے مثال۔ اس کا والد بے مثال۔ اس کی والدہ بے مثال۔ اس کا نانا بے مثال۔

حسینؓ کا نانا	سید الانبیاء	صلی اللہ علیہ وسلم
حسینؓ کا والد	سید الاولیاء	کرم اللہ وجہہ الکریم
حسینؓ کی اماں	سیدۃ النساء	سلام اللہ علیہا
حسینؓ کا بھائی	سید الاسخیاء	رضی اللہ عنہ،
حسینؓ خود	سید الشہداء	رضی اللہ عنہ،

؎ ہو ایس تو ودھ کے کیہ اے بڑائی حسینؓ دی!

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا خطبہ:

یہی خطبہ خود نبی کریم علیہ السلام نے ارشاد فرمایا:

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت نے حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا: اعلان کردو تا کہ لوگ جمع ہو جائیں جب مدینہ کے لوگ مسجد میں جمع ہوئے۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اٹھے امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو کندھوں پر اٹھایا اور خطبہ دیا یہ کیسا منظر ہے۔

خطیب امام الانبیاء	وہ بھی بے مثال
سامعین صحابہ کرام	وہ بھی بے مثال
خطبے کا موضوع شان حسنینؓ	وہ بھی بے مثال

اس سے پہلے اور اس کے بعد۔ ایسا خطیب۔ ایسے سامعین اور ایسا موضوع چشم فلک نے نہ دیکھا اور نہ دیکھے گی۔

حضور علیہ السلام نے فرمایا: اے معاشر مسلمین۔

آج میں تمہیں ان لوگوں سے متعارف کرانا چاہتا ہوں جو اپنے نانا اور نانی کی وجہ سے بہترین خلائق ہیں۔'' آپ نے فرمایا:

حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ دو ایسے بچے ہیں جن کا نانا بہترین مرد اور جن کی نانی بہترین عورت ہے۔'' آپ نے فرمایا: میں ان بچوں کے متعلق یہ بھی بتانا چاہتا ہوں کہ ''ان کا والد بہترین صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم میں سے ہے اور ان کی والدہ فاطمہ بنت محمد بہترین عورت ہے۔''

آج میں تمہیں ایسے بچوں سے متعارف کرانا چاہتا ہوں ''جن کا چچا بہترین انسان ہے اور جن کی پھوپھی بہترین عورت ہے۔

چچا حضرت جعفر ہیں اور پھوپھی حضرت ام ہانی بنت ابو طالب ہیں۔'' پھر آپ

نے فرمایا:

ان بچوں کے ماموں اور خالہ بہترین اشخاص ہیں۔'' آپ نے فرمایا، ان کے ماموں قاسم بن رسول اللہ اور خالہ زینب بنت رسول اللہ ہیں۔''

(شرف النبی صفحہ ۲۵۱ صفحہ ۲۵۲)

امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا خطبہ:

حضرات سامعین یہی خطبہ پھر ایک دن خود امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی ارشاد فرمایا۔ صحابہ کرام کا بے نظیر اجتماع تھا۔ اب صدر محفل خود ساری خدائی کے مختار تھے اور خطیب امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ سرکار نے فرمایا: اے حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ آج ذرا بیان کرو کہ تمہاری عظمت حسب ونسب کیا ہے۔ عرض کیا نانا جان، صحابی ہونے میں تو ہم سب برابر ہیں۔

حضرت ابوبکرؓ بھی صحابی — میں بھی صحابی۔
حضرت عمرؓ بھی صحابی — میں بھی صحابی۔
حضرت عثمانؓ بھی صحابی — میں بھی صحابی۔
حضرت علیؓ بھی صحابی — میں بھی صحابی۔
سلیمانؓ وبلالؓ بھی صحابی — میں بھی صحابی۔
مقدادؓ ابوذرؓ بھی صحابی — میں بھی صحابی۔

لیکن جو حسب ونسب۔ جو ننھیال ددھیال اللہ نے مجھے عطاء فرمائی ہے ان میں سے کسی کو بھی عطا نہیں فرمائی اور اے نانا جان آپ کی زلفوں کی قسم آج میرا جی چاہتا تھا کہ آپ مجھے حکم فرمائیں تو میں بیان کروں کہ

میرے نانے جہیا کسے دانئیوں نانا!
میری ماں جیٔ کسے دی ماں وی نئیں
اگے ہوئی وی نئیں آج کوئی وی نئیں!
اگوں ہوون دا کوئی امکان وی نئیں

میں چڑھ کے مہر نبوت تے کھیڈ داہاں
ایی لبھنی کسے نوں تھاں وی نئیں

لوگو!

کسی کے کھیلنے کے لئے گراؤنڈ — فیصل آباد کا دھوبی گھاٹ ہے۔
کسی کے کھیلنے کے لئے گراؤنڈ — لاہور کا منٹو پارک ہے۔
کسی کے کھیلنے کے لئے گراؤنڈ — پشاور کا قصہ خوانی بازار ہے۔
کسی کے کھیلنے کے لئے گراؤنڈ — کراچی کا آرام باغ ہے۔

مگر!

حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے کھیلنے کے لئے گراؤنڈ۔ یا مہر نبوت ہے یا الم نشرح کا سینہ ہے۔

میں چڑھ کے مہر نبوت تے کھیڈ دا ہاں
ایی لبھنی کسے نوں تھاں وی نئیں
سوہنے گھٹ کے لالیا نال سینے!!
ایسا پنچ وی نئیں تے نیاں وی نئیں

فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا خطبہ

علامہ بلخی فرماتے ہیں.

پھر یہی خطبہ مراد مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی ارشاد فرمایا: مدین فتح ہوا، مال غنیمت تقسیم ہونے لگا، اپنا لخت جگر حضرت عبداللہ ابن عمر حاضر ہوئے۔ ایک ہزار درہم ان کو عطا فرمائے۔ تھوڑی دیر گزری لوگوں نے دیکھا خلیفہ وقت، امیر المومنین مسند خلافت چھوڑ کر ہاتھ باندھ کر قیام پذیر ہوگیا۔ لوگ متحیر ہوگئے جب سامنے دیکھا تو نظر آیا کہ مصطفےٰ کریم کی دونوں نشانیاں جلوہ افروز ہوگئی ہیں۔

ایک سینہ تک مشابہ اک وہاں سے پاؤں تک
حسن سبطین ان کے جاموں میں ہے نیا نور کا!
صاف شکل پاک ہے دونوں کے ملنے سے عیاں
خط توام میں لکھا ہے یہ دو ورقہ نور کا!

آنیوالے- ناطقِ قرآن — کھڑا ہونے والا قاری قرآن
آنیوالے- آلِ رسول — کھڑا ہونے والا امرادرسول ﷺ
آنیوالے شہداء اعظم — کھڑا ہونے وال فاروق اعظم

حضرات حسنین آ گئے۔ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دونوں کو بیس بیس ہزار درہم ہبہ کئے اور وہ چلے گئے۔ اپنے لختِ جگر نے کہا اے ابا جان میں نے جہاد کیا زخم کھائے، میرا باپ المومنین، مجھے ایک ہزار، یہ چھوٹے بچے جہاد بھی نہیں کیا، انہیں بیس بیس ہزار، فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو جوش آ گیا فرمایا: بیٹا اب تو یہ بات تو نے کر لی ہے۔ خبردار آئندہ مت کرنا تجھے معلوم نہیں یہ کون ہیں؟

جانے ناہیں توں باپ اینہاں دا حیدر شیر الٰہی
سوہنے پاک رسول اللہ دا چاچے جایا بھائی
ماں اینہاں دی سیّدہ زہراؓ بیٹی جو سرور ﷺ دی
نانی پاک خدیجہ کبریٰ بیوی پیغمبر ﷺ دی
خود حضرت سردار محمد ﷺ نانا پاک اینہاں دا
کیوں نہ فیر ودھ تیرے توں ہدیہ دتا جاندا!

اور اے ابن عمر! اگر تو نے بھی بیس ہزار لینا ہے تو پھر

لے آ توں وی وانگ اینہاں دے اپنا باپ تے مائی
تینوں وی فیر نال اینہاں دے حصہ مل سی بھائی

اور مت سمجھ کہ تیرا باپ امیر المومنین ہے۔ اگر ان کا نانا کرم نہ فرماتا تو عمر کہاں

اور امارت کہاں، بیٹا

جو وی عزت حاصل مینوں دان اینہاں دے گھر دا
ہر حالت وچہ سمجھیں مینوں اینہاں دا گولا بردا!

غلامی اہلِ بیت:

حضرات سامعین! ایسے ہی حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ، اور امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے درمیان کسی بات پر شکر رنجی ہو گئی تو آپ نے فرمایا۔ ابن عمر ذرا سنبھل کر بات کرو۔ تم میرے اور تمہارے باپ میرے نانا کے غلام ہیں۔ زمانہ خلافت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تھا۔ ابن عمر کو غصہ آیا۔ آ گئے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں شکایت کی کہ آج حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھری محفل میں مجھے غلام اور آپ کو غلام زادہ کہا ہے۔

فرمایا: زہے قسمت

ہر اک کو میسر کہاں اس در کی غلامی
اس در کا تو دربان بھی جبریل امینؑ ہے

بیٹا یہ تو بہت بڑا اعزاز ہے۔ مجھے یقین نہیں آتا کہ واقعی حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایسے فرمایا ہو۔ اگر یہ بات سچ ہے اور حق ہے تو جلدی جاؤ اور کاغذ قلم لے جا کر ان سے لکھوا لاؤ۔

حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ لکھ دیں کہ تم غلام زادے ہو اور میں ان کے نانے کا غلام ہوں۔ پھر طبیعت میں جوش محبت نے بھرپور انگڑائی لی تو فرمایا بیٹے چلو میں بھی تمہارے ساتھ ہی چلتا ہوں۔ آئے اور حاضر ہو کر عرض کیا۔

اے حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کیا آپ نے مجھے غلام اور میرے بیٹے کو غلام زادہ کہا ہے؟ فرمایا ہاں۔ کہا کیا لکھ کر دو گے؟

فرمایا بالکل تو پھر

اس دم حسن ؓ نے لکھ دیا یہ ذکر عام ہے
یعنی عمر جہاں میں ہمارا غلام ہے!

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تحریر شدہ کاغذ لیا اور اس پر متعدد صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دستخط کرائے کہ بات پکی ہو جائے۔

یعنی عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ جہاں میں ہمارا غلام ہے

جب بات پکی ہوگئی اور تحریر مضبوط ہوگئی تو فرمایا۔

اے جانِ پدر میرے لختِ جگر عبداللہ غور سے سن۔

جب میں مروں تو رکھنا کفن میں نوشت یہ
تحریر ہے حسن ؓ کی دلیل بہشت یہ!

(نور الابصار صفحہ ۶۵ مطبوعہ مصر)

اہل جنت کا چراغ:

حضرات گرامی! یہ بات چلتی چلتی حضرت علی المرتضیٰ تک پہنچی تو آپ نے فرمایا۔ اعلان کر دو۔ لوگ مسجد میں اکٹھے ہو جائیں۔ جب صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا اجتماع ہو گیا تو شیر خدا نے فضائل فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر حدیث بیان فرمائی۔

فرمایا: لوگو، میں علی المرتضیٰ اس بات کا گواہ ہوں۔ میں نے خود رسول اللہ کی زبان مقدس سے سنا، سرکار علیہ السلام نے فرمایا:

"عُمَرُ سِرَاجُ اَهْلِ الْجَنَّةِ" (نور الابصار صفحہ ۶۵ مطبوعہ مصر)

"عمر اہل جنت کا چراغ ہے"

یہ سن کے ہر اک سنی کا دل باغ باغ ہے
یعنی عمر ؓ بہشت کا روشن چراغ ہے

فقیر کہتا ہے۔

اے تبرائیو، غالیو، عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو کوسنے والو! مولا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

کے ملنگو، مولا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا ہے کہ عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ جنت کا چراغ ہے۔ معلوم نہیں تم جنت میں جاؤ گے یا نہیں۔ لیکن اگر بالفرض چلے بھی گئے تو پھر اسی جنت میں جاؤ گے جہاں اندھیرا ہوگا۔ کیونکہ یہ چراغ تو تمہیں اچھا نہیں لگتا۔ لیکن یاد رکھو۔

جتنے چاہو تبرے کرو۔

جتنے چاہو کوسنے دو۔

جتنا چاہو ایمان تباہ کرو۔

مگر۔ پھونکوں سے یہ چراغ بجھایا نہ جائے گا۔

سورج کی طرف منہ کر کے اگر کوئی تھوکے تو سورج کا کچھ نہیں بگڑتا۔

تھوک اپنے ہی منہ پر آ کر گرتا ہے۔ لعنت کرنیوالو، سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔ اگر وہ لعنت کا مستحق ہے جسے تم لعنت کرتے ہو تو لعنت اس پر جاتی ہے۔

ورنہ لعنت کرنے والے پر آتی ہے۔

یہی وجہ ہے۔

تمہارے چہرے کالے۔

تمہارے لباس کالے۔

تمہارے علم کالے۔

سب لعنتوں کے طوق گردنوں میں ڈالے کالے ہی کالے مگر

عرفی تو میندیش زغوغائے رقیباں!!
آوازِ سگاں کم نہ کند رزق گدارا!

ارشاد صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ:

حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ، نماز عصر سے فارغ ہو کر مسجد نبوی

سے باہر تشریف لائے اور ساتھ ہی حضرت شیر خدا بھی تھے۔ دیکھا امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کھیل رہے ہیں۔ فرطِ محبت سے انہیں اٹھایا۔ پیشانی پر بوسہ دیا اور کہا: اے علی المرتضیٰ یہ شہزادہ بالکل تصویر نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے۔ (علیہ السلام)[1] (بخاری شریف)

سیّدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی لوری:

حضرت سیّدہ فاطمۃ الزہرا سلام اللہ علیہا جب اپنے لختِ جگر کو سلانے کیلئے لوری سناتیں تو ان کی لوری کے الفاظ یہ ہوتے۔

اَنْتَ شَبِیْہٌ بِاَبِیْ – لَسْتَ شَبِیْھًا بِعَلِیْ (سعادت الکونین فی فضائل الحسنین)

''اے میرے نورِ نظر، تو تو میرے ابا جان کی شبیہ ہے، حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شبیہ نہیں ہے۔''

فرمانِ مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ:

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔

اَلْحَسَنُ اَشْبَہَ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَا بَیْنَ الصَّدْرِ اِلَی الرَّأْسِ وَالْحُسَیْنُ اَشْبَہَ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَاکَانَ اَسْفَلُ مِنْ ذَالِکَ'' (خطبات محرم صفحہ ۲۷۰ صفحہ ۲۷۱)

''حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ سرِ مبارک سے سینہ مبارک تک کامل شبیہ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہیں اور اس کے نیچے سے پاؤں مبارک تک حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی پوری پوری تصویر ہیں۔''

اللہ اکبر

[1] حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے الفاظ بخاری میں یوں منقول ہیں کہ
وھو یقول بابی شبیہ بالنبی صلی اللہ علیہ وسلم لیس شبیہ بعلی و علی یضحک
(بخاری شریف جلد اوّل ص ۵۳۰)
اردو (یعنی صدیق اکبر رضی اللہ عنہ) کہتے تھے کہ میرا باپ قربان اے حسن جو مشابہ ہے مکمل طور پر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مشابہ نہیں اور علی مسکرا رہے تھے۔

امام عاشقان حضرت، شاہ احمد رضا خاں بریلوی فرماتے ہیں۔

معدوم نہ تھا سایہ شاہ ثقلین!!
اس نور کی جلوہ گاہ تھی ذاتِ حسنین رضی اللہ عنہما
تمثیل نے اس سایہ کے دو حصے کئے
آدھے سے حسن بنے آدھے سے حسین رضی اللہ عنہ

گرامی حضرات!

بات کہاں سے چلی اور کہاں تک پہنچی۔ تو سرکارِ دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس کنبہ کو بے مثل و بے مثال کنبہ ارشاد فرمایا ہے۔

کسی عاشق نے کیا خوب کہا ہے کہ

کونین میں بلند ہے رتبہ حسین رضی اللہ عنہ کا
فرشِ زمیں سے عرش تک شہرا حسین رضی اللہ عنہ کا
بے مثل ہے جہان میں کنبہ حسین رضی اللہ عنہ کا
سلطانِ دو جہان ہے نانا حسین رضی اللہ عنہ کا

اے امام عالی مقام کی عظمت کے منکرو کیا تم نے نبی کی زبان حق ترجمان سے سنا نہیں کہ میرا حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ جوانانِ جنت کا سردار ہے۔ جب وہ خود بے مثال۔ اس کا نانا بے مثال۔ اس کا والد بے مثال۔ اس کی والدہ بے مثال۔

اس کا بھائی بے مثال تو جنت میں اس کا عہدہ بے مثال۔

اسی لئے اس کی سواری بھی بے مثال۔

بے مثل سواری، بے مثال سوار:

محترم سامعین حضرات!

رمضان المبارک کی آخری شب تھی صبحِ عید تھی کہ رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی لختِ جگر شہزادی بہشت، ملکہ جنت، بنت رسول سلام اللہ علیہا اپنے ابا جان کے

حضور حاضر ہوئیں اور عرض کی۔

"ابا جان کل یوم عید ہے۔ لوگوں کے نونہال نئے کپڑے پہنیں گے اور نئے لباسوں کے ساتھ عید گاہ جائیں گے تو کیا آپ کے شہزادے انہی پرانے کپڑوں کے ساتھ عید منائیں گے؟"

ابھی تھوڑی دیر گزری کہ فرمایا: میری لختِ جگر جاؤ۔ فلاں مقام پر نئے کپڑے موجود ہیں لے آؤ؟

حضرت سیّدہ فاطمۃ الزہرا تشریف لے گئیں مگر بہت جلد بچشم گریاں واپس ہوئیں اور عرض کیا۔ بابا حضور میرا امتحان نہ لیجئے اور نگاہ کرم کیجئے۔ فرمایا: بیٹی کیا بات ہے وہاں لباس موجود نہیں؟ عرض کیا موجود ہے۔

فرمایا: پھر لائی کیوں نہیں ہو، عرض کیا، اے میرے پیارے ابا جان آپ کو معلوم ہے میری نگاہ نے۔

یا ابا جان — محمد مصطفےٰ ﷺ کو دیکھا ہے۔
یا شوہر — علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو دیکھا ہے۔
یا نورِ نظر — حسن مجتبیٰ رضی اللہ عنہ کو دیکھا ہے۔
یا لختِ جگر — حسین رضی اللہ عنہ سید الشہداء کو دیکھا ہے۔

آج تک میں نے کسی غیر محرم کو نہیں دیکھا اور وہاں کپڑوں کے پاس ایک غیر محرم انسان بھی بیٹھا ہوا ہے۔ فرمایا: بیٹی پہچانتی ہو وہ کون ہے؟۔

عرض کیا پہچانوں تو جب کہ جب اسے دیکھوں۔ فرمایا بیٹی کپڑوں کے پاس بیٹھنے والا۔

فرشی نہیں — عرشی ہے۔
انسان نہیں — فرشتہ ہے۔
عام نہیں — خاص ہے۔

زبور، توریت، انجیل ؓ، قرآن کا حافظ تمام انبیاء و رسل علیہم السلام کا صحابی، سید الملائکہ جبریل علیہ السلام ہے۔ تیرے بچوں کا درزی بن کر جنت سے لباس لے کر آیا ہے۔

"هُوَ جِبْرِيْلُ كَخَيَاطِ الْحَسَنَيْنِ" (روضۃ الشہداء صفحہ ۷۰)

حضرت جبریل ایک جوڑا سرخ لائے ایک سبز

سیّدہ نے تڑپ کر عرض کی، ابا جان یہ جوڑوں کا رنگ علیٰحدہ علیٰحدہ کیوں؟ حسنین تو ایک ہی رنگ کے۔ ایک ہی نسل کے۔ ایک ہی خون کے ایک ہی خاندان کے چشم و چراغ ہیں۔

ان دونوں کا نانا — ایک
ان دونوں کی نانی — ایک
ان دونوں کی اماں — ایک
ان دونوں کا والد — ایک

پھر جوڑوں اور ان کپڑوں کے رنگ علیٰحدہ علیٰحدہ کیوں؟

فرمایا: "بیٹی۔ یہ تقسیم تو روز ازل سے ہو چکی ہے۔ سبز جوڑا حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو پہنا دو اور سرخ حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو۔ کیونکہ میرا حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کوفے کے سبز زہر سے شہید ہوگا اور حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کربلا کے خونی سرخ میدان میں۔"

دونوں شہزادوں نے جنت کے جوڑے زیب تن فرمائے اور نانا جان کی بارگاہ میں حاضر ہوگئے۔ امام حسین رضی اللہ عنہ نے عرض کیا نانا جان اب عید گاہ جانا ہے تو

بن سواری میں نہ جاؤں گا نمازِ عید کو
نانا جی منگوا دیجئے جنت سے اِک گھوڑا مجھے

فرمایا: بیٹا جنت کے گھوڑں پر تو اُمت کے عام شہدا سوار ہوں گے۔

شہداءِ بدر   جنتی گھوڑوں پر
شہداءِ اُحد   جنتی گھوڑوں پر
شہداءِ خندق   جنتی گھوڑوں پر
شہداءِ تبوک   جنتی گھوڑوں پر
تمام شہداء   جنتی گھوڑوں پر

اور تم تو ان سب کے سردار ہو اگر تم بھی جنتی گھوڑوں پر سوار ہو جاؤ تو امتیاز باقی نہ رہے گا۔ لہٰذا

؎ سواری کی گر ہے ضرورت میرے کندھوں پر چڑھو!
ننھے ہونٹوں سے کہتے چلو گھوڑا مجھے!

عرض کیا نانا جان - سواری کی لگام بھی ہوتی ہے لہٰذا مجھے سواری کی لگام بھی دیجئے۔ فرمایا بیٹا:

؎ لگام کی گر ہے ضرورت زُلف میری تھام لو
میں بے عذر مڑ جاؤں گا تو نے جدھر موڑا مجھے!

بیٹا

سورج مڑتا ہے   میرے اشارے پر
چاند ٹوٹتا ہے   میرے اشارے پر
درخت چلتے ہیں   میرے اشارے پر
پتھر سلام پڑھتے ہیں   میرے اشارے پر
قبلے تبدیل ہوتے ہیں   میرے اشارے پر
صدیقؓ و فاروقؓ چلتے ہیں   میرے اشارے پر
عثمانؓ و حیدرؓ چلتے ہیں   میرے اشارے پر

نظامِ کائنات میرے اشارے پر چلتا ہے مگر

؎ میں بے عذر مڑ جاؤں گا تو نے جدھر موڑا مجھے

عرض کیا نانا جان ابھی بات ختم نہیں ہوئی۔ سواری کی زین بھی ہوا کرتی ہے۔ مصطفٰی کریم موج میں آ گئے اور فرمایا بیٹا: اگر آج تو منانے کے موڈ میں ہے تو نانا بھی ماننے کے موڈ میں ہے۔ اگر سواری کی زین چاہیے تو میری یہ مزمل کی کملی۔ مدثر کی چادر ملا کر زین بنالو اور اِس پر جلوہ افروز ہو جاؤ۔

امام حسینؓ کی یہ بے مثل سواری، بے مثال لگام، لاجواب زین دیکھ کر صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین نے کہا حسینؓ

"نِعْمَ الْمَرْکَبُ هٰذَا" یہ سواری بڑی اچھی ہے۔

دو عالم کے تاجدار نے فرمایا:

"نِعْمَ الرَّاکِبُ هٰذَا" یہ سوار بھی بہت اچھا ہے۔

(شرف سادات ترجمہ الشرف المؤبد صفحہ ۱۶۲)

حضرات محترم!

"نِعْمَ الرَّاکِبُ" کہنے والے محمد مصطفٰی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہیں۔

"نِعْمَ الْمَرْکَبُ" کہنے والے مراد مصطفٰی ہیں۔

اور اس مرکب کے راکب حضرت سید الشہداء ہیں۔

فاروق، فاروقِ اعظم، نبی، نبی اعظم، حسین، شہیدِ اعظم، اللہ اکبر یہ سبھی بے مثال ہیں۔

طوالت سجدہ:

مسجد نبوی ہے...... مصلّٰی رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے...... امام حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہیں...... مقتدی صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم ہیں تو پھر

؎ اِک دن سجدے اندر آہے پاک نبی ﷺ غفاری
صاحبزادے موہڈیاں اتے کر بیٹھے اسواری

اتنے وچہ جبریلؑ دی آیا لے پیغام الٰہیں
فاطمہؓ دے فرزند نہ رووَن توں سجدیوں سیس نہ چاویں

(المستدرک جلد اوّل صفحہ ۱۶۶)

بہتر (۷۲) تسبیحات نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے پڑھیں تو حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ از خود نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے کندھوں سے اترے اور جب تک حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نہ اترے نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے سجدہ سے سر مبارک نہ اٹھایا۔ زبان حال سے حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: لوگو میری خاطر بہتر (۷۲) تسبیحات پڑھ کر سجدہ طویل کیا گیا ہے۔ میں اسی سجدہ کی عظمت پر بہتر تن قربان کردوں گا اور پھر وہ وقت آیا کہ

تھے لاکھوں میں بہتر (۷۲) تن ہی تسلیم و رضا والے
حقیقت میں خدا ان کا تھا اور یہ تھے خدا والے

ترکِ خطبہ:

حضرات گرامی! امام الانبیاء علیہ السلام خطبہ ارشاد فرما رہے ہیں اور اگر جمعہ کا خطبہ ہو تو وہ دو فرائض کے قائم مقام ہوتا ہے۔ اس کے احکام فرض نماز کے احکام کے مساوی مگر سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ملاحظہ فرمایا: خطبہ کے دوران حضرات حسنین کریمین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کریمین لڑکھڑاتے گرتے پڑتے آ رہے ہیں تو خطبہ چھوڑ کر انہیں تھاما اور اپنے ساتھ منبر شریف پر بٹھالیا۔ (مشکوٰۃ شریف صفحہ ۶۴۴)

گرامی حضرات! اسی لئے سنی کا عقیدہ ہے کہ اے لوگو! جب امام الانبیاء علیہ السلام نے ان کی محبت میں خطبے چھوڑے۔ سجدے طویل فرمائے اور ان کی سواری بننا پسند فرمایا! تو تم بھی کم از کم اتنی محبت تو کرو کہ ان کی اولاد کے لئے یہ تمام اقدامات کرنے پڑیں تو گریز نہ ہو...... تمام ملاؤں کے...... تمام ادیبوں اور خطیبوں کے...... تمام فصیحوں اور بلیغوں کے تمام عمر کے سجدے ایک طرف...... آل رسول کی محبت میں

گزرا لمحہ ایک طرف۔

کیونکہ بحکم ایزدی...... نبی اکرم علیہ السلام نے فرمایا...... میری تبلیغ کا اجر میری اہلِ بیت سے مودّت ومحبت ہے۔

بغیر اہلِ بیت رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی محبت کے

ساری عمر — قیام کیا
ساری عمر — رکوع کئے
ساری عمر — سجدے کئے
ساری عمر — عبادت کی
ساری عمر — ریاضت کی

تو منہ پر ماری جائے گی کیونکہ اس عبادت و ریاضت اس رکوع و سجود میں حبِ اہلِ بیت کا نور اور اجر تبلیغ رسالت کا سُرور موجود نہیں۔

زاہد تیری عبادت کو میرا سلام ہے!
بے حب اہلِ بیتؓ عبادت حرام ہے

صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا عقیدہ:

حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ اللہ تعالیٰ عنہ، فرماتے ہیں:

"حُبُّ اٰلِ مُحَمَّدٍ یَوْمًا خَیْرٌ مِّنْ عِبَادَةِ سَنَةٍ" (الشرف المؤبد لآل محمد صفحہ ۱۳۰)

"آل محمد کی محبت ایک دن کرنا ایک سال کی عبادت سے بہتر ہے"

مبغضین اہلِ بیت علیہم السلام جہنمی ہیں:

حضرت ابن عباس نے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے بیان کیا کہ آپ نے فرمایا:

"لَوْ اَنَّ رَجُلاً صَعَدَ بَیْنَ الرُّکْنِ وَالْمَقَامِ فَصَلّٰی وَصَامَ ثُمَّ مَاتَ وَهُوَ مُبْغِضٌ لِاَهْلِ بَیْتِیْ دَخَلَ النَّارَ"

(الشرف المؤبد لآل محمد صفحہ ۱۳۰)

اگر کوئی شخص کعبہ شریف میں رکن یمانی اور مقام ابراہیم کے درمیان آ کر نماز ادا کرے اور روزے رکھے اور اس کے ساتھ ہی وہ میرے اہلِ بیت علیہ السلام سے بغض رکھتا ہو تو وہ جہنم میں جائے گا۔

یزید کو جنتی کہنے والے اس حدیث کو غور سے پڑھیں اور پھر اس کے جنتی ہونے پر فتویٰ دینے والے اپنے ایمان کی تجدید کریں۔ اللہ دامن اہلِ بیت علیہ السلام سے وابستگی عطا فرمائے۔ (آمین)

''وَمَا عَلَیْنَا اِلَّا الْبَلَاغُ الْمُبِیْنُ''

تیسرا خطبہ

شہید کی جو موت ہے قوم کی حیات ہے

فلسفۂ شہادت

حضرت علی اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ

کی شہادت

وچھٹی

حضرت صغریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ

اَلصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى اَفْضَلِ الْاَنْبِيَآءِ وَاَشْرَفِ

الْمُرْسَلِيْنَ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِيْنَ اِلٰى يَوْمِ

الدِّيْنِ، اَمَّا بَعْدُ!

فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ

صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِيْمُ

صَلٰوةً وَّسَلَامًا عَلَيْكَ يَا سَيِّدِيْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ

وَعَلٰى اٰلِكَ وَاَصْحَابِكَ يَا سَيِّدِيْ يَا حَبِيْبَ اللّٰهِ

معزز سامعین حضرات!

آج کے خطبہ جمعۃ المبارک میں فلسفہ شہادت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ، قرآن وحدیث کی روشنی میں عرض کروں گا۔

دعا فرمائیے پروردگارِ عالم جل جلالہٗ دربارِ حسینیت میں ہمارا یہ نذرانہ عقیدت منظور ومقبول فرمائے۔

حضرات گرامی میں نے اس وقت آپ کے سامنے جو آیت کریمہ تلاوت کرنے کا شرف حاصل کیا ہے اس میں رب العالمین جل جلالہٗ اپنی قدرت کاملہ کا بیان فرماتا ہے۔

ہر چاہت پر قادر:

ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ

”اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ“ (پارہ ا سورۃ بقرہ آیت ۲۰)

”بے شک اللہ تعالیٰ ہر چاہت پر قادر ہے۔“

کیونکہ شیئاً مصدر ہے اور اس کا معنی ہے چاہنا۔ لہٰذا اس نے جو چاہا اور وہ جو چاہے گا سب پر قادر ہے۔ جو کام ناممکن ہوا اس کی قدرت سے ممکن ہو جاتا ہے۔ دیکھئے انسان کا وجود ناممکن تھا اس کی قدرت سے ممکن ہو گیا۔ اسی طرح وہ ہر ناممکن کو اپنی قدرت سے ممکن فرمالیتا ہے۔

نارِ نمرود گلزار ہوئی:

آگ میں کوئی چیز ڈال دی جائے تو یہ ممکن نہیں کہ آگ اسے نہ جلائے۔ لیکن جب حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام نے نارِ نمرود کے دہکتے ہوئے شعلوں میں جلوہ فرمائی کی تو اللہ نے اپنی قدرت کاملہ سے اسے گلزار بنا دیا اور حکم فرما دیا۔ اے آگ یہ ممکن تو نہیں کہ تجھ میں کوئی آنے والی شئے نہ جلے۔ لیکن میں تجھے حکم فرماتا ہوں۔

”قُلْنَا يٰنَارُ كُوْنِيْ بَرْدًا وَّ سَلٰمًا عَلٰٓى اِبْرٰهِيْمَ“

(پارہ ۱۷ سورۃ الانبیاء آیت ۶۹)

ہم نے فرمادیا اے آگ ٹھنڈی اور سلامتی والی ہو جا۔ ابراہیم علیہ السلام پر۔“

یہ اسی کی قدرت تھی کہ آگ جلتی بھی رہی۔ شعلے دہکتے بھی رہے۔ مگر ابراہیم علیہ السلام اسی آگ میں بڑے اطمینان اور سکون سے اپنے پروردگار کی تسبیح وتحمید فرماتے بھی رہے۔

چھری نے ذبح نہ کیا:

گرامی حضرات! چھری کا کام ہے کاٹنا یہ ہر گز ممکن نہیں کہ چھری کسی چیز پر رکھ کر

چلائی جائے اور وہ نہ کٹے۔ مگر یہی چھری جب حضرت اسمٰعیل ذبیح اللہ کے حلقوم نازک پر ستر (۷۰) مرتبہ تیز کر کے رکھ کر زور سے چلائی گئی تو اس نے حلقوم نازک حضرت ذبیح اللہ علیہ السلام کو نا کاٹا۔ یہ اظہار قدرت باری ہی تھا کیونکہ خلیل کا حکم تھا۔ کاٹ دے 'ور جلیل کا ارشاد تھا مت کاٹ۔ تو ناممکن کام خدا کی قدرت سے ممکن ہوا۔ کیونکہ وہ ہر چاہت پر قادر ہے۔

کشتی نوح طوفان سے محفوظ رہی:

طوفان کا کام ہے ہر چیز کو بہا کر لے جانا۔ سیلاب آتا ہے ہر چیز بہہ جاتی ہے اور جب طوفان نوح آیا تو ہر چیز کو غرق کر گیا۔ مگر حضرت نوح علیہ السلام کی کشتی اسی مہلک طوفان سے محفوظ رہی یہ اسی کی قدرت کاملہ کا کرشمہ تھا۔

کعبہ ابرہہ سے محفوظ رہا:

ابرہہ نوسو ہاتھیوں کو لے کر کعبہ گرانے آیا تو ابابیلوں سے کعبہ کی حفاظت کرانا اور اس لشکر کو تباہ و برباد کرنا بھی اسی کی قدرت کا ایک نمونہ تھا۔ سب سے چھوٹے جانور سے سب سے بڑے جانور کا صفحۂ ہستی سے محو کروا دینا اور اسے ''کَعَصْفٍ مَّاْکُوْلٍ'' بنا دینا خداوند قدوس کی قدرت سے ہی تھا۔

کیا وہ قادر نہ تھا:

سوال یہ ہے کہ جب وہ قادر مطلق ہے اور اس نے اپنی قدرت سے نارِ نمرود کو گلزار فرمایا تو کیا وہ اہلِ بیت مصطفوی کے خیموں کو آگ سے بچانے پر قادر نہ تھا؟

جب اس قادر و قیوم نے حضرت ذبیح اللہ کو چھری سے بچایا تو وہ گلوئے معصوم حضرت علی اصغر کو تیروں کی بارش سے نہ بچا سکتا تھا؟

جب اس نے کعبہ کو بچانے کے لئے اپنی قدرت کا اظہار فرمایا تو خاندان نبوت کو بچانے کیلئے اپنی قدرت کا اظہار فرمانا ممکن نہ تھا؟

جب اس مالک حقیقی نے کشتی نوح کو طوفان سے محفوظ رکھا تو وہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی آل کو یزیدیت کے طوفان سے محفوظ نہ رکھ سکتا تھا؟

اگر وہ قادر تھا:

وہ تو ہر چاہت پر قادر ہے تو کیا وہ آل اطہار کو بچانا نہ چاہتا تھا؟ اگر یہ کہا جائے کہ وہ بچانا نہیں چاہتا تھا تو یہ ممکن نہیں کیونکہ یہ ظلم ہے اور وہ اپنے عام بندوں پر ظلم روا نہیں رکھتا وہ فرماتا ہے:

''اِنَّ اللّٰہَ لَیْسَ بِظَلَّامٍ لِّلْعَبِیْدِ'' (پارہ ۴ سورۂ ال عمران آیت ۱۸۲)

''بے شک اللہ اپنے بندوں پر ظلم نہیں فرماتا۔''

اگر یہ کہا جائے کہ وہ بچانا چاہتا تھا۔ تو سوال یہ ہے کہ پھر بچایا کیوں نہیں؟

آؤ مل کر اسی سے سوال کریں۔ اے مولا کیا حضرت علی اصغر کا حلقوم نازک حضرت اسماعیل علیہ السلام کے گلوئے مبارک سے نازک نہ تھا؟

اگر گلوئے اسماعیل علیہ السلام کو حضرت ابواہیم علیہ السلام نے بوسے دیئے تو گلوئے حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مصطفےٰ علیہ السلام نے اور گلوئے علی اصغر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حسنین پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ پاک نے بوسے دیئے۔

اگر کعبۃ اللہ عظمت کا مرکز تھا تو آل رسول کی عظمت کیا کم تھی؟

حرمت مومن:

نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے تو کعبۃ اللہ کو مخاطب کر کے فرمایا تھا۔

''وَالَّذِیْ نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِیَدِہٖ لَحُرْمَۃُ الْمُؤْمِنِ اَعْظَمُ عِنْدَ اللّٰہِ حُرْمَۃً مِنْکَ'' (ابن ماجہ صفحہ ۲۹)

قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے اے کعبۃ اللہ تجھ سے میرے ایک عام امتی کی شان زیادہ ہے۔

روی فرماتے ہیں:

؎ دل بدست آور کہ حج اکبر است!
صد ہزاراں کعبہ یک دل بہتر است
کعبہ بنیاد خلیل آذر است
دل گزر گاہ جلیل اکبر است

تو پھر اے کعبہ کی حفاظت فرمانے والے قادرِ مطلق تو نے آلِ مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی حفاظت کیوں نہ فرمائی؟

کیا تم نے قرآن نہیں پڑھا:

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: اے میرے محبوب کے غلامو کیا تم نے قرآن نہیں پڑھا۔ میرا ہی ارشاد پاک ہے کہ

"لَا یُکَلِّفُ اللّٰہُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَھَا" (پارہ ۳ سورۃ البقرہ آیت ۲۸۶)

"اللہ تعالیٰ کسی نفس کو اس کی وسعت سے باہر تکلیف نہیں دیتا۔"

اگر میں خلیل اللہ کو نارِ نمرود سے نہ بچاتا اور حضرت ذبیح اللہ کو چھری سے ذبح کروا دیتا تو یہ تمام کائنات کے لئے سنت قرار پاتا کیونکہ میرا ارشاد ہے:

"فَاتَّبِعُوْا مِلَّۃَ اِبْرٰھِیْمَ حَنِیْفًا" (پارہ ۴ سورۃ آل عمران آیت ۹۵)

"پس ملت ابراہیم علیہ السلام کی اتباع کرو جو الگ تھلگ تھے ہر باطل سے۔"

اگر حضرت ابراہیم علیہ السلام سے حضرت اسماعیل علیہ السلام ذبح کروا لئے جاتے تو یہ سنت ابراہیمی تمہیں بھی ادا کرنا پڑتی جیسا کہ تم قربانی میں سنت ابراہیمی ادا کرتے ہوئے جانور ذبح کرتے ہو۔ اسی طرح اللہ اور اس کے خلیل کو ماننے والا وہی ہوتا جو ہر سال اللہ کی راہ میں ایک بچہ قربان کرتا اور یہ تمہاری وسعت سے باہر تھا۔ میں نے ایک شخصیت کے قلب میں یہ وسعت پائی اور وہ قلب امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھا کہ جس نے یہ سب قربانیاں برداشت کیں۔ اپنی آنکھوں کے سامنے سارا کنبہ شہید ہوتے دیکھا مگر شکوہ نہ کیا اور میری رضا پر راضی رہا۔

؎ جو دہکتی آگ کے شعلوں پہ سویا وہ حسینؓ
جس نے اپنے خون سے ملت کو دھویا وہ حسینؓ
جو جواں بیٹے کی میت پر نہ رویا وہ حسینؓ
جس نے سب کچھ کھو کے پھر بھی کچھ نہ کھویا وہ حسینؓ
مرتبہ اسلام کا جس نے دوبالا کر دیا
خون سے اپنے دو عالم میں اجالا کر دیا
جو کہ سازِ غم کو سانچے میں خوشی کے ڈھال کر
مسکرایا موت کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر

وہ حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہی تھے کہ جنہوں نے
مدینہ چھوڑنا تو برداشت کرلیا۔
جنابِ قاسم کی پیشانی پر برچھا تو لگوالیا۔
جنابِ اکبر کے سینے پر بھالا تو برداشت کرلیا۔
علی اصغر کے معصوم گلوئے خشک پر تیر پیوست ہوتا تو دیکھ لیا۔
عباس علم دار کے بازو کٹتے تو برداشت کر لئے۔
سیّدہ سکینہ کو یتیم کروانا تو برداشت کرلیا۔
حضرت زین العابدین کی علالت تو برداشت کرلی۔
ہمشیرہ زینب کا اونٹوں کی ننگی پشتوں پر سوار ہونا تو برداشت کرلیا۔
خیموں کو جلتے دیکھنا تو برداشت کرلیا۔
اپنا سرِ انور نیزے پر چڑھانا تو برداشت کرلیا۔
مگر۔ دینِ حق کو مٹتے دیکھنا برداشت نہ کیا۔ مقامِ مصطفیٰ کی توہین کو برداشت نہ کیا۔ زانی شرابی کی بیعت کرنا گوارا نہ فرمائی اور تا قیامت درس دے دیا کہ لوگو بیعت کرتے وقت دیکھ لینا۔

جسے تم اپنا خلیفہ تسلیم کر رہے ہو یہ شریعت مصطفٰے کا باغی تو نہیں زانی وشرابی تو نہیں۔

ﮯ چڑھ جائے کٹ کے سر تیرا نیزے کی نوک پر
لیکن یزیدیوں کی اطاعت نہ کر قبول!

امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت اس بات کی بین دلیل ہے کہ خلافت ثلاثہ حق تھی۔ حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ، عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ، عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان کی خلافت حق تھی۔ اگر یہ حق نہ ہوتی تو علی المرتضیٰ بھی خاموش نہ رہتے۔ یزید حق پر نہیں تھا۔ حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ بچے لے کر میدان میں آ گئے۔

ﮯ دشت بلا کو عرش کا زینہ بنایا دیا!
ہر ذرّے کو نجف کے نگینہ بنا دیا!
جنگل کو مصطفٰے ﷺ کا مدینہ بنا دیا!
تو نے حسینؓ مرنے کو جینا بنا دیا!

اگر امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ شہید نہ ہوتے۔ آج کعبہ کی حرمت برقرار نہ رہتی۔ آج کوئی غازی نہ ہوتا۔ آج کوئی حاجی نہ ہوتا۔

سر جائے پر دین نہ جائے ہتھوں!
ایہہ میں امت نوں سبق پڑھا دتا

کیا وسعت قلبی تھی میرے آقا حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی، کیا صبر تھا، کیا رضا تھی، کیا توکل تھا، قبلہ والد محترم، حضرت سلطان الخطباء رحمۃ اللہ علیہ اکثر فرمایا کرتے تھے کہ

ﮯ وہ جو حوصلہ تھا حسینؓ کا نہ وہ دید ہے نہ شنید ہے
لگے زخم جو دیکھے بدن پر کہا عاشقوں کی یہ عید ہے

آنکھوں پہ پٹی باندھ لی:

حضرات گرامی! ذرا توجہ فرمایئے اور عالم تصور میں ملاحظہ کیجئے۔ یہ باپ اور بیٹا دونوں صفا مروہ کی پہاڑیوں کے قریب موجود ہیں۔ باپ بھی نبی، بیٹا بھی نبی، باپ ابراہیم خلیل اللہ، بیٹا اسماعیل ذبیح اللہ علیہما السلام۔ مگر جب بیٹے کے گلے پر چھری رکھی تو آنکھوں پر پٹی باندھ لی۔

بینائی ختم ہوگئی:

دوسری طرف آیئے۔ یہاں بھی باپ بھی نبی ہے۔ بیٹا بھی نبی چالیس سال جدائی ہوئی تو رو رو کر آنکھوں کی بینائی ختم ہوگئی۔

"وَابْيَضَّتْ عَيْنَاهُ مِنَ الْحُزْنِ فَهُوَ كَظِيْمٌ"

(پارہ ۱۳ سورۃ یوسف آیت ۸۴)

اور سفید ہوگئیں ان کی دونوں آنکھیں غم کے باعث اور وہ اپنے غم کو ضبط کئے ہوئے تھے۔

اور پھر بیٹے کو پیغام بھیجا کہ یوسف میں تیرے غم میں دلفگار ہوں تو بیٹے نے جواب دیا۔

ﮯ جے توں بڑیاں درداں والا میں وی نئیں درداں خالی
لگے نیں زخم جدائیاں والے سال گئے ہو چالی

یااللہ میرا بیٹا:

تیسرا واقعہ ملاحظہ کیجئے باپ نبی ہے نام نوح علیہ السلام ہے جب بیٹا آنکھوں کے سامنے غرق ہونے لگا تو سرد آہ کھینچ کر کہا "رَبِّ اِنَّ ابْنِیْ مِنْ اَهْلِیْ"

(پارہ ۱۲ سورۃ ہود آیت ۴۵)

یااللہ میرا بیٹا

مگر قربان جاؤں.....کربلا کے تپتے صحرا میں نبی تو نہیں..... نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا نواسہ ہے.....ایک بیٹا ہی نہیں.....سامنے

بیٹے قربان ہو رہے ہیں۔

بھتیجے ذبح ہو رہے ہیں۔

بھانجے نثار ہو رہے ہیں۔

مگر نہ تو آنکھوں پر پٹی باندھتا ہے..... نہ بینائی ہی ختم ہوتی ہے اور نہ ہی ''ہائے میرا بیٹا'' کی آواز آتی ہے۔ بلکہ صبر کا پیکر.....مجسمہ رضا یوں بارگاہ الٰہی میں عرض کرتا ہے۔

؎ وہ صبر دے الٰہی جسمیں خلل نہ آئے
تیروں پہ تیر کھاؤں ابرو پہ بل نہ آئے

آج کوئی قاری قرآن نہ پڑھتا

آج کوئی ملت ابراہیمی کا اتباع کرنے والا نظر نہ آتا آج دین کی بات کہیں نہ ہوتی۔

؎ جے کر ہستی رسول دے دوہترے دی نہ کربلا آن قربان ہندی
نہ ایہہ حج زکوٰۃ نہ نماز روزہ نہ ایہہ دین اسلام دی شان ہندی
نہ کوئی منبراں اتے قرآن پڑھدا نہ ایہہ مسجداں وچہ اذان ہندی!
ایہہ سب صدقہ حسینؓ دے صدقیاں دائمیں تے ہستی دی ہستی ویران ہندی

حضرات گرامی!

اللہ فرما رہا ہے کہ میں نے وسعت قلب حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دیکھا تو ابراہیم علیہ السلام کی قربانی کا فدیہ لے لیا۔

''وَفَدَيْنَاهُ بِذِبْحٍ عَظِيمٍ وَتَرَكْنَا عَلَيْهِ فِي الْآخِرِينَ''

(پارہ ۲۳ سورۃ صافات آیت ۱۰۷،۱۰۸)

''اور ہم نے بچا لیا اسے فدیہ میں ایک عظیم ذبیحہ دے کر اور ہم نے چھوڑا ان

کا ذکر خیر آنے والوں میں۔''

؎ اللہ اللہ ہائے بسم اللہ پدر
معنیٔ ذبح عظیم آمد پسر!!

دعویداران عشق الٰہی:

یہی ہے فلسفہ شہادت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ

حضرات محترم!

حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے دعویٰ عشق الٰہی میں سچے تھے۔ جب دو قسم کا سونا بازار میں آجائے کھوٹا بھی اور کھرا بھی تو ان میں کھرے اور کھوٹے کی تمیز کرنی ہو تو ان دونوں قسم کے سونے کو کٹھالی میں ڈالا جاتا ہے۔ تیزاب سے دھویا جاتا ہے جو اس کٹھالی اور تیزاب سے کھرا نکل آئے وہ کھرا ہوتا ہے۔

یزید اور اس کی ذریت بھی عشق الٰہی کی دعویدار تھی۔ اللہ نے میدان کربلا کی کٹھالی میں ڈال کر دکھا دیا کہ یزید اور اس کی ذریت اپنے دعویٰ میں جھوٹی ہے اور حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سچے ہیں۔

؎ نہ یزید کا وہ ستم رہا نہ زیاد کی وہ رہی جفا
جو رہا تو نام حسینؓ کا جسے زندہ رکھتی ہے کربلا

یزید کی منزل حصول اقتدار تھی۔

حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی منزل رضائے پروردگار تھی۔

میرے امام کا مشن یہ تھا کہ

؎ میں رہوں یا نہ رہوں تیری آرزو رہے
وقت نزع اے جان جاں تیری جستجو رہے

اسی مشن کو زندہ رکھنے کیلئے اہل بیت کرام کا ایک ایک فرد میرے آقا سے اجازت طلب کرتا گیا اور اپنی جان کا نذرانہ پیش کرتا گیا۔ میرے حضور تمام کو اپنی آنکھوں کے

سامنے تڑپتا دیکھتے رہے اور بارگاہ خداوندی میں عرض کرتے رہے۔

لے او مالکا جیویں رضا تیری دامن جھاڑ حسین وکھا دِتا
سر جائے پر دین نہ جائے ہتھوں ایہہ میں امت نوں سبھ پڑھا دِتا

اے واعظو! خطیبو اور مقررو؟

فقیر کہتا ہے۔

اے امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو تصویر ماتم بنا کر پیش کرنے والے واعظو۔ اے ساقی کوثر کے نواسہ کو منگتا بنا کر پیش کرنے والے خطیبو! اے مجسمہ صبر و رضا کو بے صبرا ثابت کرنے والے مقررو!

خدا کا خوف کرو۔ اور صبر حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ لوگوں کے سامنے پیش کرو۔ پانی پانی کی رٹیں لگانے والو پانی کوئی امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ناراض نہیں تھا۔ پانی کا تو کوئی مسئلہ ہی نہ تھا۔ مسئلہ تو یہ تھا کہ لوگوں کو معلوم ہو جائے حسین مقام رضا کا بانی اور مقام صبر کا شہنشاہ ہے ورنہ پانی تو ان کے قدموں کے بوسے کو بیقرار تھا کیا اللہ کریم نے اپنے پیاروں کو بوقت ضرورت پانی مہیا نہ فرمایا تھا قرآن پڑھو قرآن بتاتا ہے جب بھی اللہ کے کسی برگزیدہ بندے نے پانی طلب کیا اللہ نے فوراً اسے پانی عطا فرمایا۔

حضرت کلیم اللہ کو پانی مل گیا:

حضرت کلیم اللہ علیہ السلام کی قوم نے پانی طلب کیا تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

''اَضْرِبْ بِعَصَاكَ الْحَجَرَ فَانْفَجَرَتْ مِنْهُ اثْنَتَا عَشْرَةَ عَيْنًا ''

(پارہ سورۃ البقرہ آیت ۲۰)

''مارو اپنا عصا پتھر پر تو فوراً بہہ نکلے اس سے بارہ چشمے''

یا اللہ۔ کلیم نے پانی طلب کیا تو فوراً بارہ چشمے جاری فرما دیئے پھر کیا وجہ تھی کہ آلِ مصطفیٰ ریگزار کربلا میں پیاسی ہی تڑپتی رہی تو نے انہیں پانی کیوں عطا نہ فرمایا: جبکہ تو ہر چاہت پر قادر ہے تو وہاں پانی دینے پر قادر نہ تھا؟

فرمایا: قادر تو تھا مگر حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ پاک نے پانی مانگا ہی نہیں۔ میرے کلیم نے پانی طلب کیا تھا۔ قرآن پڑھ لو۔

''وَاِذِ اسْتَسْقٰى مُوْسٰى لِقَوْمِهٖ.'' (پارہ ۱ سورۃ البقرہ آیت ۶۰)

''اور یاد کیجئے جبکہ موسیٰ علیہ السلام نے اپنی قوم کے لئے پانی طلب کیا۔''

کلیم علیہ السلام نے مانگا۔ میں نے بارہ چشمے جاری کر دیئے۔ حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مانگا ہی نہ تھا بلکہ وہ کہتے رہے کہ میں میدان کربلا میں اصغر رضی اللہ تعالیٰ عنہ قربان کروں گا۔

اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی جوانی لٹا دوں گا۔
عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بازو کٹوا دوں گا۔
قاسم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو برچھا لگوا دوں گا۔
سکینہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو یتیم کروا لوں گا۔
مگر پانی نہ مانگوں گا۔ کیونکہ میرا مشن یہ ہے کہ

میں رہوں یا نہ رہوں تیری آرزو رہے
وقت نزع اے جان جاں تیری جستجو رہے

حضرت ایوب کو پانی مل گیا:

حضرت ایوب علیہ السلام کو ارشاد فرمایا:

''اُرْكُضْ بِرِجْلِكَ هٰذَا مُغْتَسَلٌۢ بَارِدٌ وَّ شَرَابٌ''

(پارہ ۲۳ سورۂ ص صفحہ آیت ۴۲)

''اپنا پاؤں زمین پر مارو، یہ نہانے کے لئے ٹھنڈا پانی ہے اور پینے کے لئے۔''

اس سے غسل کرو تو بیرونی اور اسے نوش کرو تو اندرونی امراض سے شفا ہو جائے گی۔

اے مولا، حضرت ایوب علیہ السلام کو پانی مل گیا۔ امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو کیوں نہ ملا؟ فرمایا: ایوب علیہ السلام نے مانگ لیا حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نہیں مانگا۔

حضرت مریم رضی اللہ عنہا کو پانی مل گیا:

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ولادت کا موقع ہے۔ حضرت مریم سلام اللہ علیہا کو حکم ہوتا ہے۔

اَلَّا تَحْزَنِیْ قَدْ جَعَلَ رَبُّكِ تَحْتَكِ سَرِیًّا ''(پارہ ۱۶ سورۂ مریم آیت ۲۵)

''اور ہلا و اپنی طرف کھجور کے تنے کو گرنے لگیں گی تم پر پکی ہوئی کھجوریں۔''

جب آپ نے اس تنے کو ہلایا تو پکی کھجوریں گرنے لگیں اور نیچے دیکھا تو پانی کا چشمہ بہنے لگا۔ فرمایا:

''فَكُلِیْ وَاشْرَبِیْ وَقَرِّیْ عَیْنًا'' (پارہ ۱۶ سورۂ مریم آیت ۲۶)

اے مریم! کھجوریں کھاؤ، پانی پیو، لختِ جگر کو سینے سے لگا کر آنکھیں ٹھنڈی کرو۔

اے پروردگارِ عالم! حضرت مریم کو کھجوریں اور پانی عطا فرمانے والے کیا تو کربلا میں کھجوریں اور پانی عطا کرنے پر قادر نہ تھا؟ فرمایا ضرور قادر تھا مگر مریم نے پانی مانگ لیا۔ حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مانگا ہی نہ تھا۔

حضرت اسماعیل علیہ السلام کو پانی مل گیا:

جنگل بیابان میں حضرت اسماعیل ذبیح اللہ علیہ السلام کو زمزم دینے والے علی اصغر بھی تو اپنی ایڑیاں زمین پر رگڑ رہے تھے تو تو نے پانی کیوں نہ دیا۔ فرمایا: مجھ سے حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مانگا ہی نہ تھا۔ کیوں کہ اس کا مشن یہ تھا۔

میں رہوں یا نہ رہوں تیری آرزو رہے!

وقتِ نزع اے جانِ جاں تیری جستجو رہے

مجھے بھی مل سکتا ہے:

حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ یہی تو بتانا چاہتے تھے میں منگتا حسین (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نہیں میں گداگر حسین (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نہیں۔ میں دو گھونٹ پانی کی خیرات مانگنے والا

حسین (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نہیں۔ میں تو ساقی کوثر کا نواسہ ہوں۔ میں اسماعیل علیہ السلام کا نبیرہ ہوں۔

اگر حضرت مریم علیہا السلام کو پانی مل سکتا ہے تو مجھے بھی مل سکتا ہے۔

اگر حضرت موسیٰ علیہ السلام کو پانی مل سکتا ہے تو مجھے بھی مل سکتا ہے۔

اگر حضرت ایوب علیہ السلام کو پانی مل سکتا ہے تو مجھے بھی مل سکتا ہے۔

اگر حضرت اسماعیل علیہ السلام کو پانی مل سکتا ہے تو مجھے بھی مل سکتا ہے۔

مگر میں تو دنیا والوں کو یہ سبق دینا چاہتا تھا کہ

جیویں دی سوہناں راضی ہووے مرضی دیکھ سجن دی

جے توں اپنی مرضی لوڑیں انج نہیوں گل بن دی!

میں اگر زمین کربلا کو ٹھوکر مارتا تو پانی کے چشمے جاری ہو جاتے۔ میں اشارہ کرتا دریائے فرات کا رخ میرے خیموں کی طرف ہو جاتا مگر

ہندی طاقت زور نہ لایا بیٹھا من رضائیں

پانی باجھوں پیاسے چلے دین دنیں دے سائیں

شب عاشور:

کربلا کا ریگستان ہے۔ جنگل بیابان ہے نواسۂ رسول (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کوفیوں کا مہمان رات کے سناٹے میں اپنے تمام اہلِ بیت کو حکم فرماتے ہیں۔ ہماری زندگی کی شب آخریں ہے۔ ہم چاہتے ہیں آج جی بھر کر نانا جان پر درود پڑھ لیں اور تم سب بھی اپنے اپنے مقام پر ہمارے فرمان پر عمل پیرا ہوتے ہوئے خوب عبادت کرتے ہوئے یہ شب بسر کرو۔

ثانی زہرا سیدہ زینب سلام اللہ علیہا خیموں کا پہرا دے رہی ہیں

علی اصغر رضی اللہ تعالیٰ عنہ جھولے میں یوم عاشور کے منتظر ہیں۔ علی اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نوافل میں مصروف ہیں۔ قاسم رضی اللہ تعالیٰ عنہ قرآن کی تلاوت کر رہے ہیں۔

تمام سادات عبادت و ریاضت میں شب عاشورہ بسر فرما رہے ہیں۔ آدھی رات گزر چکی ہے۔ امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے مصلیٰ پر جلوہ افروز نانا جان کو درود و سلام کے تحفے بھیج رہے تھے کہ خیمے کے دروازے پر آہٹ محسوس ہوئی آنکھ اٹھا کر دیکھا۔

"علامہ معین کاشفی نے زعفر زاہد جن کی آمد کا واقعہ یوم عاشورہ کا تحریر کیا ہے۔"

زعفر جن کی آمد:

خوبصورت چہرے سیاہ بالوں اور سفید کپڑوں والے جوان نے عرض کی:

"اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ یَابْنَ رَسُوْلِ اللّٰهِ"

"اے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بیٹے سلام ہو۔"

آپ نے سلام کا جواب دے کر فرمایا:

"مَنْ اَنْتَ"

تم کون ہو؟

اس نے کہا: "اِسْمِیْ زَعْفَرُ" "میرا نام زعفر ہے۔"

"مِنَ الْجِنِّ" "میں جن ہوں"

فرمایا: "لِمَ جِئْتَ" کیوں آئے ہو؟

زعفر نے روتے ہوئے عرض کی۔

حضور میں ان جنوں کی اولاد سے ہوں جنہوں نے آپ کے نانا جان کے مبارک ہاتھوں پر بیعت کی تھی۔ میں اکیلا ہی نہیں میرے تمام آباؤ اجداد جن بھی میدان کربلا میں موجود ہیں۔ ان سب نے تین دن سے آپ کے بچوں کا پیاسے بلکنا، بھوک سے تڑپنا دیکھا ہے اور وہ برداشت نہیں کر سکے، مجھے ان سب نے آپ کی طرف بھیجا ہے کہ جا اور امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں جا کر عرض کر۔ اے امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ اللہ تعالیٰ نے حضرت سلیمان علیہ السلام کے امتی ایک جن کو یہ طاقت دی تھی کہ جب ہزاروں میلوں سے تخت لانے کا مسئلہ آیا تو اس نے کہا تھا

"اَنَا اٰتِیْكَ بِهٖ قَبْلَ اَنْ تَقُوْمَ مِنْ مَّقَامِكَ" (پارہ ۱۹ سورۃ النحل آیت ۳۹)

"میں وہ تخت آپ کی اس کچہری کے برخاست ہونے سے پہلے آپ کے پاس لا سکتا ہوں"

اے میرے آقا! وہ آپ کے نانا جان کے غلام کا امتی جن تھا میں آپ کے نانا جان کا امتی ہوں۔ مجھے اللہ نے اس سے زیادہ طاقت بخشی ہے۔

فرمایا تم کیا کرو گے؟

عرض کیا: اگر حکم آپ ہو، توجہ آپ کے بابا جان کی ہو، نگاہ آپ کے نانا جان کی ہو تو مجھ میں خدا نے وہ طاقت رکھی ہے کہ میں فرات کا کنارہ موڑ کر آپ کے خیموں پر لا سکتا ہوں۔

امام عالی مقام کو جلال آ گیا۔ فرمایا: اے جن تو میرے سامنے لاف زنی کرتا ہے اور اپنی طاقت کا اظہار کرتا ہے۔

تجھے معلوم نہیں۔

میں بھی شیر خدا، حیدر کرار، قوت پروردگار کا جگر گوشہ ہوں۔ میں بھی اشارے سے چاند توڑنے، سورج موڑنے والے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا نواسہ ہوں۔

کیا میں فرات کا کنارہ موڑ کر خیموں میں نہیں لا سکتا؟

عرض کیا: آقا پھر بچوں کا پیاس سے بلکنا اور تڑپنا دیکھ کر بھی آپ ایسا کیوں نہیں فرماتے؟

فرمایا: میرا مشن یہ ہے کہ

میں رہوں یا نہ رہوں تیری آرزو رہے
وقتِ نزع اے جانِ جاں تیری جستجو رہے

حسینؓ میدان کربلا میں تھے کہ آواز آئی، حسینؓ خبردار!

آگے، پیچھے، دائیں، بائیں، اوپر، نیچے دیکھا، آواز دینے والا نظر نہ آیا۔ فرمایا: اے آواز دینے والے تو کون ہے۔

آواز آئی!

حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سوچ سمجھ کے میدان میں نکلنا میں تقدیر ہوں۔

فرمایا: پورا صبر آزمالینا، تو تقدیر ہے تو میں شبیر ہوں۔

آواز آئی حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ دیکھ لینا، مجھے بھیجا ہے خدا نے۔

فرمایا: پورا زور لگا۔ اگر تجھے بھیجا ہے خدا نے تو پھر مجھے بھیجا ہے نانا مصطفیٰ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے۔

لیکن آج زمانہ دیکھے گا۔

؎ راضی رضا تے رہنا بڑا ای محال اے
چکیا اے بھار بھارا فاطمہؓ دے لال اے

یوم عاشور:

دس محرم جمعہ کا دن ہے، دوپہر کا وقت ہے۔ بلا کی گرمی ہے۔ موسم کی شدت وحدت نے میدان کربلا کے ذروں کو سرخ کوئلہ بنا دیا ہے۔ خیموں میں آل اطہار کے چھوٹے معصوم تک پیاس سے تڑپ رہے ہیں، پانی کا ایک قطرہ موجود نہیں۔

؎ ذرا خیموں کے اندر مصطفیٰؐ کی آلؑ کو دیکھو!
جگر والو ذرا اس فاطمہؓ کے لال کو دیکھو!
مقید ہے نبیؐ کے گھر کی ساری آبرو اس میں
تڑپتا ہے زمیں پر شیر یزداں کا لہو اس میں
پڑا ہے وسط خیمہ میں فقط چھ ماہ کا بچہ
یہ بچہ ہے اسی انسان حق آگاہ کا بچہ!
پرندے کانپ اٹھے ہیں کچھ ایسی تیز گرمی ہے
چرندے ہانپ اٹھے ہیں قیامت خیز گرمی ہے

(''کفر یزید'' مصنف صاحبزادہ افتخار الحسن مرحوم)

شہزادہ علی اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ:

میدانِ کربلا میں تصور مدینہ لے کر۔ جلتے ہوئے خیموں میں تصویر بیت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سجا کر حیدر کرار کا شہزادہ سیّدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا نورِ نظر ابھی اپنے خیمہ میں بیٹھ کر سوچ ہی رہا تھا کہ قدموں کی آہٹ سنائی دی۔ سامنے دیکھا تو نظر آیا کہ تصویر مصطفیٰ، شہزادہ علی اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ، سر نیاز جھکائے ہوئے کھڑے ہیں۔ جب آپ نے ان کی طرف دیکھا تو انہوں نے سلام عرض کیا آپ نے سلام کا جواب دیا اور فرمایا: بیٹا کیسے آئے ہو؟۔

عرض کیا حضور دین کی سربلندی کے لئے نظام مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے نفاذ کے لئے مقام مصطفیٰ کے تحفظ کے لئے شجاعت حیدری کے جوہر دکھانے کے لئے۔ اپنے خون سے انقلاب مصطفوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم برپا کرنے کے لئے اجازت لینے آیا ہوں۔ اے شہزادۂ رسول! آپ کے دربار سے کبھی کوئی محروم نہیں لوٹا۔ اسی امید پر سائل بن کر کھڑا ہوں، اجازت مرحمت فرمائیے۔

امام عالی مقام نے ایک مرتبہ غور سے پھر اپنے اٹھارہ سالہ کڑیل جوان کی طرف دیکھا۔ والضحیٰ کے چہرہ کی تصویر، واللیل کی زلفوں کا مکمل نقشہ تصور میں گھوم گیا کیونکہ یہ شہزادہ مکمل شبیہہ مصطفیٰ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) ہے۔

؎ بخشی ہے خدا نے اسے توقیر محمدؐ!
چہرہ ہے کہ آئینہ تصویر محمدؐ!
گیسو ہیں کہ ہر زلف گرہ گیر محمدؐ
باتوں میں ہے رنگینی تقریر محمدؐ
شوکت وہی صولت وہی دستور وہی ہے
چہرہ وہی آئینہ وہی نور وہی ہے

فرمایا: میرے شہزادے تو تو ہمشکل پیغمبر ہے۔ کیا میں اس تصویر رسول (صلی اللہ

تعالیٰ علیہ وسلم) کو خاکِ کربلا کی نذر کر دوں؟

عرض کیا۔ ابا حضور!

یہ اگر تصویرِ رسول ہے تو آپ شبیرِ رسول (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) ہیں۔ جانِ مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہیں جگر گوشہ مرتضیٰ ہیں۔ نورِ دیدہ زہرا ہیں۔ جوانانِ جنت کے سردار ہیں۔ تصویرِ مصطفیٰ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کو شہزادہ مصطفیٰ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) پر قربان کر دینا چاہیے۔

اور اگر میں واقعی ہم شکل پیغمبر ہوں تو پھر مجھے ان کی پوری شبیہہ بننے دیں۔ راہِ حق میں ان کے مبارک دانت شہید ہوئے۔ پاک پنڈلیاں زخمی ہوئیں۔ لہٰذا مجھے بھی خون میں نہا کر سیر تا پا بھی شبیہہ مصطفیٰ بننے کی اجازت مرحمت فرمائیں۔

حضرت علی اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دلائل، اللہ اکبر یونہی معلوم ہوتا تھا کہ جیسے ان کی زبان پر جناب نبی کریم علیہ السلام کلام فرما رہے ہوں۔ امام علی مقام رضی اللہ تعالیٰ عنہ، نے فرمایا بیٹا:

جوان بیٹے تو باپ کے بڑھاپے کا سہارا۔ اس کی امیدوں کا مرکز ہوا کرتے ہیں۔ میں کیسے اپنے جوان کو خون میں نہلا دوں؟

عرض کیا۔ ابا جان۔

اگر آپ جوان کو خون میں تڑپتا نہیں دیکھ سکتے تو جوان بیٹا بھی بوڑھے باپ کا لاشہ تڑپتا ہوا نہیں دیکھ سکتا۔ تاریخ کیا کہے گی کہ جوان خیموں میں بیٹھے رہے اور بوڑھے میدانوں میں لڑتے رہے؟

فرمایا: جاؤ بیٹا! تجھے تیری پیاری پھپھی ثانی زہرا سیّدہ زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پالا ہے۔ جاؤ ان سے اجازت لو اگر ان سے اجازت مل گئی تو میں بھی اجازت دے دوں گا۔

شہزادہ پھپھی کے خیمہ میں:

حضرت شہزادہ علی اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ جلدی سے پھپھی کے خیمہ میں گئے اور اس

یقین سے تشریف لے گئے کہ یہ شرط تو ابھی پوری ہو جائے گی اور میں دین پر اپنی قربانی پیش کرنے کی سعادت ابدی حاصل کر لوں گا۔ پھپھی جان کو سلام عرض کیا اور اجازت طلب کی۔ پھپھی نے جب علی اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے یہ الفاظ سنے۔

''اے اماں زہرا کی سخاوتوں کی امینہ سیّدہ زینب۔ اے پھپھی جان میں بھی آپ کے پاس آج سائل بن کر حاضر ہوا ہوں۔ میری جھولی کو ہر مقصود سے بھر دیں۔''

پھپھی تڑپ گئیں۔ میرے اس شہزادے نے تو کبھی کوئی فرمائش نہ کی تھی، آج زندگی میں پہلی مرتبہ یہ کیا فرمائش کرتا ہے؟

خدا خیر کرے۔ فرمایا بیٹا پھپھی صدقے ہو جائے بتا اور جلدی بتا تو کیا چاہتا ہے؟

عرض کیا پھپھی پہلے وعدہ کرو کہ میری فرمائش کو پورا کرو گی۔ فرمایا میری جان میں وعدہ کرتی ہوں کہ میں تیری خواہش کو ضرور پورا کروں گی مگر تو بتا تو سہی کہ کیا چاہتا ہے؟

اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا: ''پھپھی مجھے شہادت کی اجازت دو۔''

بس یہ الفاظ علی اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زباں سے نکلے۔ سیّدہ کی سماعت سے ٹکرائے تو بیہوش ہو کر گر پڑیں، پانی موجود نہ تھا کہ اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ پھپھی کے مقدس چہرہ پر چھینٹے ڈالتے۔ قدموں کی تلیوں پر رخِ انور رکھ دیا۔ پھپھی کو ہوش آیا تو فرمایا: بیٹا! افسوس میں تجھ سے وعدہ کر چکی ہوں کہ تیری خواہش پوری کی جائے گی۔ اس لئے اب اجازت دیئے بغیر چارہ نہیں۔ آ میں خود تجھے دولہا بناتی ہوں اور رخصت کرتی ہوں۔ بیٹا دنیا کی پھپھیاں بھتیجوں کو دولہا بنا کر دلہن لانے کے لئے رخصت کرتی ہیں۔ میں تجھے دولہا بنا کر شہادت حاصل کرنے کے لئے رخصت کر رہی ہوں۔

چاہتی تو یہی تھی کہ تجھے دولہا بنا کر تیری بارات سجاتی۔ تیری دلہن گھر لاتی اور اس کے ارمان پورے کرتی مگر اے میری جان اب نانا جان کا دین پکار رہا ہے۔ پھپھی تجھے دین پر فدا کرتی ہے۔

مدینے کا مسافر، نواسہ رسول کا شہزادہ علی (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کے جگر گوشہ کا جگر

گوشہ، سیّدہ فاطمہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) کے نورِ نظر کا نورِ نظر، تین دن کا بھوکا اور پیاسا یہ شیرِ خدا کا شیر، ہتھیار سجا کر اسلحہ لگا کر میدانِ کربلا کی طرف جانے لگا تو خیموں میں کہرام مچ گیا۔ ماں سینے سے لگا کر کہتی ہے بیٹا۔ میرے شہزادے جا تجھے اللہ کے حوالے کیا۔

حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک دستار مبارک جو بظاہر دیکھنے میں بہت پرانی معلوم ہوتی تھی۔ آپ کے سر پر باندھی اور فرمایا بیٹا۔ یہ مت سوچنا کہ یہ دستار بوسیدہ ہے۔ یہ وہ دستار ہے جو شبِ معراج میرے نانا جان کے سرِ انور کی زینت تھی آج میں نے تیرے سر پر باندھ دی ہے۔ بہن سکینہ سامنے آ گئیں اور بھائی کا دامن تھام لیا۔ عرض کیا بھائی کہاں جا رہے ہو، میں نے تو اپنے بھائی کو دولہا بنانے کی تیاریاں کر رکھی تھیں۔ مدینہ پاک جا کر بھائی کو دولہا بنانا تھا فرمایا: میری پیاری ہمشیرہ وہ دیکھو تمہارے بھائی کو دولہا بنانے کیلئے حورانِ بہشتی شدت سے منتظر ہیں۔

؎ حوریں کرتی ہیں عروسانِ شہادت کا سنگھار!
خوبرو دولہا بنا ہے ہر جوانِ اہلِ بیت!

(حضرت حسن رضا بریلوی)

آپ خیمے کے دروازے تک پہنچے تو

؎ اِک حشر تھا جدا علی اکبرؓ جو ہوتے تھے!
جھولے میں پھوٹ پھوٹ کے اصغر بھی روتے تھے

واپس علی اصغر کے جھولے تک آئے بھائی کو اٹھا کر سینے سے لگایا اور فرمایا: اصغر تمہیں بھی معلوم ہو گیا کہ بھائی جدا ہو رہا ہے۔

قدرت کی آواز آئی۔ یہ بھی شہید اکبر بھی شہید۔

اس لئے یہ عارضی جدائی ابھی ختم ہو جائے گی اور تھوڑی دیر کے بعد اصغر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے جا ملیں گے۔ فرمایا:

لے اوہ یار حوالے رب دے میلے چار دِناں دے
اُس دن عید مبارک ہوسی جس دن فیر ملاں گے

شہزادہ اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ میدان میں:

حضرت علی اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ میدان میں پہنچے تو ملائکہ نے کہا سبحان اللہ، حوروں نے کہا ماشاء اللہ، غلمان نے کہا دیکھو یوں معلوم ہوتا ہے مصطفےٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جلوہ آراء ہو گئے۔ افواجِ اشقیاء میں کھلبلی مچ گئی اور شور اٹھا کہ دیکھو علی المرتضیٰ آ گئے۔

فرمایا: سنو کوفیو؟ میں تمہیں اپنا تعارف خود کرائے دیتا ہوں۔

؎ علی اکبرؓ ہے میرا نام نانا مصطفےٰ ؐ میرا
سخی لجپال کا بیٹا ہوں دادا مرتضیٰؓ میرا
شبیہہ مصطفےٰ ؐ کہتے ہیں مجھ کو سب جہاں والے
زمین والے، فلک والے، مکان ولا مکاں والے
ہوا کیا آج جو میں تین دن سے بھوکا پیاسا ہوں
مگر یہ جان لو کہ میں محمد ؐ کا نواسہ ہوں
میں آیا ہوں تمہارے سامنے ایمان پر مرنے
نبی ؐ کی شان پر مرنے علیؓ کی آن پر مرنے

یہ ہے شجاعت اہلِ بیت، یہ ہے عزمِ ساداتِ کبار کہ تین دن کی بھوک اور پیاس کے باوجود ہزاروں کا مقابلہ ایک ایک ہو کر کرتے رہے۔ تنہا چالیس ہزار فوج سے جنگ کرتے رہے۔

؎ بھوک اور پیاس میں ایک ایک ہزاروں سے لڑے
کیا بہادر ہیں محمد ؐ کے گھرانے والے

ھَلْ مِنْ مُّبَارِزٍ:

علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے شیر کا شیر میدانِ مبارزت میں اترا اور ندا کی "ھَلْ مِنْ مُّبَارِزٍ" ہے کوئی مقابلہ پر آنے والا۔ ہے کوئی مقابلہ پر آنے والا مگر لشکرِ اشقیاء سے کوئی جواب نہ آیا اور کوئی شخص مقابلہ میں نہ اترا تو آپ نے دشمنوں کے لشکر پر از خود حملہ کر دیا۔

آپ نے میمنہ اور میسرہ اور قلب و جناح پر اس تیزی سے حملے کئے کہ دشمنوں کے لشکر میں شور برپا ہو گیا۔

؎ کس شیر کی آمد ہے کہ رن کانپ رہا ہے
رن ایک طرف چرخ کہن کانپ رہا ہے!

علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پوتے نے کچھ دیر شجاعت حیدری کا مظاہرہ فرمایا: یزیدی گروہ کا انبوہ آپ کی جنگ سے تھک ہار گیا۔ ہر ایک نے حضرت علی اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ شجاعت کو دیکھ کر شجاعت حیدری کو یاد کرتے ہوئے کہا۔

؎ علیؓ کا گھر بھی کیا گھر ہے کہ جس گھر کا ہر ایک بچہ
جسے دیکھو وہی شیر خدا معلوم ہوتا ہے!

آپ نے میدان سے واپس آ کر اپنے والد محترم حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں عرض کی۔

نعرۃ العطش:

"یَا اَبَتَاہُ ذَبَحَنِی الْعَطْشُ وَاثْقَلَنِی الْحَدِیْدُ فَھَلْ اِلٰی شَرْبَتِ مَآءٍ مِنْ سَبِیْلٍ"

اے ابا جان مجھے پیاس نے ہلاک کر دیا ہے اور آہنی اسلحہ مجھ پر بوجھ بن گیا ہے آپ کسی طرح مجھے پانی پلا سکتے ہیں۔

فرمایا: بیٹا پانی پینا ہے تو سامنے دیکھو۔

؎ سامنے دیکھو محمد مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
اور وہ دیکھو علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

حضرت علی اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دیکھا تو نانا جان حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور دادا جان حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نظر آ گئے۔

نانا جان نے فرمایا: میرے شہزادے آ میں تجھے جام کوثر پلاؤں، آگے بڑھے جام

کوثر پیا اور عرض کیا نانا جان یہ دوسرا جام بھی پلا دیجئے تو فرمایا بیٹا یہ میرے حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لئے ہے۔ میں اور علی المرتضیٰ تمہارے منتظر ہیں۔ جلدی جلدی آ جاؤ تاکہ تمہیں سیراب کیا جائے۔ بس پھر تو شہادت کا نشہ چڑھ گیا اور دوبارہ میدان میں آ گئے۔

اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ دوبارہ میدان میں:

اس مرتبہ شہزادۂ حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مبارز طلب کیا تو عمرو بن سعد نے طارق بن شیث سے کہا جا کر ابن حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا کام تمام کر دے میں ابن زیاد سے تجھے موصل کی حکومت دلوا دوں گا۔ دنیا کا کتا موصل کی حکومت کے لالچ میں حضرت علی اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مقابلہ میں اترا اور آپ پر نیزے کا وار کیا۔ آپ نے وار روکا اور اپنا نیزہ اس کے سینے میں مارا تو اس کی نوک دو بالشت اس کی پشت سے پار نکل گئی اور موذی گھوڑے سے گر کر واصل جہنم ہو گیا۔

شجاعت حیدری کا مظاہرہ:

اس کے بعد اس کا بیٹا عمر بن طارق مقابلہ میں آیا۔ آپ نے اسے بھی جہنم رسید فرمایا: دوسرا بیٹا طلحہ بن طارق آیا اسے بھی جہنم واصل فرمایا: ابن سعد کے لشکر میں شور مچ گیا۔ قریب تھا کہ لوگ حضرت علی اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہول و ہیبت اور زور و شوکت سے ڈر کر بکھر جاتے۔

ابن سعد نے خوفزدہ ہو کر مصراح بن غالب سے کہا جا کر اس ہاشمی جوان کو روک مصراع آپ کے سامنے آیا اور آپ پر نیزے کے ساتھ حملہ کر دیا۔ حضرت علی اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے آباؤ اجداد سے میراث میں ملنے والی شجاعت سے نعرہ لگایا تو تمام یزیدی افواج آپ کے نعرے کے ہول سے ڈر گئی اور آپ نے مصراع کے نیزے پر تلوار کا وار کر کے اسے قلم کر دیا۔ مصراع نے چاہا کہ آپ پر تلوار کا وار کرے کہ آپ نے خدا کو یاد کیا۔ رسول خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر صلوٰت بھیجی اور اس کے سر پر تلوار کی ایسی ضرب لگائی کہ اس کے ٹکڑے ہو گئے اور زور دار تلوار زمین پر لگی تو زمین کانپ اٹھی۔

ملائکہ کی آواز گونجی کہ

؎ کیا بہادر ہیں محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے گھرانے والے

پیاس، پیاس:

دوبارہ پھر خدمت امام عالی مقام میں حاضر ہوئے اور پانی طلب کیا۔ عرض کیا: اے اباجان کاش پانی مل جائے۔ فرمایا پھر کیا ہوگا؟

عرض کیا اباجان:

پانی پلانا آپ کا کام ہے۔

چالیس ہزار کا تنہا مقابلہ کرنا میرا کام ہے

؎ کیا بہادر ہیں محمد کے گھرانے والے!

فرمایا: بیٹا تیری تلوار میں ایسی طاقت کہاں سے آگئی کہ زمین بھی اس کے ڈر سے کانپ اٹھی۔ عرض کیا اباجان مجھے تو یوں معلوم ہوتا تھا کہ دادا جان علی المرتضیٰ نے میرا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لے لیا ہے اور خود زوردار وار کیا ہے۔ یہ آپ ہی کی طاقت تھی۔ جسے قوت پروردگار کہا گیا ہے۔ بس اسی طاقت نے یہ کام دکھایا ہے کہ زمین بھی کانپ اٹھی۔

؎ کیا بہادر ہیں محمدؐ کے گھرانے والے

کیا بہادر ہیں محمدؐ کے گھرانے والے

ایک ہزار جوان کا مقابلہ:

بالآخر ایک ہزار نوجوان چنا گیا جسے حضرت علی اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مقابلہ کے لئے بھیجا گیا۔ اس لشکر نے اڑتے ہوئے غبار میں حضرت علی اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر حملہ کر دیا یہ لشکر محکم بن طفیل لایا تھا جس کو آپ نے پسپا کر دیا تو دوسرا لشکر دے کر ابن نوفل کو بھیجا گیا یہ بھی ایک ہزار کا لشکر تھا۔

آپ بھوکے شیر کی طرح لشکر میں گھس گئے اور گاجر مولی کی طرح سارے لشکر کے کشتوں کے پشتے لگا دیئے۔ جس پر وار کرتے وہ گر جاتا اور ہلاک ہو جاتا یہاں تک کہ

لشکر یزید میں شور مچ گیا۔

شہادت علی اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ:

آپ کے جسم اطہر پر کثیر زخم آچکے تھے۔ بالآخر ابن نمیر نے نیزہ مارا اور منقذ بن مرہ عبدی نے تلوار کا وار کیا آپ گھوڑے سے نیچے گئے تو آواز دی۔

"یَا اَبَتَاہُ، اَدْرِکْنِیْ"

اے اباجان میری مدد فرمایئے۔

امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے خیمہ سے نکلے اور تلاش کرتے کرتے میدان میں پہنچے مگر حضرت علی اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نہ ملے۔ کبھی دائیں طرف سے آواز آتی، کبھی بائیں طرف سے آواز آتی۔ آپ دائیں طرف جاتے کبھی بائیں طرف جاتے، اچانک خالی گھوڑے پر نظر پڑی تو وہ حضرت علی اکبر کا گھوڑا تھا۔ اس کے پیچھے امام علی مقام نے اپنا گھوڑا دوڑا دیا اور وہ جہاں جا کر رُکا وہاں آپ نے دیکھا کہ خاک وخون میں غلطیدہ شہزادہ تڑپ رہا ہے۔ گھوڑوں کے سموں نے جسم نازنین کو بار بار روند کر انتہائی زخمی کر دیا ہے۔ آپ نے سرانور کو اپنی جھولی میں لیا صاف کیا اور فرمایا۔ اے علی اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ:

؎ مجھ کو غریب دشت بلا کہہ کے پھر پکار!!

اک بار یا شہِ دوسرا کہہ کے پھر پکار

اے شیر سید الشہداء کہہ کے پھر پکار

صدقے ہو باپ یا اباتاہ کہہ کے پھر پکار

اے جان پدر۔ ابھی جو مجھے آوازیں دے رہا تھا۔ میں آگیا ہوں۔ اکبر تیرا مظلوم باپ تیرے پاس ہے۔ ایک مرتبہ آنکھ کھول اور یا اباتاہ کہہ کر آواز دے۔

آپ نے آنکھیں کھولیں اور آخری سانس یہ کہہ کر رخصت کیا۔ افسوس میں بہن صغریٰ سے وعدہ وفا نہ کرسکا۔

؎ اکبر آکھیا اِک افسوس مینوں ساراں لیاں نہ بھین بیمار دیاں

اے میرے ابا جان جو شخص اہلِ بیت میں سے مدینہ واپس پہنچے میری صغریٰ سے میری طرف سے معذرت کرے کہ علی اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو معاف کر دینا وہ وعدہ وفا نہ کر سکا۔

حضرت علی اکبر شہید ہو گئے۔

"اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ"

آپ کی لاش مبارک خیمے کے دروازہ پر آئی تو پھپھی نے روکر اسے چوما اور کہا:

وفادار بھتیجیا بول تے سہی میں چم لواں زلف زنجیر تیری
میں نوں اپنے لال نئیں یاد آوندے اکبر بھلنی نہیں تصویر تیری

سیّدہ کا پیغام سیّدہ کے نام:

حضرت سیّدہ زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا: اے علی اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ میرا ایمان ہے تو دربارِ رسالت میں پہنچ چکا ہے اور دادی فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے پیار لے رہا ہے۔ اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنی دادی سے میرا اسلام کہہ دینا اور کہنا۔

اماں جان جس زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو آپ نے قرآن کی لوریاں سنا سنا کر پالا تھا۔

آج کربلا کے ریگستان میں مسافرہ ہے۔ اس کے خیمے میں لاشوں کے انبار لگے ہوئے ہیں۔

قاسم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا لاشہ۔

عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا لاشہ۔

عون رضی اللہ تعالیٰ عنہ و محمد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا لاشہ۔

تمام شہداء کربلا کے لاشوں کے درمیان زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا بیٹھی اماں آپ کو سلام عرض کرتی تھی۔ اور کہتی تھی اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ یہ نقشہ آپ سے عرض کرے گا تو آپ نانا جان سے عرض کر دینا۔"

اور جب حضرت سکینہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دیکھا تو پھر بقول حضرت صائم چشتی مرحوم:

جدوں لاش اکبرؓ دی خیمے چہ آئی سکینہؓ نے رو رو کے دتی دہائی

ہٹو اگوں میں نوں وی ویکھن دے دیو ویکھویں سہرے لا میرا ویر آ گیا اے

امام عالی مقام نے زمین کربلا کے تپتے ذروں پر حضرت علی اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی لاش مبارک کو رکھا اور فرمایا:

تیغوں سے پاش پاش ہے سب جسم نازنیں
رکھیو با احتیاط اسے دامن میں اے زمین!
اٹھارہ سال کی ہے یہ دولت حسینؓ کی!
اب ہے تیرے سپرد امانت حسینؓ کی!

آپ کی والدہ نے روتے ہوئے فرمایا: بیٹا میں

واری گئے نہ قبر میں اماں کو گاڑ کر
جنگل بسا دیا میری بستی اجاڑ کر
آوں کدھر کو اے علی اکبرؓ جواب دو
بیٹا جواب دو میرے دلبر جواب دو

مٹ گئے نقش قدم دے نانا:

آئے ذرا مدینہ طیبہ چلیں یہاں کیا حالات ہیں؟ امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب مدینہ منورہ سے چلے تھے تو اپنی لختِ جگر حضرت سیّدہ صغریٰ کو حضرت اُم سلمہ کے حوالے کر کے آئے تھے اور وعدہ کیا تھا ایک ماہ کے بعد علی اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ آئیں گے اور تمہیں ہمارے پاس لے جائیں گے۔ سیّدہ نے قدموں کے نشان محفوظ کر رکھے تھے۔ مگر آج حسبِ سابق جب ان نشانات کی زیارت کو گئیں تو وہ مٹ چکے تھے۔

صغریٰ روضہ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر:

سیّدہ صغریٰ نانا جان کے مزار پر انوار پر آئیں اور عرض کیا۔ اے نانا جان میرے والد مجھے آپ کے سپرد کر گئے تھے اور نانی اُم سلمہ میری محافظہ تھیں میں مطمئن تھی کہ میں جلدی اپنے ابا جان سے ملوں گی۔ بھائی علی اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ علی اصغر رضی اللہ تعالیٰ

عنہ سے ملاقات ہوگی مگر آج میں نے دیکھا۔

مٹ گئے نقش قدم دے نانا میریاں اکھیاں لایا ساون
دیکھ گھراں نوں جندرے وجے مینوں ویہڑا آوے کھاون
ڈیگر ویلے جد کڑیاں آپو اپنے ویر کھڈاون!
سمجھ بھراواں موئی مینوں میتھوں اپنے ویر لکاون

نانا جان: میں نے آج رات ڈراؤنا خواب دیکھا ہے۔ اصغر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا جھولا خالی ہے۔ میرا اکبر خون میں تڑپ رہا ہے۔

اے سبز گنبد والے نانا یا مجھے کربلا پہنچا، یا کربلا والے میرے ابا جان کو مدینہ میں بلا کے مجھے ملا۔ روضہ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کانپ اٹھا۔ تربت مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حرکت میں آئی۔

ایک صحابی رسول (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) آئے:

ادھر حضور علیہ السلام کا ایک صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ گزر رہا تھا اس نے یہ منظر دیکھا تو فوراً روضہ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر حاضر ہوا اور دیکھا کہ وہ شہزادی جس سے چاند شرمائے مصروف گریہ وزاری ہے۔ کہا اے بیٹی جب بیٹی کا لفظ صغریٰ کی سماعت سے ٹکرایا تو سمجھا شاید میرے ابا جاں آ گئے مگر جب نگاہ اٹھا کے دیکھا تو فرمایا: تو کون ہے؟

تو نہیں جانتا میں اس گھرانے سے تعلق رکھتی ہوں کہ

بے اجازت جن کے گھر میں جبرائیل آتے نہیں
قدر والے جانتے ہیں قدر و شان اہلِ بیتؓ !

کہا بیٹی تو اہلِ بیت علیہم السلام کے گھرانہ کی ایک فرد معلوم ہوتی ہے مجھے جلدی بتا تو کون ہے۔ اور کیوں اس طرح رو رہی ہے؟ صغریٰ نے کہا پہلے تو بتا تو کون ہے؟

کہا میں اس روضے والے آقا علیہ السلام کا صحابی ہوں۔ بیوی وفات پا گئی ہے ایک چھ ماہ کا بچہ بیمار ہے اس کے لئے دودھ تلاش کرنے نکلا تھا کہ گنبد خضریٰ کو حرکت میں دیکھ

کر ادھر آ گیا اور تجھے روتے دیکھا تو میرا کلیجہ ہل گیا۔

صغریٰ کی آہ بلند ہوگئی اور رو کر فرمایا: جلدی کر۔ اے آنیوالے فوراً اپنے ششماہے بچے کے لئے دودھ لیجا اور اسے پلا۔ میرا بھی ایک ششماہا ویر علی اصغر رضی اللہ تعالیٰ عنہ مجھ سے بچھڑا ہوا ہے کہیں تیرے معصوم کی بددعا نہ لگ جائے اور ایسا نہ ہو کہ میرا معصوم مجھے مل نہ سکے۔ اس نے کہا کیا تو حسنین پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ پاک کی شہزادی ہے؟

فرمایا ہاں۔ کہاں پھر میں تو حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نانا جان کا غلام ہوں۔ بتاؤ میں اس وقت آپ کی کیا خدمت کر سکتا ہوں۔ سیّدہ نے فرمایا اگر ضرور ہی کچھ خدمت کرنا چاہتے ہو تو یہ خطوط میرے ابا جان کو پہنچا دو۔

ابا جان کے نام خط:

ابا جان کے نام خط لکھا کہ اے ابا جان کیا آپ کو صغریٰ یاد نہیں آتی۔ سارا پیار سکینہ سے ہی کر لیا ہے۔ کبھی بیمار اکیلی رہ جانیوالی صغریٰ کا تو نام بھی نہ لیا ہوگا۔ اور بھائی علی اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بھیجنے کا وعدہ بھی یاد نہ رہا ہوگا۔ ابا جان جلدی بھیجئے میرے بھائی اکبر کو کہ مجھے آ ... جائے۔ میرا دل بہت اداس ہو گیا ہے اور مجھے ویر علی اصغر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بہت یاد آتا ہے۔ میں نے اس کے لئے کپڑے سلا رکھے ہیں، اپنے ہاتھوں سے اسے پہناؤں گی۔ مجھے جلدی بلا لیجئے۔

حضرت علی اصغر و علی اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے نام:

حضرت علی اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو لکھا، بھائی جان کبھی بھائی اس طرح بہنوں کو نہیں بھلاتے جس طرح تم نے بھلا دیا ہے۔ تم تو بھول ہی چکے ہو کہ تمہاری ایک غموں کی ماری بہن مدینہ میں بھی ہے اس کی بھی خبر لے لیں۔ اس سے وعدہ کیا تھا۔ وہ وعدہ نبھاتے ہوئے اسے لے آئیں۔ اور اے اصغر تم تو اب خوب باتیں کرتے ہوگے۔ کیا بہن سے ملنے کو تمہارا بھی جی نہیں چاہتا۔ ایک بار مجھے پاس بلا کر تو دیکھو کہ تمہیں کتنی لوریاں سناتی ہوں۔

بہر کیف! شکوؤں سے بھرے ہوئے خطوط لکھے اور صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے

حوالے کیے۔ اس نے کہا صغریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ کا میں ڈاکیا تو بن گیا ہوں لیکن بتاؤ مجھے اس کا انعام کیا دو گی۔ سامعین دل تھام کر بیٹھنا۔ تم بھی اولاد والے ہو۔ اندر گئی اور حضرت علی اصغر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ایک چھوٹا سا کرتہ لائی اور رو کر کہا۔ فی الحال یہ انعام دوں گی اور وعدہ کرتی ہوں کل بروز محشر اس سبز گنبد کے مکیں سے تجھے جنت دلا دوں گی۔

زمین سمٹ گئی:

وہ صحابی چلا۔ رحمت خداوندی کو جوش آ گیا۔ ایک سو آدمی کے قاتل پر اسے رحم آ جائے تو وہ زمین اکٹھی کر دیتا ہے تو شہزادی رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ڈاکیا چلے تو زمین کیوں اکٹھی نہ ہو سکے گی۔ خداوند قدوس نے زمین کو حکم دیا تو زمین سمٹ گئی۔ اس نے یہ منظر دیکھا۔

ایک طرف ہزاروں کی فوج ہے۔ بے شمار تلواریں، نیزے بھالے، خنجر، برچھے ہیں دوسری طرف لاشوں کے انبار میں ایک باون سالہ شخص گردن جھکائے بیٹھا ہے۔ لوگوں نے کہا۔ حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ اب نکلو مقابلہ کے لئے تو اس جھکی ہوئی گردن والے کا خون جوش میں آیا وہ اکیلا ہی ہزاروں کے مقابلہ میں نکلا۔ اس نے پوچھا کہ

یہ کون ذی وقار ہے، بلا کا شہسوار ہے
ہزاروں قاتلوں کے سامنے بھی ہے ڈٹا ہوا
لباس ہے پھٹا ہوا، غبار میں اٹا ہوا
ہے سارا جسم نازنیں، چھدا ہوا کٹا ہوا

یہ میرا نور عین حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہے:

مدینہ طیبہ سے آواز آئی، آ میں بتاؤں
یہ وہی ہے جس کی خاطر میں نے خطبے چھوڑے تھے۔
یہ وہی ہے جو میرے کندھوں پر سوار ہوتا رہا۔
یہ وہی ہے، جس کے لئے میں نے سجدہ طویل فرمایا تھا۔
یہ وہی ہے، جس کا جھولا جبریل علیہ السلام جھلاتا رہا۔

یہ وہی ہے جس کی دلجوئی عرش والے نے کی اور ہرنی اپنا بچہ لے کر اس کے لئے پیش ہو گئی۔
یہ بالیقیں حسین ؓ ہے۔
میرا ہی نور عین ہے۔ یہ بالیقیں حسین ؓ ہے۔

صغریٰ کا قاصد خدمت امام میں:

وہ آگے بڑھا۔
امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سامنے جا کر سلام عرض کیا۔
مدنی گفتار مدنی رفتار، مدنی لباس دیکھ کر صغریٰ کی یاد شدت سے تڑپانے لگی، فرمایا آنیوالے کیا تو مدینہ سے آیا ہے؟
عرض کیا، جی ہاں میں مدینہ سے آیا ہوں۔
میرے امام مدینہ کا نام سن کر مچل اٹھے اور فرمایا جلدی بتا کہیں میری شہزادی صغریٰ کو تو نہیں دیکھا؟
عرض کیا حضور، دیکھا ہے اور میں اسی کا ڈاکیا ہوں۔
فرمایا: جلد بتا میری بیٹی کن حالات میں تھی، کہیں باپ کو یاد کر کے روتی تو نہیں تھی۔ کہیں بھائیوں کو تو نہیں پکارتی تھی۔
عرض کیا: حضور۔ وہ بے کس، تنہا نانا جان کے روضہ اقدس پر رو رہی تھی۔ میں اس کی ڈاک اس کے بھائیوں تک پہنچانا چاہتا ہوں۔

قاصد لاش علی اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر:

مجھے علی اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس لے جایئے تا کہ میں ان کا خط پہنچا سکوں، امام کی آنکھوں میں آنسو آ گئے اور رو کر فرمایا:

سنا تھا تو نے کہاں شہرا میرے اکبر ؓ کا
ابھی چراغ گل ہوا حسین ؓ کے گھر کا

آپ نے قاصد کو پکڑا اور حضرت علی اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی لاش مبارک پر لا کر

فرمایا: یہ ہے صغریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا ویرا اکبر ڈاک پہنچا دو۔ اور پھر اپنے شہید شہزادے کو مخاطب کر کے فرمایا:

دے جواب صغریٰ دیا ویرا حضرت آکھ سنایا
کنّی لاش علی اکبرؓ دی وچوں ایہہ آوازا آیا!!
معاف کریں مینوں امڑی جائی نہیں میں وعدہ توڑ نبھایا

اے میری ہمشیرہ صغریٰ۔ مجھے معاف کر دینا۔ کہیں نانا جان کے روضہ اقدس پر میری شکایت نہ کر دینا۔

قاصد لاشِ علی اصغر رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر:

قاصد نے کہا مجھے اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ تو مل نہ سکے، چلو علی اصغر سے ہی ملا دیجئے آپ قاصد کو لے کر حضرت علی اصغر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لاشہ معصوم پر آئے اور فرمایا:

اٹھو بیٹا علی اصغرؓ بہن صغریٰ بلاتی ہے۔
کبھی تشنہ دہن کو اس طرح بھی نیند آتی ہے
میرے خون جگر اصغرؓ میرا خون جگر پی لے
کدھر جائے پدر جان پدر جان پدر پی لے

امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیٹی کو جواب:

فرمایا: قاصد امیری بیٹی کو میری طرف سے کہہ دینا جن کے لئے جوڑے سلا کے رکھے ہوئے ہیں اور جن کو وعدہ یاد دلا رہی ہو سب ملیں گے ضرور مگر بروز محشر نانا جان کے پاس ملیں گے اور میں بھی اب اس دنیا میں چند ساعتوں کا مہمان ہوں۔

میری بیٹی صبر کرنا کیونکہ میں نے یہ سب کچھ اسی مقام صبر و رضا کی بقا کے لئے کیا ہے۔
احیاء نظام مصطفٰے کے لئے کیا ہے۔
تحفظ مقام مصطفٰے صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لئے کیا ہے۔
اور یہی مقصد ہے میری شہادت کا۔

"وَمَا عَلَیْنَا اِلَّا الْبَلَاغُ الْمُبِیْنُ"

چوتھا خطبہ

"شہید زندہ ہیں"

بَلْ اَحْیَآءٌ وَّ لٰکِنْ لَّا تَشْعُرُوْنَ (القرآن)

فلسفۂ شہادت

شہادت حضرات
عون و محمد رضی اللہ تعالیٰ عنہما
حضرت علی اصغر رضی اللہ تعالیٰ عنہ

خطبہ

نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّيْ عَلٰى رَسُوْلِهِ الْكَرِيْمِ وَعَلٰى اٰلِهٖ

وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِيْنَ○ اَمَّا بَعْدُ!

فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ○

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ○

وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ يُّقْتَلُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتٌ بَلْ

اَحْيَآءٌ وَّلٰكِنْ لَّا تَشْعُرُوْنَ

صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِيْمُ

اَلصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا سَيِّدِيْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ

وَعَلٰى اٰلِكَ وَاَصْحَابِكَ يَا سَيِّدِيْ يَا حَبِيْبَ اللّٰهِ

حضراتِ محترم!

قرآن کریم کی جس آیتِ کریمہ کو تلاوت کیا ہے اس میں اللہ کریم نے شہداء کی زندگی کا بیان فرمایا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

حیاتِ شہداء:

''وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ يُّقْتَلُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتٌ بَلْ اَحْيَآءٌ وَّلٰكِنْ لَّا تَشْعُرُوْنَ'' (پارہ۲ سورۃ البقرہ آیت ۱۵۴)

اور نہ کہا کرو انہیں جو قتل کئے گئے ہیں اللہ کی راہ میں کہ وہ مردہ ہیں بلکہ وہ زندہ ہیں لیکن تم اسے سمجھ نہیں سکتے۔ یعنی کہ شہداء کرام کی زندگی اور اس کی کیفیت وحقیقت تم اپنے فہم وادراک سے اور اپنی عقل وشعور سے نہیں سمجھ

سکتے لہٰذا اس بنا پر کہیں حیات شہداء کا انکار نہ کر دینا۔

اس آیتِ کریمہ کی شانِ نزول:

جب میدانِ بدر میں کئی مسلمان شہید ہوئے تو لوگوں نے کہنا شروع کر دیا۔ فلاں مرگیا اور وہ اپنی زندگی کی لذتوں سے محروم ہوگیا۔ غیرتِ الٰہی اس کو برداشت نہ کر سکی کہ جن لوگوں نے اس کے دین کی سربلندی کے لئے اپنی جانیں قربان کیں۔ انہیں مردہ کہا جائے۔

اس لئے یہ آیت نازل فرما کر اللہ کی راہ میں جان دینے والوں کو مردہ کہنے سے سختی سے روک دیا گیا بلکہ فرمایا کہ وہ زندہ ہیں (انہیں مردہ مت کہو)

(تفسیر ضیاء القرآن جلد اول صفحہ ۱۰۸)

کہنا تو کجا مردہ گمان بھی نہ کرو:

ایک اور مقام پر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

''وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ قُتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتًا بَلْ اَحْيَآءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُوْنَ'' (پارہ۴ سورۃ آل عمران آیت ۱۶۹)

اور ہرگز یہ خیال نہ کرو کہ وہ جو قتل کئے گئے ہیں، اللہ کی راہ میں وہ مردہ ہیں بلکہ وہ زندہ ہیں اپنے رب کے پاس رزق دیئے جاتے ہیں پہلی آیت میں تو شہداء کو مردہ کہنے سے منع فرمایا۔ دوسری آیت میں مردہ گمان کرنے سے بھی منع فرما دیا کہ کبھی اس قسم کا خیال بھی ذہن میں نہ لانا کہ وہ مردہ ہیں۔

وہ جنت میں رزق دیئے جاتے ہیں:

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: جب تمہارے بھائی اُحد میں شہید ہوئے اللہ تعالیٰ نے ان کی ارواح کو

سبز پرندوں کے قالب عطا فرمائے وہ جنتی نہروں پر سیر کرتے پھرتے ہیں۔ جنتی میوے کھاتے ہیں۔ طلائی قندیلیں جو زیر عرش معلق ہیں ان میں رہتے ہیں جب انہوں نے کھانے پینے رہنے کے عیش پائے تو کہا کہ ہمارے بھائیوں کو کون خبر دے کہ ہم جنت میں زندہ ہیں تا کہ وہ جنت سے بے رغبتی نہ کریں اور جنگ سے بیٹھ نہ جائیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: میں انہیں تمہاری خبر پہنچاؤں گا۔ (تفسیر خزائن العرفان)

معلوم ہوا کہ شہداء کی روحوں کا تعلق اپنے بدنوں سے قائم ہے اور وہ اپنے بدنوں کے ساتھ زندہ ہیں۔

علامہ قرطبی فرماتے ہیں کہ:

''حَیَاۃُ الشُّھَدَآءِ مُحَقَّقَۃٌ''

شہداء کا زندہ ہونا ایک تسلیم شدہ حقیقت ہے۔

''وَاِنَّ الْاَرْضَ لَا تَاْکُلُ اَجْسَادَ الْاَنْبِیَآءِ وَالشُّھَدَآءِ وَالْعُلَمَآءِ وَالْمُؤَذِّنِیْنَ الْمُحْتَسِبِیْنَ وَحَمَلَۃِ الْقُرْاٰنِ''

اور زمین بے شک نہیں کھاتی انبیاء کرام، شہداء عظام، علماء ربانیین، ثواب کے لئے اذان دینے والے موذنین اور حفاظ القرآن کے جسموں کو۔

(تفسیر ضیاء القرآن جلد اول صفحہ ۲۹۶)

صاحب روح المعانی فرماتے ہیں:

''فَذَھَبَ کَثِیْرٌ مِّنَ السَّلَفِ اِلٰی اَنَّھَا حَقِیْقَۃٌ بِالرُّوْحِ وَالْجَسَدِ وَذَھَبَ الْبَعْضُ اِلٰی اَنَّھَا رُوْحَانِیَّۃٌ وَالْمَشْھُوْرُ تَرْجِیْحُ الْاَوَّلِ''

یعنی کثیر سلف صالحین کا یہی مذہب ہے کہ شہداء کی زندگی جسمانی اور روحانی دونوں طرح کی زندگی ہے اور بعض کا خیال ہے کہ روحانی زندگی ہوتی ہے۔ لیکن پہلا قول ہی صحیح ہے۔

صاحب تفسیر مظہری حضرت قاضی ثناء اللہ پانی پتی فرماتے ہیں کہ

''اِنَّ اللّٰہَ تَعَالٰی یُعْطِی لِاَرْوَاحِھِمْ قُوَّۃَ الْاَجْسَادِ فَیَذْھَبُوْنَ مِنَ الْاَرْضِ وَالسَّمَآءِ وَالْجَنَّۃِ حَیْثُ یَشَآؤُنَ وَیَنْصُرُوْنَ اَوْلِیَآءَھُمْ وَیُدَمِّرُوْنَ اَعْدَآءَھُمْ اِنْ شَآءَ اللّٰہُ تَعَالٰی''

اللہ تعالیٰ ان کے روحوں کو جسموں کی قوت دیتا ہے وہ زمین و آسمان اور جنت میں جہاں چاہیں جاتے ہیں اور وہ (شہداء) اپنے دوستوں کی امداد کرتے ہیں اور اپنے دشمنوں کو ہلاک کرتے ہیں۔ انشاء اللہ تعالیٰ

(تفسیر ضیاء القرآن جلد اول صفحہ ۱۰۸)

تروتازہ اجساد طاہرہ:

حضرت امام مالک نے روایت فرمایا ہے کہ جنگ احد کے چھیالیس سال بعد حضرت عمرو بن جموع عبداللہ بن جبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی قبر (دونوں ایک ہی قبر میں مدفون تھے) سیلاب کی وجہ سے جب کھل گئی تو ان کے اجساد طاہرہ یوں تروتازہ اور شگفتہ تھے اور شاداب کہ جیسے انہیں کل ہی دفن کیا گیا ہو۔ (موطا)

حضرت جابر کا جسم اطہر:

اس بیسویں صدی کا واقعہ ہے کہ جب دریائے دجلہ حضرت عبداللہ بن جابر اور دیگر شہداء رضوان اللہ علیہم اجمعین کی قبروں کے بالکل نزدیک پہنچ گیا تو حکومت عراق نے ان شہداء کرام کی نعشوں کو حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مزار پر انور کے جوار میں منتقل کرنا چاہا تو ان حضرات کی قبریں کھودیں گئیں۔ تیرہ صدیاں گزرنے کے بعد بھی ان کے جسم پاک صحیح و سلامت پائے گئے۔ ہزارہا مخلوق نے اسلام کا یہ معجزہ اور قرآن کی ان آیات کی صداقت کا اپنی ان آنکھوں سے مشاہدہ فرمایا۔

(تفسیر ضیاء القرآن جلد اول صفحہ ۱۰۹ صفحہ ۱۰۸)

معلوم ہوا کہ شہداء اپنے جسموں کے ساتھ زندہ ہیں اور ان کی زندگی کا منکر ان آیات قرآنی کا منکر ہے اور دائرہ اسلام سے خارج ہے۔ اسی لیے ہم شہداء کرام کا ماتم نہیں کرتے۔ ماتم تو مردوں کا ہوتا ہے۔

؎ کافر ہے جو منکر ہے حیات شہداء کا!
ہم زندۂ جاوید کا ماتم نہیں کرتے

حیات شہداء پر سب سے بڑی دلیل یہ دو آیات ہیں کہ جب اللہ کریم فرما رہا ہے کہ وہ زندہ ہیں تو پھر اس میں ذرہ برابر بھی وہم یا شبہ میں مبتلا ہونا کفر ہے۔

کیونکہ وہ انہیں زندہ رکھنے پر قدرت کاملہ رکھتا ہے۔

"اِنَّ اللّٰهَ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ." (پ نمبر۱، سورہ بقرہ آیت نمبر۲۰)

"بے شک اللہ ہر چاہت پر قادر ہے۔"

تو وہ جب ہر چاہت پر قادر ہے تو اگر شہید کو زندہ رکھنا چاہے تو اس پر بھی پوری قدرت رکھتا ہے۔ باوجود اس کے کہ

ان کی ارواح اجسام سے پرواز کر گئیں۔

ان کے بچے یتیم ہو گئے اور بیویاں بیوہ ہو گئیں۔

ان کی وراثت کو تقسیم کر دیا گیا۔

ان کے اوپر جنازہ کی نماز بھی پڑھ لی گئی اور ہزاروں من مٹی کے نیچے انہیں دفن بھی کر دیا گیا۔ یعنی تمام سلوک ان کے ساتھ وہی کیا گیا جو مردوں سے کیا جاتا ہے۔

پھر بھی وہ زندہ ہیں؟

فرمایا ہاں، پھر بھی وہ زندہ ہیں۔ کیونکہ میں انہیں زندہ رکھنے پر قادر ہوں۔

یا اللہ۔ قبر میں دروازہ کوئی نہیں۔

کھڑکی کوئی نہیں۔

روشندان کوئی نہیں۔

پانی ہوا اور خوراک کا کوئی انتظام نہیں، پھر بھی شہید زندہ ہیں؟

فرمایا: پھر بھی زندہ ہیں۔

اسے اس مثال سے سمجھیے۔

ایک مثال:

آپ نے مرغی کے نیچے انڈے رکھ دیں۔ اٹھارہ (۱۸) یا انیس (۱۹) دن کے بعد ان انڈوں سے چوزوں کی آواز آنے لگے گی اور اکیسویں (۲۱) دن وہ انڈے سے باہر آئیں گے تو جو خدا بغیر ہوا کے۔ بغیر دروازہ کے۔ بغیر روشندان کے۔ بغیر کھڑکی کے، اور بغیر کسی خوراک کے چوزے کو انڈے میں زندہ رکھ سکتا ہے وہ قبر میں شہید کو بھی زندہ رکھ سکتا ہے۔ کیونکہ وہ قادر مطلق ہے۔

وہ فرماتا ہے اس حیات شہداء پر حیران ہونے والو تم اس وقت کیوں حیران نہیں ہوتے جب قرآن میں پڑھتے ہو کہ میں نے حضرت عیسیٰ روح اللہ کو بغیر باپ کے اور حضرت آدم علیہ السلام کو بغیر ماں باپ کے پیدا فرمایا تو جو خدا......

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو بغیر باپ کے پیدا فرمانے پر قادر ہے۔

حضرت آدم علیہ السلام کو بغیر ماں، باپ کے پیدا فرمانے پر قادر ہے۔

اور ہر معدوم کو موجود فرمانے پر قادر ہے۔

وہ شہید کو زندہ رکھنے پر بھی قادر ہے۔

شہید کے معانی:

شہید کے مختلف معانی ہیں جو کہ قرآن کریم کے مختلف مقامات پر بیان فرمائے گئے ہیں۔

شہید۔ پانیوالا:

شہید کا ایک معنیٰ ہے پانیوالا۔

ملاحظہ ہو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

"فَمَنْ شَهِدَ مِنْكُمُ الشَّهْرَ فَلْيَصُمْهُ"

(پ نمبر۲ سورہ البقرہ آیت نمبر۱۸۵)

"سو جو کوئی تم میں سے پائے اس مہینہ (رمضان) کو تو وہ یہ مہینہ روزے رکھے۔"

اس آیتِ کریمہ میں شَهِدَ کا معنی پانا ہے تو شہید یعنی پانیوالا۔ سوال یہ ہے کہ شہید نے کیا پایا۔ اس نے تو اپنی جان تک کھودی۔

ہر چیز حتیٰ کہ زندگی اس نے کھودی۔

قبر میں وہ پہنچ گیا۔

روح اس کی پرواز کرگئی۔

بیوی بیوہ ہوگئی۔ جائیداد تقسیم ہوگئی۔

بچے اس کے یتیم ہوگئے تو اس نے کیا پایا۔

شہید چھ (۶) چیزیں پاتا ہے:

سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

"لِلشَّهِيْدِ عِنْدَ اللّٰهِ سِتُّ خِصَالٍ"

شہید اللہ تعالیٰ سے چھ چیزیں پاتا ہے۔

۱- "يُغْفَرُ لَهٗ فِيْ اَوَّلِ دَفْعَةٍ"

"اس کے خون کا پہلا قطرہ بعد میں زمین پر گرتا ہے اس کے تمام گناہ اس سے پہلے معاف کردیئے جاتے ہیں۔"

۲- "وَيُرٰى مَقْعَدَهٗ مِنَ الْجَنَّةِ"

"اسے جنت میں اس کا ٹھکانہ دکھا دیا جاتا ہے۔"

۳- "وَيُجَارُ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ ۝"

"اسے عذابِ قبر سے مامون کردیا جاتا ہے۔"

۴- "وَيَاْمَنُ الْفَزَعِ الْاَكْبَرِ ۝"

"اسے فزع اکبر سے مامون کردیا جاتا ہے۔"

فزع اکبر کیا ہے جب حضرت اسرافیل علیہ السلام صور پھونکیں گے تو ساری کائنات اس سے بیہوش ہوجائے گی۔ اللہ فرماتا ہے۔

"لَا يَحْزُنُهُمُ الْفَزَعُ الْاَكْبَرُ وَتَتَلَقّٰهُمُ الْمَلٰٓئِكَةُ هٰذَا يَوْمُكُمُ الَّذِيْ كُنْتُمْ تُوْعَدُوْنَ." (پ نمبر۱۷ سورۃ الانبیاء آیت نمبر۱۰۳)

"نہ غم ناک کرے گی انہیں وہ بڑی گھبراہٹ اور فرشتے ان کا استقبال کریں گے (انہیں بتائیں گے) یہی وہ تمہارا دن ہے جس کا تم سے وعدہ کیا گیا تھا۔"

یعنی جب حضرت اسرافیل علیہ السلام صور پھونکیں گے سب مخلوق ہڑبڑا کر قبروں سے اٹھے گی سب لوگ حیران و پریشان ہوں گے، مگر ان پاک ہستیوں کو اس روز بھی کسی گھبراہٹ اور بے چینی کا سامنا نہیں ہوگا فرشتے ان کے استقبال کے لیے پہلے ہی وہاں موجود ہوں گے اور انہیں مژدہ جانفزا سنائیں گے کہ یہ وہ دن ہے جس کا تم سے وعدہ کیا گیا تھا۔

۵- "وَيُوْضَعُ عَلٰى رَاْسِهٖ تَاجُ الْوَقَارِ الْيَاقُوْتَةُ مِنْهَا خَيْرٌ مِّنَ الدُّنْيَا وَمَا فِيْهَا وَيُزَوَّجُ ثِنْتَيْنِ وَسَبْعِيْنَ زَوْجَةً مِّنَ الْحُوْرِ الْعِيْنِ."

"اس کے سر پر عزت و وقار کا ایسا تاج رکھا جائے گا جس کا بیش بہا یاقوت دنیا اور دنیا کی تمام چیزوں سے بہتر ہوگا اور اس کے نکاح میں بڑی بڑی آنکھوں والی، بہتر (۷۲) حوریں دی جائیں گی۔"

۶- "وَيُشَفَّعُ فِيْ سَبْعِيْنَ مِنْ اَقْرِبَآئِهٖ"

"اور اس کے عزیزوں میں سے ستر (۷۰) آدمیوں کے لیے اس کی

شفاعت قبول کی جائے گی۔" (مشکوٰۃ شریف ص ۳۳۳)

شہید۔ گواہی دینے والا:

شہید کا ایک معنی ہے گواہی دینے والا۔ اللہ فرماتا ہے۔

"وَيَكُوْنَ الرَّسُوْلُ عَلَيْكُمْ شَهِيْدًا." (پ نمبر ۲ سورۃ البقرہ آیت نمبر)

"اور ہوں گے رسول تم پر گواہ۔"

تو شہید باوجودیکہ دنیا سے پردہ فرماتا ہے مگر اس کا خون خدا کی توحید اور اس کے محبوب کی رسالت کی گواہی دیتا رہتا ہے۔

گواہی مؤذن بھی دیتا ہے۔
گواہی نمازی بھی دیتا ہے۔
گواہی خطیب بھی دیتا ہے۔
گواہی ادیب بھی دیتا ہے۔
گواہی امام بھی دیتا ہے۔

مگر یہ سب گواہیاں بہت آسان۔ شہید کی گواہی مشکل۔

مسجد میں گواہی دینا آسان۔
منبر پر گواہی دینا آسان۔
مصلی پر گواہی دینا آسان۔
محراب میں گواہی دینا آسان۔

لیکن۔ تلواروں کی جھنکار میں۔ نیزوں کی بوچھاڑ میں۔ تیروں کی بارش میں۔ بھالوں کے حملوں میں گواہی دینا بہت مشکل اور یہ گواہی شہید ہی دیتا ہے۔

؎ نہ مسجد میں نہ بیت اللہ کی دیواروں کے سائے میں
نماز عشق ادا ہوتی ہے تلواروں کے سائے

شہید گواہی دیتا ہے زخم کھا کر

شہید گواہی دیتا ہے گردن کٹوا کر
شہید گواہی دیتا ہے جوانی لٹا کر
شہید گواہی دیتا ہے بازو کٹوا کر

؎ دی اذانیں ہم نے یورپ کے کلیساؤں میں!
اور افریقہ کے تپتے ہوئے صحراؤں میں

گواہی حضرت معوذ رضی اللہ عنہ نے میدان بدر میں دی بازو کٹوا کر
گواہی حضرت معاذ رضی اللہ عنہ نے میدان بدر میں دی گردن کٹوا کر
گواہی حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ نے دی میدان احد میں جسم کا ہر عضو کٹوا کر
گواہی اہل بیت علیہم السلام نے دی میدان کربلا میں خون کی ندیاں بہا کر
گواہی حسین رضی اللہ عنہ نے دی کوفہ کے بازاروں میں نیزے پہ سر چڑھا کر

؎ پنجتن کے گھرانے کی عادت تو ذرا دیکھو!
سر نیزے پہ ہے پھر بھی قرآن سناتے ہیں

اور یہ کیسی بے مثال گواہی ہے کہ

؎ سجدے میں سر گلے پہ چھری اور تین دن کی پیاس
ایسی نماز پھر نہ ہوئی کربلا کے بعد

اے ایئر کنڈیشن مساجد میں ٹھنڈے پانی سے وضو کر کے نماز پڑھنے والے نمازیو اور تلاوت کرنے والے قاریو ذرا ادھر بھی دیکھو۔ پانی موجود نہیں۔ خیمے جلنے کا سینک آ رہا ہے اور حسین رضی اللہ عنہ کربلا کے تپتے صحراء میں تلاوت و نماز پڑھ رہے ہیں۔

؎ قرآں دے قاری اساں سے سے ڈٹھڑے پر نماز دا قاری کوئی
نماز دا قاری ویر زینبؓ دا جیہدی خنجر ہیٹھ جے ہوئی!

آگے بھی تیر۔ پیچھے بھی تیر۔
دائیں بھی تیر۔ بائیں بھی تیر۔

ہر طرف سے تیروں کی بارش۔

ہر ہر پاسوں پر پر جسہ اوہدا تیراں نال پروتا
کرتیتم گھوڑے اتے اوہ نیت نماز کھلوتا
آخر تیر لگا وچہ تالوتے ہو بے ہوش گیا سی
منہ تھیں کہہ کے اللہ اکبر سجدے وچہ پیاسی

تو پھر کیوں نہ تسلیم کیا جائے کہ

اس نوا سے پر محمد مصطفیٰ ﷺ کو ناز ہے
اس کی ہمت پر علیؓ شیر خدا کو ناز ہے
سجدے تو سب نے کئے اس کا عجب انداز ہے
اس نے وہ سجدہ کیا جس پر خدا کو ناز ہے!

ایسی گواہی دی کہ جس کی مثال نہ پہلے ملی اور نہ بعد میں۔ یہ سب گواہوں کا سردار ہے۔ یہ عاشقوں کا سالار ہے۔

یہ شہید اعظم ہے۔ اگر یہ شہید نہ ہوتا تو شہادت تشنہ لب رہ جاتی۔

اللہ اکبر

بَلْ اَحْيَآءٌ کا مفہوم شہادت حسین رضی اللہ عنہ سے ظاہر ہوا۔ اور ہوتا رہے گا۔

قیامت تک خون حسین رضی اللہ عنہ

بتائے گا حیات جاودانی کس کو کہتے ہیں
کسے کہتے ہیں مرنا، زندگانی کس کو کہتے ہیں

قصہ یوسف علیہ السلام پڑھو:

میں عالم تصور میں اپنے آقا حسین رضی اللہ عنہ کی بارگاہ میں حاضر ہوا اور عرض کیا اے آقا حسین رضی اللہ عنہ بیسیوں زخم تلواروں کے۔ دسیوں زخم برچھوں کے بے شمار تیروں کے لگے تو کیا آپ کو ان کی تکلیف نہ پہنچی؟

فرمایا: سورۃ یوسف پڑھ۔

جبکہ عورتوں نے زلیخا کو طعنہ دیا کہ ایک بردے اور غلام پر عاشق ہوگئی ہو تو اس نے ان کو جواب دینے کے لیے اپنے محبوب حضرت سیّدنا یوسف علیہ السلام سے عرض کیا۔ حضرت ذرا ادھر سے گزریں۔ ادھر ان عورتوں کی دعوت کی اور انہیں ہاتھوں میں چھریاں تھما دیں وہ فروٹ کاٹ رہی تھیں کہ حضرت یوسف علیہ السلام ادھر سے گزرے تو ان عورتوں نے جب حسن یوسف علیہ السلام دیکھا، تو فروٹ کی بجائے اپنے ہاتھ کاٹ لیے اور انہیں پتہ نہ چلا کہ ہمارے ہاتھ کٹ گئے۔

"فَلَمَّا رَاَيْنَهٗ اَكْبَرْنَهٗ وَقُلْنَ حَاشَ لِلّٰهِ مَا هٰذَا بَشَرًا اِنْ هٰذَاۤ اِلَّا مَلَكٌ كَرِيْمٌ" (پ۱۲ سورۃ یوسف آیت ۳۱)

''پس جب انہوں نے (ان عورتوں) نے حسن یوسف علیہ السلام دیکھا، تو اس کی (عظمت حسن) کی قائل ہوگئیں اور (وارفتگی کے عالم میں) کاٹ بیٹھیں اپنے ہاتھ۔''

ہتھ کٹ لئے مصر دیاں عورتاں نے
حسن یوسفؑ جدوں نمودار ہویا!
چھریاں چلیاں پر کچھ نئیں پتہ لگا
ایسا کیف تے ایسا خمار ہویا!
پر کچھ پتہ جے وچہ میدان کربل
کیہدے حسن دا گرم بازار ہویا
جنہوں طور تے موسیٰؑ نہ دیکھ سکے!
اوہدا سامنے عین دیدار ہویا!

حضرت محترم!

زنانِ مصر نے حضرت یوسف علیہ السلام کا حسن و جمال دیکھا۔

ہاتھ کٹ گئے۔

تکلیف تو ہوئی مگر احساس تکلیف نہ ہوا۔

اسی طرح حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ نے حسن و جمال الٰہی کو ملاحظہ کیا۔

سرتن سے جدا ہوگیا۔

تکلیف تو ہوئی مگر احساس تکلیف نہ ہوا۔

"وَمَا عَلَيْنَا إِلَّا الْبَلَاغُ الْمُبِيْنُ."

شہادت عون و محمد رضی اللہ عنہما

سیّدہ زینب خدمت امام میں:

حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ، اپنے خیمہ میں موجود تھے کہ آپ کی ہمشیرہ سیّدہ زینب سلام اللہ علیہا حاضر خدمت ہوئیں اور عرض کیا۔

سوالی بن کے آئی ہوں تمنا پوری کر دینا!
سخی ماں کے سخی بیٹے میری جھولی کو بھر دینا

یا امام۔ میں آپ کی بارگاہ میں سوالی بن کے آئی ہوں۔

فرمایا: کہو کیا کہنا چاہتی ہو۔

عرض کیا پہلے وعدہ کرو کہ میرا سوال پورا کیا جائے گا۔

فرمایا: بہن اس قدر شدومد سے کیوں وعدے لے رہی ہو؟

عرض کیا مجھے معلوم ہے کہ اب جو منالوں منالوں۔ کچھ دیر کے بعد منانے والی اکیلی رہ جائے گی اور ماننے والے کا سر نیزہ پر چڑھ جائے گا۔

فرمایا: ہمشیرہ سوچ سمجھ کر سوال کرنا کیونکہ آج میں مدینے والا حسین رضی اللہ عنہ نہیں۔ کربلا کا مسافر بے وطن حسین رضی اللہ عنہ ہوں۔

عرض کیا میں بھی مسافرہ زینب رضی اللہ عنہا ہوں۔

آج بھائی سے:

سیم و زر کا تقاضہ نہیں کرتی۔

مال و متاع کا سوال نہیں کرتی۔

ہیرے جواہرات نہیں مانگتی۔

میں تو نانا جان کی ایک حدیث سنانا چاہتی ہوں۔

فرمایا: سناؤ کیا حدیث مبارکہ سنانا چاہتی ہو۔

عرض کیا، بھائی جان۔ نانا جان کا ارشاد پاک ہے کہ

"اَلصَّدَقَةُ رَدُّ الْبَلَآءِ"

"صدقہ بلا کو دور کر دیتا ہے۔"

آج میرے بھائی پر بلائے عظیم نازل ہوئی ہے میں چاہتی ہوں، صدقہ دوں تاکہ بلا رد ہو جائے۔ اہل بیت اطہار کی عظمت و طہارت پر قربان جائیں، جنہیں مصائب و آلام میں بھی احادیث مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعمیل مقصود ہے۔

فرمایا ہمشیرہ۔ مسافرہ ہو، بے وطن ہو۔ کیا صدقہ کرو گی؟

عرض کیا بلا بھی عظیم ہے۔ میں صدقہ بھی عظیم کروں گی۔

بھائی جان کربلا۔ اونٹوں، بکریوں اور دیگر جانوروں کا صدقہ نہیں چاہتی بلکہ یہ زینب رضی اللہ عنہا کے دونوں لالوں کا صدقہ چاہتی ہے۔ لہٰذا

؎ مجھے بھی آج کربل میں سخاوت کی اجازت دے
میرے بچوں کو بھی آقاؐ شہادت کی اجازت دے

امام عالی مقام کی چشمانِ معنبرہ سے موتیوں کی لڑیاں جاری ہو گئیں۔

فرمایا: میری بہن بچوں کو اپنی ننھیال سے بڑی بڑی توقعات وابستہ ہوتی ہیں۔

وہ جب اپنے ننھیال میں جاتے ہیں تو انہیں بڑے بڑے تحفے تحائف ملتے ہیں۔ میرے بھانجے آج مجھ سے یہ کیا تقاضہ کر رہے ہیں؟

میں انہیں سر کٹانے کی اجازت دوں؟

میں تمہیں اس بات کی اجازت دیتا ہوں۔ بچوں کو لے کر مدینہ طیبہ چلی جاؤ۔ نانا جان کے روضہ اطہر پر میرا سلام عرض کر دینا اور زندگی کے بقایا ایام روضہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے سایہ میں گزار دینا۔

فرمایا: بھائی جان آپ اگر میری گزارش نہیں مانتے تو نہ مانو مگر ذرا خیموں کے اندر تشریف لا کر دیکھو تو سہی کہ حیدر کرار کے نواسے کس طرح شہادت کے لیے مچل رہے ہیں۔

امام ہمشیرہ کے خیمہ میں:

امام عالی مقام ہمشیرہ کے خیمہ میں گئے تو ملاحظہ فرمایا: کہ دونوں بچے جائے نماز پر سجدہ کی حالت میں رو رو کر بارگاہ خداوندی میں التجا کر رہے ہیں کہ اے خداوند کریم ہمارے ماموں جان کے قلب منور کو ہماری شہادت پر مائل فرما۔

شہزادوں کے آنسوؤں سے مصلیٰ تر ہو چکا ہے۔

فرمایا: اے شہزادو۔ سجدے سے سر اٹھاؤ۔

دونوں نے عرض کیا ماموں جان پہلے شہادت کی اجازت عطا فرماؤ۔

میرے آقا نے دونوں شہزادوں کو اٹھا کر سینہ سے لگایا اور فرمایا:

شہزادو۔ ماموں تمہاری شجاعت پر قربان تم نے ثابت کر دیا کہ

؎ علیؓ کا گھر بھی کیا گھر ہے جس گھر کا ہر اک بچہ!
جسے دیکھو وہی شیر خدا معلوم ہوتا ہے

سیّدہ کی شہزادوں کو وصیت:

شہزادوں کا عزم بالجزم دیکھ کر امام عالی مقام نے اجازت فرمائی۔

سیّدہ زینب نے دونوں شہزادوں کے مبارک سروں پر دستار حیدری باندھی اور میدان کی طرف بھیجتے ہوئے فرمایا:

؎ جاؤ بچیو اللہ دا نام لے کر حق واسطے زور دکھا وناں جے
جاؤ دودھ میں اپنا بخش دتا ایس دودھ نوں داغ نہ لاوناں جے
ابن سعد پیچھے بھانویں لکھ واری میراناں نہ لباں تے لیاؤناں جے
وجن تیرتے تسی قرآن پڑھیو نالے ربدا شکر بجاؤناں جے

رات کو اپنے بچوں کے سینوں سے سینہ چمٹا کر سونے والے مسلمانو۔

ذرا تصور کرو یہ نو اور سات سال کے دو شہزادے تین دن سے بھوکے اور پیاسے شیرِ میدانِ کربلا کی طرف جانے لگے تو ماں نے فرمایا:

میرے فرزندو۔ مائیں بچوں کو بھیجتی ہیں تو وصیت کرتی ہیں۔ جاؤ خیر سے اور واپس آؤ خیر سے مگر میری وصیت یہ ہے کہ جاؤ خیر سے مگر آؤ تو۔ خون سے نہا کر۔ نظام مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا احیاء فرما کر۔ نانا جان کے دین کو بچا کر۔

شہزادوں کا تعارف کرانا:

دونوں شہزادے میدانِ کربلا میں پہنچے۔ چھوٹی چھوٹی تلواریں لئے ہوئے۔

قرآن کی تلاوت کرتے ہوئے۔

ابن سعد نے کہا: میں پہچانتا ہوں تم سیّدہ زینب کے لختِ جگر ہو مجھے تمہاری معصومیت پر ترس آ رہا ہے جاؤ اپنی جانیں بچالو۔ حسین رضی اللہ عنہ کے دامن کو چھوڑ کر یزید کے دامن میں آ جاؤ وہ دیکھو نہر فرات کا پانی موجود ہے۔

فرمایا: ظالم ہم تجھے دعوت دیتے ہیں کہ تو یزید کا دامن چھوڑ کر حسین رضی اللہ عنہ کے دامن میں آ جا وہ دیکھ کوثر کا پانی موجود ہے۔

اور یاد رکھ آج ہم امام حسین رضی اللہ عنہ کے بھانجے ہونے کی حیثیت سے تیرے سامنے نہیں آئے۔

اس نے کہا اگر تم حسین رضی اللہ عنہ کے بھانجے نہیں تو کون ہو؟

اپنا تعارف کراؤ۔ بچوں نے فرداً فرداً اپنا تعارف کروایا:

شہزادہ عون رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

؎ بت توڑ کے کعبے کو صفا کردیا ہم نے
رَن میں حق و باطل کو جدا کردیا ہم نے

؎ بندوں کو طلب گارِ خدا کر دیا ہم نے
اسلام کی عظمت کو سوا کر دیا ہم نے

؎ چہروں پہ ہمارے ہے حسنِ ازل کی تنویر!
ہم ہاتھ اٹھادیں تو بدل جاتی ہے تقدیر

شہزادہ محمد رضی اللہ عنہ نے اپنا تعارف کروایا کہ

؎ تقسیم ہوئی دولت دیں گھر سے ہمارے!
شاہوں کو ملا تاج و نگیں گھر سے ہمارے

؎ ہے چند قدم خلد بریں گھر سے ہمارے
پڑھتا رہا جبریل امینؑ گھر سے ہمارے

؎ محمد کے نواسے ہیں وطن دور ہمارا!
آدمؑ سے جو پہلے تھا وہ تھا نور ہمارا!

دونوں شہزادوں نے مبارز طلب فرمایا:

دشمن مقابلہ پر آیا۔ ایک شہزادے نے دائیں دوسرے نے بائیں طرف سے جنگ کرنا شروع کی تو لاشوں کے انبار لگ گئے۔ سینکڑوں کوفیوں کو فی النار کرتے ہوئے، ابن سعد کے قریب تر پہنچ گئے اچانک بڑے شہزادے کے سینے پر تیر آ لگا وہ بے ہوش ہو کر زمین پر تشریف لے آئے، چھوٹے شہزادے جھک کر ان کا خون صاف کرنے لگے اور تیر کھینچنے لگے۔

شمر لعین نے آواز دی۔ اگر بچنا چاہتے ہو تو اب بھی اسے چھوڑ دو اور ہمارے لشکر میں آ جاؤ۔

للکار کے فرمایا: اوہ ظالم

؎ لاش بھرا دی چھڈ کے جاناں نہیں شیوہ اہل وفادا
جھل ساں اپنے بدن دے اتے جیہڑا آسی تیر قضادا

شمر آگے بڑھا۔

تلوار کا وار کیا۔ سر تن سے جدا کردیا۔

دونوں شہید ہو گئے۔

"اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ."

میری اولاد ویراں دے کم آ گئی:

شمر نے آواز دی۔ حسین رضی اللہ عنہ آؤ اور اپنے بھانجوں کو لے جاؤ۔

امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ، آئے اور دیکھا۔ ہڈیاں پسلیاں علیحدہ علیحدہ ہو چکی ہیں، دونوں معصوم لاشوں پر گھوڑے دوڑ چکے ہیں۔

دونوں کی ایک گٹھڑی بنا کر سیّدہ زینب رضی اللہ عنہا کے پاس لائے تو دیکھا سیّدہ آنسو بہا رہی ہیں۔

فرمایا: بہن کیوں آنسو بہا رہی ہو۔ کیا شہزادوں کی شجاعت کی داد نہیں دو گی۔

لاشوں کو چوم کر عرض کیا میں تو شکر خدا کرتے ہوئے آنسو بہا رہی ہوں۔

؎ کھل کے میدان دل دھوئیں نخت جگر
کہیا زینبؑ نے ۔ تیرا خدایا شکر!

؎ میری محنت دا اج مینوں ملیا ثمر
میری اولاد ویراں دے کم آ گئی!!

صدقہ دے کر واپس نہیں لیا کرتے:

سیّدہ زینب نے عرض کیا: بھائی جان دونوں کو میدان کربلا کی نذر کر دو کیونکہ میں نے صدقہ دیا تھا اور صدقہ دے کر واپس نہیں لیا جاتا۔ اب میں ان سے ملوں گی۔ ضرور ملوں گی مگر میدان محشر میں، حوض کوثر پر نانا جان کے پاس ہی ملوں گی۔

شہزادہ علی اصغر رضی اللہ عنہ کی شہادت:

امام عالی مقام رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خود تیاری فرمائی تو سیّدہ زینب سلام اللہ علیہا نے عرض کیا

بھائی جان۔ نانا جان کا ارشاد ہے کہ

"مَنْ لَّمْ يَرْحَمْ صَغِيْرَنَا وَلَمْ يُوَقِّرْ كَبِيْرَنَا فَلَيْسَ مِنَّا."

"جس نے چھوٹوں پر رحم نہ کیا اور بڑوں کی تعظیم نہ کی وہ ہم میں سے نہیں ہے۔"

آپ ایک باپ ہونے کی حیثیت سے علی اصغر رضی اللہ عنہ کے لیے پانی کا انتظام فرما دیجئے وہ پیاس سے ایڑیاں رگڑ رہے ہیں۔

فرمایا: ہمشیرہ میں پانی کا سوال کبھی نہیں کروں گا کیونکہ میں راضی برضائے الٰہی ہوں۔ ہاں اس حدیث پر عمل کرتے ہوئے اصغر رضی اللہ عنہ کو لے جاتا ہوں تاکہ اتمام حجت ہو جائے۔

کل میدانِ محشر میں یزیدی گروہ یہ نہ کہہ سکے کہ ہمیں معلوم ہی نہ تھا کہ کربلا کے میدان میں ایک ششماہا معصوم بھی موجود ہے۔

اور پھر ہو سکتا ہے کسی کی قسمت یاوری کرے میرے بچے کو دیکھ کر وہ جہنم کے گڑھے سے نکل کر جنت کے باغوں میں آ جائے۔

امام عالی مقام نے شہزادہ علی اصغر رضی اللہ عنہ کو اٹھایا اور یزیدیوں کے سامنے تشریف لائے اور فرمایا:

اولاد والو۔ یہ دیکھو۔ یہ میرا ششماہا علی اصغر رضی اللہ عنہ ہے۔

یہ شہر بانو کی گود کی رونق ہے۔

یہ مسلم کی یتیم بچی کا سہارا ہے۔

یہ میری سکینہ کے پیار کا مرکز ہے۔

غور سے دیکھو۔

یہ علی کے علی کا علی ہے۔ (رضی اللہ عنہ)

چمنستانِ نبوت کی آخری کلی ہے۔

ابھی آپ یہ فرما ہی رہے تھے کہ ایک لعین نے کہا۔

"یہ اچھا طریقہ ہے پانی مانگنے کا۔"

فرمایا: تم غلط سمجھے ہو۔

پیاسہ نہیں ہوں ظالمو فرمایا شاہؑ نے
آیا ہوں ساتھ چشمہ کوثر لیے ہوئے!

اگر تم یہ سمجھتے ہو کہ میں پانی لینے آیا ہوں تو لو میں نہرِ فرات کی طرف جا رہا ہوں اگر کسی میں ہمت ہے تو مجھے روک کے دیکھے؟

حرملہ کا تیر حلقوم اصغر رضی اللہ عنہ میں:

نہر فرات کے کنارے پر بیس (۲۰) ہزار فوجیوں کا قبضہ تھا۔ علیؑ کے لال نے ایک تیر پھینکا۔ تمام کا تمام بھاگ گیا۔

فرات پر حسین رضی اللہ عنہ کا قبضہ ہو گیا۔ آپ نے چلو بھر کر شہزادہ اصغر رضی اللہ عنہ کے مبارک لبوں پر لگانا چاہا تو قدرت کی آواز آئی۔

"حسینؓ یہ شہزادہ آبِ فرات نہ پیئے گا بلکہ آبِ حیات پیئے گا۔"

ادھر یہ آواز آئی۔

ادھر حرمل نے نشانہ رکھ کر تیر پھینکا جو امام حسین رضی اللہ عنہ کا بازو چھیدتا ہوا اصغر رضی اللہ عنہ کے حلقومِ نازک میں پیوست ہو گیا۔

بچہ تڑپ گیا۔ خون کا فوارہ نکلا۔

امام عالی مقام نے ہاتھ میں لے کر چہرہ مبارک پر مل لیا۔ علی اصغر رضی اللہ عنہ کو مخاطب کر کے فرمایا:

اصغر رضی اللہ عنہ۔ میرے شہزادے تو بھی پردیس میں باپ کا ساتھ چھوڑ رہا ہے۔ صغریٰ رضی اللہ عنہا تو مدینہ میں ہے۔ میں جب خیمہ میں جاؤں گا تو

پھپھو تیری بھین سکینہؓ کہتے ہے دیر پیارا
کیہہ دسوں میں اسدے تائیں دس اے برخوردارا!!

تین پیغامات:

حضرت علی اصغر رضی اللہ عنہ نے آخری ہچکی لی اور تین پیغامات زبانِ حال سے دیئے۔

ایک پیغام صغریٰ رضی اللہ عنہا و سکینہ رضی اللہ عنہا کے نام

کہ اے میری عفت مآب ہمشیرگان کیا ہوا اگر میں تم سے جدا ہو گیا ہوں تم صبر کرنا کیونکہ ہم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے گھرانے والے ہیں۔

زباں پر شکوۂ رنج والم لایا نہیں کرتے!
نبیؐ کے نام لیوا غم سے گھبرایا نہیں کرتے

دوسرا پیغام امت مصطفیٰ کے نام۔

"اے میرے نانا جان کی امت آن کربلا میں دیکھ لو۔"

محمد مصطفیٰؐ کے باغ کے سب پھول ایسے ہیں
جو بن پانی بھی تر رہتے ہیں مرجھایا نہیں کرتے

تیسرا پیغام کوفیوں کے نام۔

"اے کوفیو، تم نے سمجھا کہ ہم مر گئے ہیں یاد رکھو۔"

غلامانِ محمدؐ کو غلط سمجھے ہو تم کوفی!
نبیؐ پر جان دینے والے مرجایا نہیں کرتے

امام حسین رضی اللہ عنہ خیمہ میں:

امام عالی مقام حضرت علی اصغر رضی اللہ عنہ کو لے کر جب خیمہ میں پہنچے تو سیّدہ زینب رضی اللہ عنہا نے حضرت شہر بانو کو مخاطب کر کے فرمایا:

شہر بانو مبارک ہو۔ تیرا شہزادہ گیا تھا تو روتا تھا۔ آیا ہے تو خاموش ہے۔ گیا تھا تو تڑپتا تھا۔ آیا ہے تو پرسکون ہے۔

معلوم ہوتا ہے پانی مل گیا ہے۔

امام حسین رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ہاں ہاں ہمشیرہ اس نے آبِ فرات نہیں پیا۔

نانا جان نے اسے آبِ کوثر سے سیراب فرما دیا ہے۔

جس سے اسے ایسا سکون مل گیا ہے کہ اب یہ کبھی نہ تڑپے گا۔

حضرت مسلم رضی اللہ عنہ کی شہزادی:

حضرت شہزادہ مسلم رضی اللہ عنہ کی یتیم بچی۔ جس کے باپ اور بھائی شہید ہو چکے تھے اور جس سے امام حسین رضی اللہ عنہ نے فرمایا تھا:

''بیٹی اگر ابا جان یاد آئیں تو مجھے چچا مت کہنا۔ ابا کہہ کر پکارنا اور اگر ویر یاد آئیں تو اکبرؓ کو ویر کہہ لینا۔ اصغرؓ کو گود میں اٹھا لینا۔''

یہ بچی امام حسین رضی اللہ عنہ کے پاس آئی اور کہا:

چچا جان۔ آج مجھے اپنے بھائی یاد آ رہے ہیں۔ یا میرے بھائیوں سے ملواؤ یا اصغرؓ میری گود میں دو۔

امام حسین رضی اللہ عنہ نے حضرت علی اصغر رضی اللہ عنہ کے چہرۂ منورہ سے چادر کو ہٹایا۔ بچی نے تیر کا پھل دیکھا غش کھا کے زمین پر گر گئی جب ہوش آئی تو دوڑ کر حضرت سکینہؓ کے پاس گئی اور کہا:

سکینہ رضی اللہ عنہا۔ مجھے تسلیاں دیتی تھیں کہ کیا ہوا جو تیرے بھائی شہید ہو گئے؟ میرے بھائی بھی تو تیرے ہی بھائی ہیں۔ بہنوں کو اشتیاق ہوتا ہے۔ بھائی جوان ہوں گے، ان کی شادیاں ہوں گی تو ہم اپنے ارمان پورے کریں گی۔

انہیں دولہا بنا کر۔

سہرے لگا کر۔

گھوڑی پہ بٹھا کر۔

میرا اصغرؓ جوان ہوگا۔ اکبرؓ جوان ہے۔ انہیں میں نہیں تو دولہا بنا لینا۔ سہرے لگا لینا۔ گھوڑی پہ بٹھا لینا۔

شادی کے ارمان پورے کر لینا۔

سکینہؓ دولہا الوداع ہو گیا۔ جلدی آؤ اور دیکھو۔ اصغرؓ دولہا بن گیا۔

شہادت کا جوڑا پہن کر۔ خون کے سہرے لگا کر۔ جنت کی سواری پہ سوار ہو کر اصغرؓ کی بارات چلی جا رہی ہے آ جلدی آ اور دیکھ لے پھر اس کے بعد اصغرؓ نہ مل سکے گا۔

حضرت سکینہ رضی اللہ عنہا آئیں تو بھائی کے گلے سے تیر نکالا۔ سر کے بالوں سے خون صاف کیا اور منہ مدینہ کی جانب کر کے عرض کیا: نانا میں گلہ یا شکوہ نہیں کرتی، ایک دعا کرتی ہوں۔

شالا نہ وچھڑن ویر کسے دے
ناں ہون نمانیاں بھیناں
جس بھین دا ویر نہ کوئی!
اس کیہہ دنیا توں لیناں

اصغر رضی اللہ عنہ شہید ہو گئے۔

''اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ.

میرے آقا نے بیٹے کی طرف حسرت بھری نگاہ سے دیکھا۔

امام عالیٰ مقام کی آنکھوں میں آنسو دیکھ کر حضرت زینب رضی اللہ عنہا نے فرمایا:

بھائی جان۔ روتے کیوں ہو؟

فرمایا ہمشیرہ:

آج میں چاہتا تھا کہ کوئی مدینے جانے والا ہوتا تو اصغر رضی اللہ عنہ کو مدینہ روانہ کر دیتا۔ بھائی جان امامِ حسن رضی اللہ عنہ کے سائے میں ان کے پہلو میں اصغر رضی اللہ عنہ کی تربت بن جاتی،

مگر مدینے جانے والا کوئی نہیں۔

پھر یہ خیال آیا کہ اپنے اس ننھے شہید کا جنازہ پڑھ لیتا۔ مگر مقتدی کوئی نہیں؟

کربلا میں ہمارے لیے کوئی گورکن بھی موجود نہیں؟ اور پھر قبر کھودنے کے لیے کوئی کھرپہ وغیرہ بھی موجود نہیں؟

پھر بڑے ہی صبرو استقلال کے ساتھ

ننھی سی قبر کھود کر اصغرؓ کو گاڑ کر
شبیرؓ اٹھ کھڑے ہوئے دامن کو جھاڑ کر
پانی نہ تھا جو شاہؓ چھڑکتے مزار پر!
آنسو ٹپک پڑے لحد شیر خوار پر!

"وَمَا عَلَیْنَا اِلَّا الْبَلَاغُ الْمُبِیْنُ."

پانچواں خطبہ

قافلہ کی واپسی

کربل نوں جاندیاں تے زمانے نے دیکھیا
مڑ کے سواری گھر نوں نہ آئی حسینؓ دی

"حَامِدًا وَّمُصَلِّيًا۔"

سب حضرات مل کر بآواز بلند درود شریف پڑھیئے۔

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا سَيِّدِیْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ
وَعَلٰی اٰلِكَ وَاَصْحَابِكَ يَا سَيِّدِیْ يَا حَبِيْبَ اللّٰهِ

محترم سامعین حضرات!

متعدد احباب نے تقاضہ کیا اور آج میرے پہنچنے سے قبل میز پر کسی صاحب نے ایک رقعہ بھی لکھ کر رکھا ہوا ہے۔ جس میں یہی تقاضا درج ہے کہ قافلۂ اہل بیت کی واپسی بھی سناؤ۔

محرم الحرام شریف کے اجلاس ومحافل میں بھی احباب تقاضہ کرتے رہے ہیں کہ حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا کربلا میں آنا تو سب لوگ بیان کرتے ہیں مگر اس مقدس قافلہ کی واپسی کوئی بیان نہیں کرتا اور عظیم نعت خواں حسانِ پاکستان میاں محمد اعظم چشتی (مرحوم) نے بھی ایک منقبت میں لکھا ہے کہ

؎ کربل نوں جاندیاں تے زمانے نے دیکھیا
مڑ کے سواری گھر نوں نہ آئی حسینؓ دی!

امام خطابت علامہ غلام رسول سمندری والے رحمتہ اللہ علیہ اکثر فرمایا کرتے تھے۔

''امام حسین رضی اللہ عنہ کا آنا تو سب بیان کرتے ہیں مگر واپس جانا کوئی بھی بیان نہیں کرتا۔''

آج تک وہ رستے، وہ منازل راہِ حسین رضی اللہ عنہ، قدمانِ حسین رضی اللہ عنہ کو ترس رہے ہیں کہ نواسہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم پھر اس راہ سے گزرے تو قدمانِ معنبرہ

سے شرف حاصل کیا جائے مگر راہ حق میں قربان ہونے والوں کا ایک باب تو اختتام پذیر ہو چکا تھا اور دوسرے کا ابھی افتتاح ہوا چاہتا تھا۔

مدینہ منورہ سے کربلا میں دسویں محرم کی ظہر تک ایک باب تھا جو شہادت حسین رضی اللہ عنہ کے ساتھ مکمل ہو گیا۔

اب دسویں محرم کی ظہر سے کربلا کے میدان سے شروع ہو کر مدینہ منورہ واپسی تک دوسرا باب شروع ہو رہا ہے جس کی تکمیل ثانی زہرا۔ عکسِ بتول۔ سیّدہ زینب سلام اللہ علیہا کے عزم بالجزم نے فرمائی۔

حقیقت یہ ہے کہ

؎ خدا کی توحید کو شرک کے حملوں سے
نبوت محمد مصطفےٰ ﷺ نے محفوظ کیا
حضور ﷺ کی نبوت و نظام کو!
شہادت حسینؓ نے محفوظ کیا!

اور۔ شہادت حسین رضی اللہ عنہ کو سیّدہ زینب کے صبر واستقلال نے محفوظ کیا۔

اگر یزید وابن زیاد کے درباروں میں۔ کوفہ کے بازاروں میں سیدہ کے فصیح و بلیغ خطبات نہ ہوتے تو تاریخ کربلا نامکمل رہتی۔

؎ حدیثِ عشق دو باب است کربلا و دمشق
یکے حسین رقم کردہ و یکے زینبؓ !

سیّدہ کے صبر واستقلال نے بتا دیا کہ سیّدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا کے دودھ میں کیا تاثیر ہے اور امراء کے درباروں میں سیّدہ کے خطبات نے واضح کر دیا کہ شجاعت حیدری کسے کہتے ہیں؟

؎ عزم زینبؓ کی بلندی میں بھی ماں شامل ہے
خطبۂ شام میں زہراؓ کی زباں شامل ہے

گروہ اشقیاء کا خیمے لوٹنا:

شہادت حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ، ہوچکی تو شمر لعین نے حکم دیا کہ فوج اشقیاء خیام اہل بیت کو آگ لگا دے اور خیموں کے تمام مال واسباب کو غنیمت کے طور پر لوٹ لے۔

المختصر اہل بیت کے خیموں کو آگ لگا دی گئی۔ آئینۂ قیامت میں حضرت حسن رضا رحمۃ اللہ علیہ نے اسے بڑی تفصیل کے ساتھ بیان فرمایا اور وہ نظم میں اس کا یوں بیان کرتے ہیں کہ

؎ کس شقی کی ہے حکومت ہائے کیا اندھیر ہے
دن دہاڑے لٹ رہا ہے کاروان اہل بیتؓ

امام زین العابدین رضی اللہ عنہ:

شمر لعین نے دیکھا تو جلتے ہوئے خیموں سے باری باری سب افراد باپردہ اہل بیت اطہار کی مقدس خواتین باہر نکل رہی ہیں اور زین العابدین رضی اللہ عنہ اپنی ملالت کے باعث ابھی خیمہ کے اندر ہی ہیں تو اس نے تلوار سونت لی کہ آپ کو شہید کر دیا جائے۔

مگر ابنِ سعد نے کہا:

یہ یتیم بھی ہے، بے وطن بھی اور پھر علیل بھی ہے، اس لیے اب جانے دے اور اسے مت شہید کر گروہ اشقیاء پیچھے ہٹ گیا اور شام ڈھلنے لگی۔

حضرت حر کی بیوی:

مغرب کی نماز کا وقت ہوا۔ ساداتِ کرام نے نماز ادا فرمائی تو سیّدہ زینب سلام اللہ علیہا نے ملاحظہ فرمایا:

ایک عورت پانی کا پیالہ لئے ہوئے چھپتی چھپاتی چلی آرہی ہے۔ وہ آپ کی خدمت میں پہنچی اور سلام عرض کیا۔

زار وقطار رونے والی اس عورت سے سیّدہ نے پوچھا:

اے آنے والی تو کون ہے اور کیسے آئی؟

اس نے کہا میں حضرت حر کی زوجہ ہوں اور یہ پانی کا پیالہ لے کر آئی ہوں، چھوٹے بچوں کو دے دیں تا کہ تین دن، تین رات کے پیاسے بچے پانی پی لیں۔

حضرت سیّدہ زینب رضی اللہ عنہا نے سیّدہ سکینہ رضی اللہ عنہا کو بلا کر کہا۔

بیٹی سکینہ رضی اللہ عنہا یہ حضرت حر کی زوجہ پانی لائی ہیں تا کہ پیاسے بچے پانی پی کر اپنی پیاس بجھا لیں، تو تم یہ پانی پی لو۔

سیّدہ سکینہ رضی اللہ عنہا نے پانی کا پیالہ پکڑا اور میدان کی طرف چل پڑیں۔

حضرت زینب رضی اللہ عنہا نے پوچھا: بیٹی کدھر جا رہی ہو؟

عرض کی پھپھی جان۔ آپ نے فرمایا کہ یہ پانی چھوٹے بچے پی لیں مجھ سے چھوٹے علی اصغر رضی اللہ عنہ میدان میں سو رہے ہیں، میں انہیں پانی پلانے جا رہی ہوں۔

ہمشیرہ بھائی کی لاش پر:

رات ڈھلتی گئی سیّدہ زینب بھائی جان کی لاش مبارک پر گئیں اور لاشۂ امام حسین رضی اللہ عنہ سے چمٹ گئیں اور رو رو کر فرمانے لگیں۔

اے کاش آج کی رات قیامت تک طویل ہو جائے نہ رات ختم ہو نہ میں اپنے ویر سے جدا ہوں۔

؎ کربل دا میدان ڈراؤنا اتوں گھپ ہنیری رین ایں
لاشاں نظر پیاں ہر پاسے وچہ لاش امام حسینؓ ایں
اک بی بی اس لاش تے بیٹھی رو رو کر دی وین ایں
اعظم درد غماں دی ماری ایہہ تے سخی حسینؓ دی بھین ایں

حضرت زینب رضی اللہ عنہا نے اپنے بھائی جان کو مخاطب کر کے کہا اے بھیا

میری شکایت کہیں نانا جان کے پاس نہ کر دینا۔ میں بھی کربلا کی مسافرہ ہوں لیکن۔

ے جے اج ہندا میرا شہر مدینہ تیری سوہنی قبر بنیدی
لوکی تے روڑستن قبراں تے میں چنبے دے باغ لوبندی!

سکینہ رضی اللہ عنہا باپ کے قدموں میں:

اپنے بھائی کے لاشہ مقدسہ سے ہمشیرہ محو گفتگو تھی کہ اچانک امام حسین رضی اللہ عنہ کی وصیت کا خیال آیا کہ زینب رضی اللہ عنہا میری بیٹیوں کی حفاظت کرنا اور خصوصاً سکینہ رضی اللہ عنہا اور مسلم رضی اللہ عنہ کی شہزادی رضی اللہ عنہا کا بھرپور خیال کرنا۔

آپ چلے ہوئے خیموں کی طرف آئیں تو دیکھا سکینہ رضی اللہ عنہا خیمہ کے اندر موجود نہیں ہیں۔

باہر بھی نظر نہ آئیں تو ہاتھ بارگاہ خداوندی میں اٹھائے اور دعا کی میرے مولیٰ سکینہ رضی اللہ عنہا کی حفاظت فرما حتیٰ کہ اگر سکینہ رضی اللہ عنہا کی موت کا وقت بھی آ گیا ہے تو اسے مؤخر کر دینا تاکہ یتیم ہمشیرہ اپنی یتیم بہن سے تو ملاقات کر لے۔

سیّدہ خیمہ سے باہر حضرت سکینہ رضی اللہ عنہا کو تلاش کرتے کرتے دوبارہ لاشوں کے قریب آئیں تو دیکھا سکینہ رضی اللہ عنہا باپ کے قدموں میں سو رہی ہیں۔

اٹھا کر سینے سے لگایا اور خیموں کی طرف چلنے کو کہا تو سکینہ رضی اللہ عنہا نے عرض کی، پھپھی جان آپ کو معلوم ہے مجھے ابا جان کے سینہ پر لیٹ کر نیند آتی ہے؟

فرمایا پھر بیٹی تو تو قدموں میں سو رہی تھی؟

سینہ پر کیوں نہیں سوئی۔

حضرات گرامی!

ذرا کلیجہ تھام کر سننا۔ تم بھی اولاد والے ہو سیّدہ سکینہ نے رو کر کہا پھپھی میں سینہ پر سر رکھنے گئی تو سینہ تیروں سے بھرا پڑا ہے۔ تیر ہی تیر سینے میں موجود ہیں۔ میں کہاں سر رکھتی۔

میں نے قدموں میں سر رکھ دیا تو مجھے نیند آ گئی اور اب آپ مجھے یہیں رہنے دیں تاکہ میں اپنے ابا جان سے پوچھ لوں کہ وہ مجھے کربلا کے میدان میں تنہا کیوں چھوڑ گئے ہیں۔

اے ابا جان:
ان بے گور و کفن لاشوں کو کون دفن کرے گا
عابد رضی اللہ عنہ بیمار کو دوائی کون لا کر دے گا!
ہم سب کو مدینہ منورہ کون پہنچائے گا

اور جب صغریٰ نے مجھ سے باپ بھائیوں کے متعلق پوچھا تو میں کیا بتاؤں گی۔

ابو جان کچھ تو بتائیے؟ میں قدم نہ چھوڑوں گی، جب تک آپ مجھے جواب نہ دیں گے۔

کٹے ہوئے گلوئے ناز سے آواز آئی بیٹی۔ صغریٰ اور تم سب اللہ کے حوالے۔ صبر کرنا اور خاموشی سے تمام تکالیف برداشت کرنا۔ اللہ تمہارا حامی و ناصر ہو۔

میدان کربلا میں سیّدہ کا پہرہ:

رات کا پچھلا پہر آیا۔
تہجد کا وقت ہوا۔

سیّدہ زینب کل رات کی طرح آج بھی شمشیر حیدری ہاتھ میں لے کر اماں جان کی چادر سر پر اوڑھ کر لاشوں کے ارد گرد پہرہ دے رہی ہیں۔

کل خیموں کا پہرہ تھا۔
آج خیموں کے شہیدوں کا۔

سیّدہ نے گھوڑوں کی ٹاپوں کی آوازیں سنی اور چند گھوڑا سوار لاشوں کی طرف بڑھتے ہوئے دیکھے تو فرمایا:

اے کوفیو:

اگے تے تساں رج رج لٹیا کر کے خوب تسلّی
ہکّی ہور تے باقی کجھ نہیں رہندا اک ہے قرآن مصلّی
اگاں نہ آویں بندے رب دے اگے ہین شہزادے ستے
ایتھے باغ نبی دا رنگیا ہویا ایہہ تے لاشے ہین شہاں دے
متاں قدم گھوڑے دا تے آوے ایہہ پیاسے ہین دناں دے
اے آنیوالے آگے مت آنا۔

اس میدان میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے شہزادے آرام فرما ہیں۔
کئی دنوں کے بھوکے پیاسے شہزادے ابدی نیند سو رہے ہیں کہیں یہ آیت تطہیر کے وارث، تیرے گھوڑوں کے سموں سے روندے نہ جائیں مگر آنے والا اور قریب آیا۔ حضرت زینب رضی اللہ عنہا کے بالکل قریب آ کر کہا۔

ایہہ گل سن کے سوار نے اگوں ایہہ جواب الایا
میں تے تد غریب دا باپ ہاں بچڑی تیرا پہرہ دیکھن آیا

سیّدہ مچل گئیں اور رو کر کہنے لگیں۔

اوددوں کتھے سیں بابل میرے جدوں شمر نے تیر چلایا
میں ڈنگ قاسمؓ دا کھیں ڈٹھا ایتھوں اکبرؓ گیا تر ھایا
شالا وچھڑن نہ ویر کسے دے نہ ہون نمانیاں بھیناں
جس بھین دا ویر نہ کوئی اس کیہہ دنیا توں لیناں

حضرت شیر خدا اتنی بات فرما کر غائب ہو گئے اور آپ نے ملاحظہ فرمایا کہ سحر نمودار ہو رہی ہے۔ پوہ پھوٹ گئی ہے۔

گیارہ محرم کی صبح:

سیّدہ زینب رضی اللہ عنہا نے سیّدنا امام زین العابدین رضی اللہ عنہ سے فرمایا بیٹا۔ کل فجر کے وقت اذان اکبر رضی اللہ عنہ نے دی، جماعت حسین رضی اللہ عنہ نے

کرائی۔ اقتداء قاسم رضی اللہ عنہ۔ عباس رضی اللہ عنہ دیگر افراد رفقاء کربلا نے کی۔
آج اذان بھی خود دو جماعت بھی خود کراؤ اور ہم سب اہل خیام تیری اقتداء کریں گی۔

امام زین العابدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اذان دی۔ جماعت کرائی۔ ابھی سلام بھی نہ پھیرا تھا کہ ظالموں نے ہاتھوں کو ہتھکڑیاں لگا دیں اور پیروں میں بیڑیاں ڈال دیں اور حکم دیا کہ ان بے گور و کفن لاشوں کو اسی طرح چھوڑ کر ابن زیاد کے دربار کا رخ کرو۔

تمام سادات کو اونٹوں کی ننگی پشتوں پر سوار کر کے مہار حضرت زین العابدین رضی اللہ عنہ کے ہاتھ میں دے دی اور سفر شروع کر دیا گیا۔ آگے آگے شمر لعین ہے اور اس کی فوج امام عالی مقام رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا سر نیزہ پر بلند ہے اور قافلہ کوفہ کی طرف جا رہا ہے۔

قافلہ اچانک رک گیا:

چلتے چلتے اچانک خولی کے ہاتھ سے وہ نیزا جس پر سر حسین رضی اللہ عنہ بلند تھا۔ چھوٹ کر زمین میں گڑھ گیا۔ خولی نے بسیار کوشش کی مگر نیزہ زمین سے نہ نکلا۔ دوڑتا ہوا زین العاین کے پاس پہنچا اور آپ کے نحیف و علیل جسم پر کوڑے رسید کئے اور کہا اپنے ابا جان سے کہو قافلہ آگے چلائیں۔

امام زین العابدین کے ہاتھوں میں کڑیاں پیروں میں بیڑیاں، بخار کی شدت جس طرح بھی ہو سکا باپ کے سر کے قریب آئے اور کہا ابا جان خدا کا واسطہ ہے قافلہ آگے چلائیں، میرے جسم میں کوڑے کھانے کی ہمت اب نہیں ہے۔

امام عالیٰ مقام کے سر اقدس سے آواز آئی بیٹا میں قافلہ آگے کیسے چلاؤں قافلے سے تیری ہمشیرہ سکینہ رضی اللہ عنہا بچھڑ گئی ہے۔

جب دیکھا تو سکینہ رضی اللہ عنہا اپنی سواری پر نہ تھیں۔

بہت پیچھے جا کر سکینہ رضی اللہ عنہا روتی ہوئی ابا جان کو آوازیں دیتی ہوئی ملیں، ان کو پھپھی جان کے ہمراہ اونٹ پر سوار کیا گیا تو قافلہ آگے بڑھا۔

خولی کے گھر میں سر حسین رضی اللہ عنہ:

خولی کا گھر قریب کوفہ تھا اس لیے اسے امام حسین رضی اللہ عنہ کا سر انور دے کر بھیجا گیا تا کہ رات بسر ہو سکے خولی گھر پہنچا تو اس کی بیوی نے پوچھا اتنے دنوں سے کہاں تھا؟

جواب دیا کہ حکومت کے باغیوں سے جنگ میں مصروف تھا۔ اس نے کھانا دیا۔ خولی کھانا کھا کر سو گیا۔ اور سر امام عالی مقام کو تنور میں رکھ دیا۔ تا کہ اس کی بیوی کو معلوم نہ ہو سکے کہ یہ امام حسین رضی اللہ عنہ کا سر انور ہے کیونکہ وہ اپنا واقعہ سنایا کرتی تھی کہ اس نے جب حج کیا تو لوگ حجر اسود کو چوم رہے تھے۔ بہت بڑا اجتماع تھا کہ ایک طرف سے شور اٹھا وہ دیکھو حسین رضی اللہ عنہ آئے۔

خولی کی بیوی کہتی ہے کہ لوگوں نے حجر اسود کو چھوڑ کر امام حسین رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پاؤں چومنے شروع کر دیئے۔

لوگ کہتے تھے کہ حجر اسود کو تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرتبہ چوما ہے۔ حسین رضی اللہ عنہ کو سینکڑوں مرتبہ۔

اس لیے پہلے حسین رضی اللہ عنہ کے قدم چومو۔

اس موقعہ پر میں نے بھی بالکل قریب سے امام حسین کی زیارت کی۔

تہجد کا وقت ہوا تو خولی کی بیوی نوافل ادا کرنے کے لیے اٹھی تو اس نے دیکھا کہ تنور سے ایک نور نکل کر آسمان کی طرف بلند ہو رہا ہے۔

وہ آگے بڑھی تنور کے اندر سے سر کو نکالا تو اس کی چیخ نکل گئی اور کہنے لگی کہ یہ تو وہی حسین رضی اللہ عنہ ہے جس کی میں نے حج کے موقعہ پر زیارت کی تھی۔

اس کی چیخ سے خولی کی آنکھ کھل گئی۔

پوچھا خولی یہ تو سر حسین رضی اللہ عنہ ہے اور تو کہتا تھا باغیوں سے جنگ کی ہے۔ تجھے معلوم نہیں یہ کس حسین رضی اللہ عنہ کا سر ہے۔

سایہ مصطفےٰ حسین مایہ مرتضےٰ حسین
حسن کی ابتداء حسین عشق کی انتہا حسین

خولی نے کہا۔ انہوں نے تو یزید کی بغاوت کی ہے؟

خولی کی بیوی نے سرد آہ کھینچی اور گھر سے نکل پڑی۔

خولی نے بہت روکا اور کہا۔ کہاں جا رہی ہو تم میری رفیقہ حیات ہو۔ غصے سے جواب دیا مجھے اپنی بیوی مت کہہ۔

خولی نے کہا میں نے تو تجھے طلاق نہیں دی۔

کہا جب مذہب علیحدہ علیحدہ ہو جائیں تو طلاق کی ضرورت نہیں رہتی۔

اس نے کہا کیا تیرا اور میرا مذہب علیحدہ ہے۔ کہا بالکل۔ کہا وہ کیسے۔ کہا میں حسین رضی اللہ عنہ کی محبہ ہوں تو حسین رضی اللہ عنہ کا قاتل ہے۔ لہٰذا میرا دامن چھوڑ میں اسی طرح روضہ رسول پر حاضری دوں گی اور مجھے جانے دے۔

کملی والے دے دربار جالین دے
لیکھاں ستیاں ہو یاں نوں جگالین دے
جو جو گذری اوہ مینوں سنالین دے

تاریخ خاموش ہے کہ پھر اس کے بعد خولی کی زوجہ کہاں گئی اس کا کہیں نام و نشان اور سراغ نہیں ملتا۔

ابن زیاد کا دربار:

صبح یہ قافلہ کوفہ میں ابن زیاد کے دربار پہنچا اور شہزادہ زین العابدین رضی اللہ عنہ کو ابن زیاد بدنہاد کے سامنے پیش کیا گیا۔

اس نے پوچھا کون ہو تم؟

فرمایا:

بانو کا نور چشم ہوں، عابدؒ ہے میرا نام
سارے جہاں میں ایک ہی پودا حسینؓ کا
بولا خبیث تجھ کو بھی زندہ نہ چھوڑوں گا
جائے گی نام بھولتی دنیا حسینؓ کا
عابدؒ نے ڈانٹ کر کہا خاموش بے ادب
میں زندہ ہوں تو نام ہے زندہ حسینؓ کا

ابن زیاد نے حکم دیا کہ شہزادہ کو بھی شہید کردو۔

سیّدہ زینب نے فرمایا:

اے بدبخت اگر اسے شہید کرنا ہے تو پھر پہلے مجھے شہید کر۔

ابن زیاد کے سامنے سونے کے تھال میں سر حسین رضی اللہ عنہ رکھ کر پیش کیا گیا اس نے امام عالیٰ مقام کے مبارک ہونٹوں پر چھڑی ماری۔

صحابی رسول صلی اللہ علیہ وسلم حضرت زید ابن ارقم نے فرمایا ظالم: یہ بے ادبی اور گستاخی نہ کر میں نے کئی مرتبہ دیکھا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ان مبارک ہونٹوں کو چوما کرتے تھے۔

اس نے کہا زید اگر تم صحابی رسول صلی اللہ علیہ وسلم نہ ہوتے تو میں تمہیں قتل کروا دیتا۔

آپ یہ کہہ کر دربار سے چلے گئے کہ بدبخت ذرا ہوش سے کام لے، صحابی رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا تو احترام کرتا ہے اور نواسۂ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ حال؟

ابن زیاد کے دربار سے قافلہ شام کی طرف روانہ ہوا۔ راستہ میں عورتوں مردوں کا ہجوم ان قیدیوں کو دیکھنے کے لیے کھڑا ہوا تھا۔

کسی نے پوچھا یہ کون ہیں؟

شمر نے کہا یہ باغی ہیں۔

سیّدہ زینب نے فرمایا یہ غلط کہتا ہے۔

آؤ میں بتاؤں میں کون ہوں۔

میں وہ ہوں کہ

تائید کیتی جیہدے نانے دی روز میثاق دے کل نبیاں
میں آیت تطہیر دی وارث لوکو میرا باپ امام ولیاں
میں سب دے پردے کجن والی اج بے پردہ ٹری آں

قافلہ میدان کربلا میں:

تین دن کے بعد جب یہ قافلہ دوبارہ میدان کربلا سے گزرا تو دیکھا تمام شہداء کرام کے اجساد طیبات اسی طرح بے گور کفن پڑے ہوئے ہیں اہل بیت اطہار کی چیخیں نکل گئیں۔ کہرام مچ گیا اور امام زین العابدین پھوٹ پھوٹ کر رونے لگے اور کہا:

تھم ذرا بے تابی دل ٹھہر جانے دے مجھے!
اور اس بستی پہ چار آنسو بہانے دے مجھے!

نیزے پر تلاوت قرآن:

یہاں سے اہل بیت اطہار کا قافلہ حران روانہ ہوا اور حران میں ایک یہودی یحییٰ حرانی ایک قلعہ میں رہتا تھا۔ جب اس کے قلعہ کے قریب سے قافلہ گزرا اور نیزے پر سر حسین رضی اللہ عنہ بلند تھا۔ اس سے ہونٹوں کی جنبش یحییٰ حرانی نے ملاحظہ کی تو حیران ہو گیا۔

اب وہ قریب آیا اور کان لگا کر سنا تو امام عالیٰ مقام رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مبارک ہونٹوں سے قرآن کریم کی اس آیت کے تلاوت کرنے کی آواز آئی۔

"وَسَيَعْلَمُ الَّذِينَ ظَلَمُوا أَيَّ مُنقَلَبٍ يَنقَلِبُونَ."

(پ سورۃ الشعراء آیت نمبر ۲۲۷)

''اور اب جاننا چاہتے ہیں ظالم کہ کس کروٹ پلٹا کھائیں۔''

واہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر والو۔

تمہاری عظمت پر قربان۔

تمہاری نجابت پر نثار اور تمہاری تلاوت قرآن کے صدقے۔

اگر میدان کربلا میں مصائب و آلام کا سامنا تھا تو نانا جان کی حدیثوں پر عمل کرتے رہے اور اب سر نیزے پہ ہے تو قرآن کی تلاوتیں کرتے ہو۔

؎ پنجتن کے گھرانے کی عادت تو ذرا دیکھو!

سر نیزے پہ ہے پھر بھی قرآن سناتے ہیں!

یزید نے چاہا۔

حسین رضی اللہ عنہ کو نیچا کر دوں۔

خدا نے فرمایا: تیری ہی فوج سے سرِ حسین رضی اللہ عنہ کو بلند نہ کروا دوں تو ربِ محمد نہ کہنا۔

یزید نے چاہا۔

حسین رضی اللہ عنہ کو خاموش کر دوں۔

خدا نے فرمایا، تیری ہی فوج کے نرغے میں قرآن کی تلاوت نہ کرواؤں تو ربِ محمد نہ کہنا۔

یزید نے چاہا۔

نسلِ حسین رضی اللہ عنہ ختم ہو جائے حسین رضی اللہ عنہ کا نام لینے والا کوئی نہ رہے۔

اللہ نے فرمایا: قیامت تک حسین رضی اللہ عنہ کی نسل کو باقی نہ رکھوں تو خدا نہ کہنا۔

نسلِ یزید ختم، نسلِ حسین رضی اللہ عنہ باقی۔

آج بھی یزید کا نام لینے والا کوئی نہیں اور حسین رضی اللہ عنہ کا نام لینا ہر مسلمان

باعثِ فخر سمجھتا ہے۔

؎ نہ یزید کا وہ ستم رہا نہ زیاد کی وہ رہی جفا!

جو رہا تو نام حسینؓ کا جسے زندہ رکھتی ہے کربلا

یحییٰ حرانی یہودی نے عالمِ تحیر میں پوچھا۔ یہ کس کا سر ہے۔

یزیدی فوج نے جواب دیا۔ باغی کا۔

یحییٰ نے کہا۔ اس کا نام۔ کہا حسین رضی اللہ عنہ۔

کہا اس کی ماں کا نام۔ کہا فاطمہ رضی اللہ عنہا۔

یحییٰ نے کہا فاطمہ رضی اللہ عنہا بنت محمد صلی اللہ علیہ وسلم۔ کہنے لگے ہاں۔

کہا اس کے باپ کا نام۔ کہا علی رضی اللہ عنہ۔

یحییٰ نے کہا پھر کیوں نہیں کہتے، ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا نواسہ ہے۔

باغی کیوں کہتے ہو؟

ظالمو! تمہاری جگہ اگر کوئی یہودی عیسائی ہوتا تو کبھی بھی اپنے نبی کے نواسے کو قتل نہ کرتا اور تم مسلمان ہو۔

؎ یہ مسلماں ہیں جنہیں دیکھ کے شرمائیں یہود!

اے سرِ حسین رضی اللہ عنہ گواہ ہو جا۔

میں نے تیرے نانا کا کلمہ پڑھا اور اس کی رسالت کی گواہی دے کر میں مسلمان ہو گیا۔

اگر وہ سچے رسول نہ ہوتے اور ان کا دین برحق نہ ہوتا تو سرِ حسین رضی اللہ عنہ کبھی نیزے پہ تلاوتِ قرآن نہ فرماتا یہ کہہ کر اس نے کلمہ شہادت پڑھا اور مسلمان ہو گیا۔

یحییٰ حرانی کی شہادت:

اہلِ بیتِ اطہار کی خدمت میں نذرانے پیش کیے قیمتی ریشمی لباس نذر کیے اپنی دستار امام زین العابدین رضی اللہ عنہ کو پیش کی۔ یزیدی فوج نے یہ کرامت سرِ انور کی

دیکھی اور اس سے یحییٰ کا اسلام قبول کرنا دیکھا۔ پھر عقیدت و محبت آل رسول دیکھی تو آگ بگولہ ہو گئے اور یحییٰ حرانی کو کہنے لگے کیا تو بھی یزید کے باغیوں کی حمایت کرتا ہے۔

اس نے کہا میں نے حق کو دیکھا اور پھر اس حق کی حمایت کی۔ بات بڑھ گئی۔ یحییٰ نے اپنی تلوار نیام سے نکالی اور کئی یزیدیوں کو فی النار کرتا ہوا حب اہل بیت میں جام شہادت نوش فرما گیا۔

"اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ."

؎ خدا رحمت کند ایں عاشقانِ پاک طینت را

آج بھی حران کے دروازہ پر ایک عالیشان مزار موجود ہے اسے یحییٰ شہید کا مزار کہتے ہیں وہاں پر دعائیں مستجاب ہوتی ہیں۔

حضرات گرامی!

جمعہ کا وقت بڑا مختصر ہوتا ہے۔ اس میں تمام واقعات عرض نہیں کئے جا سکتے۔ بہر حال جہاں تک ہو سکا عرض کرتا جاؤں گا۔

قصہ المختصر یہ کہ پھر شہر موصل بھی آیا۔ نصیبین بھی آیا اور پھر سر امام کی کرامات کا مزید ظہور ہوتا رہا۔

امام زین العابدین رضی اللہ عنہ کو کسی نے کہا کہ مت گھبرانا قید اور سفر حضرت یوسف علیہ السلام کی سنت ہے تو آپ کی آنکھوں میں آنسو آ گئے اور فرمایا اے حضرت یوسف علیہ السلام سے زین العابدین کا موازنہ کرنے والے یہ موازنہ درست نہیں کیونکہ

؎ قید یوسفؑ دی تے قید عابد دی اس وچہ فرق ہزاراں!
یوسفؑ کلا قیدی ہویا میرے نال نے پردے داراں
چالیاں سالاں پچھوں یوسفؑ ملیا باپ تے بھائیاں
روز قیامت تیکر پا گیا میرا باپ جدائیاں!

حبر الاحبار کا مسلمان ہونا:

راستے میں کھانے کا ٹائم ہوا۔ یزیدی لشکر نے کھانا کھانا تھا۔ چنانچہ انہوں نے امام حسین رضی اللہ عنہ کی ڈاچیوں میں سے ایک ڈاچی ذبح کر دی اور اس کا گوشت پکایا اور قریب ہی یہودیوں کا ایک کلیسا تھا۔ اس کی دیوار کے ساتھ سیّدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کے سرانور والا نیزہ لگایا۔ اب وہ کلیسا کے اندر والے افراد سر امام کو دیکھ رہے تھے۔

ایک آدمی کو پہرہ پر بٹھا دیا اور اسے کہا کہ تمہارا کھانا یہیں بھیج دیا جائے گا تم صرف اس سر کا پہرہ دو اس کا نام ابو الحنوق کوفی جو تلوار لیے سر امام کے پاس بیٹھا ہوا تھا۔

پہرہ دے رہا تھا کہ امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سرانور کے قریب کوئی آدمی نہ آئے۔ آدھی رات کے وقت ایک آدمی نکلا۔ حبر الاحبار اس کا نام تھا جو کہ کلیسا سے باہر آیا اس نے پہرے دار سے پوچھا کہ یہ سر کس کا ہے۔ اس نے کہا مجھے اجازت نہیں ہے کہ میں اس کا تعارف کراؤں اس نے کہا کہ یہاں پر اس وقت کوئی اجازت لینے دینے والا نہیں تم میرے کان میں ہی بتا دو یہ کون ہیں؟

اس نے کہا کہ نہیں میں ہرگز نہیں بتاؤں گا۔ حکومتوں کے بڑے بڑے ذرائع ہوتے ہیں۔ اطلاع لینے کے سی آئی ڈی وغیرہ سے ان کو ہر بات کا پتہ چل جاتا ہے۔ میں یہ چھوٹی سی بات کروں اور پھر پکڑا جاؤں؟

میں نہیں بتا سکتا یہ کون ہیں۔

اس نے کہا جتنے پیسے چاہئیں لے لو اور بتا دو۔

اس نے کہا تم اتنا اصرار کیوں کرتے ہو تمہیں آخر کیا مجبوری ہے؟

کہا۔ مجبوری تو کوئی نہیں بس میں متحیر اس بات سے ہوں کہ میں جب باہر نکلا تو میں نے اس مبارک سر سے لے کر آسمان تک ایک نورانی لائٹ نکلتی دیکھی ہے بلکہ ایک نور کا پہاڑ دیکھا ہے تو مجھے تجسس پیدا ہوا کہ معلوم کر لوں یہ کس ہستی پاک کا سر ہے۔

ذرا تعارف کرادو۔

یہ مہبط نور۔

یہ مرکز نور۔

یہ محور نور کون ہے؟

یہ منبع برکات یہ مصدر حسنات، یہ کٹے ہوئے سر والا کون ہے۔

اس نے کہا یہ امام حسین رضی اللہ عنہ کا سر ہے۔

اس نے کہا کہ دس ہزار روپے رات کے لے لینا اور یہ سر رات کی رات مجھے دے دو۔ سودا ہو گیا۔

حبر الاحبار سر امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ لے گیا اور باہر تالا لگا دیا اندر صندل کی لکڑی کے میز پر سر امام حسین رضی اللہ عنہ اس طریقہ سے رکھا کہ سر اوپر اور بال مبارک نیچے لٹکنے لگے اس نے بالوں میں کنگی کی اور خوشبو لگا کر سجایا اور زیارت کرتا رہا۔

مٹی صاف کر کے خشک خون صاف کر کے سامنے رکھ رہتا رہا۔

اے کربلا کی خاک اس احسان کو نہ بھول!
تڑپی ہے تجھ پہ لاش جگر گوشہ بتول ؓ
مظلوم کے لہو سے تیری پیاس بجھ گئی!
سیراب کر گیا تجھے خون رگ رسول ﷺ!

ساری رات سر حسین رضی اللہ عنہ کو بوسے دیتا رہا اور سینے پہ رکھتا رہا جب سحری کا وقت ہوا تو امام حسین رضی اللہ عنہ کے ہونٹوں سے آواز آئی۔

"سُبْحَانَ رَبِّیَ الْاَعْلٰی۔"

تہجد کا وقت تھا حیران رہ گیا کہ کٹے ہوئے سر سے قوتِ حیات۔ آثارِ زندگی۔ رمک زندگی کوئی چیز بھی موجود نہیں اس کے باوجود،

"سُبْحَانَ رَبِّیَ الْاَعْلٰی"

یہ آواز کس طرح آ رہی ہے۔

امام عالی مقام کی زندگی کو دیکھ کر آپ کے سر کو گواہ بنایا اور کہنے لگا اے حسین رضی اللہ عنہ اور تو اس وقت کوئی موجود نہیں آپ اپنے کٹے ہوئے سر سے گواہ ہو جائیں کہ میں نے آپ کی یہ کرامت دیکھ کر آج سے یہودیت چھوڑ دی اور آپ کے نانا جان کا کلمہ پڑھ کر مسلمان ہو گیا۔

فجر کا وقت ہوا۔ وعدہ کے مطابق دس ہزار روپیہ لے کر آیا اور ان کو دے دیا پھر سر امام لے کر گیا جب اس نے سر امام شمر کے حوالے کیا تو اس کی آنکھوں میں آنسو تیرنے لگے اور جس وقت سر انہیں دیا تو پڑھا۔

"لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ"

شمر نے کہا۔ رات تو یہودی تھا اب کلمہ پڑھ رہا ہے۔ یہ کلمہ کہاں سے تجھے مل گیا۔ جواب دیا اسی سر والے سے ملا ہے۔

شمر نے کہا ہم نے کلمہ پڑھ کے اس کا سر کاٹا ہے ہمیں تو کچھ بھی نہیں ہوا تو تجھے کیا ہو گیا۔ اس نے کہا یہ اپنے اپنے مقدر کی بات ہوتی ہے۔

کئی کلمہ پڑھنے والے اسے کاٹ کر مردود ہو گئے
کئی کٹے ہوئے کو چوم کر خدا کے محبوب ہو گئے

یہ تو اپنے اپنے نصیب کی بات ہے۔

نہ تیرے بس کی بات ہے نہ میرے بس کی بات ہے۔

لیکن یہ حسین رضی اللہ عنہ وہ ہے کہ جس کا سر تن سے علیحدہ بھی ہے پھر بھی جہاں تک جائے گا لوگ اسے دیکھتے رہیں گے اور کہتے رہیں گے۔

حشر تک آکھے گی دنیا کربلا والا حسین ؓ
دین دا بانی تے نبیاں لآ اِلٰـہ والا حسین ؓ

جس وقت دس ہزار دینار کھولے گئے تو وہ ٹھیکریوں کی شکل اختیار کر چکے تھے اور

ان کی ایک سائیڈ پر

"وَسَيَعْلَمُ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا اَىَّ مُنْقَلَبٍ يَّنْقَلِبُوْنَ."

اور دوسری سائیڈ پر

"اِنَّ الَّذِيْنَ يُؤْذُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ لَعَنَهُمُ اللّٰهُ فِى الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ"

لکھا ہوا تھا۔

اور جو ڈاچی ذبح کی تھی اس کے گوشت کا رنگ سیاہ ہوگیا بدبو آنے لگی امام زین العابدین رضی اللہ عنہ کو بلا کر پوچھا۔

کیا یہ ڈاچی بیمار تھی؟

آپ نے فرمایا کون سی ڈاچی ذبح کی ہے۔

کہا کہ لائن میں سے تیسرے نمبر اور بھورے رنگ والی ڈاچی ذبح کی ہے۔

اس وقت اس کا گوشت سرخ تھا اور بالکل صحیح اب اس میں سے بدبو بھی آ رہی ہے اور رنگ بھی سیاہ ہوگیا ہے۔

آپ نے فرمایا وہ بیمار نہ تھی۔

کہا پھر اب کیا ہوا۔

آپ نے فرمایا: دراصل وجہ یہ ہے کہ اس ڈاچی پر میرا ویر علی اکبر رضی اللہ عنہ مدینہ سے سوار ہو کر آیا تھا۔ تو رب کو پسند نہ آیا کہ سواری پاکوں کی ہو، خوراک پلیدوں کی بن جائے۔

شمر نے کہا:

زین العابدینؓ لٹ جانے اور خاندان کٹ جانے کے بعد اب بھی تم ایسی باتیں کرتے ہو؟

فرمایا: سچی بات کہنا ہی تو ہمارا دستور اور منشور ہے۔ اس کے علاوہ تو کوئی پروگرام

ہی نہیں۔

ہمیں تو نانا جان کی طرف سے ہی حکم ہے کہ

"جَآءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ"

''اور یہ ہم کرتے ہی رہیں گے۔''

تکلیف دی گئی۔

مارا پیٹا۔

کوڑے رسید کیے۔

حضرت زینب سلام اللہ علیہا کو یہ اذیتیں برداشت کرنا پڑیں۔

حضرات محترم!

بہت سارے واقعات ہیں جنہیں بیان کرنے کی وقت میں وسعت نہیں ہے۔

مختصر عرض کرتا ہوں کہ آخر۔

قافلہ دربار یزید میں:

دربار یزید آ گیا اور وہاں پر یہ اہل بیت اطہار قیدیوں کی حیثیت سے موجود تھے کہ یزید کی بیوی کا پیغام آیا کہ میں ان قیدیوں سے ملنا چاہتی ہوں۔

یزید نے حکم دیا کہ میری زوجہ کے مکان کے دروازہ سے میرے دربار کے دروازہ تک پردے کا انتظام کیا جائے۔ چنانچہ سخت پردہ کا اہتمام کیا گیا تو سیّدہ کی آنکھوں میں آنسو آ گئے اور فرمایا:

ہے مذکور قرآں دے اندر ساہڈے گھر دی پردہ داری
جبرائیلؑ تے ہور فرشتے کردیسن خدمت گاری
بیوی تیری پردے اندر مینوں دیکھے خلقت ساری

اے ظالم!

آیت تطہیر کی وارث بیبیاں تو بے پردہ، تیرے دربار میں کھڑی ہوں اور تیری

بیوی کے لیے پردے کے انتظامات ہو رہے ہوں۔

کمینے کچھ خدا کا خوف کر

یزید کی بیوی ہندہ:

یزید کی بیوی ہندہ کرسی پر بیٹھ گئی اور سیّدہ زینب رضی اللہ عنہا اپنے اہل کے ہمراہ فرش پر تشریف فرما ہو گئیں۔

ہندہ نے پہلا سوال کیا۔

اے قیدیو؟

"مِنْ اَیْنَ جِئْتُمْ"

تم کہاں سے آئے ہو۔

فرمایا: کیا پوچھتی ہو۔

؎ کسی نے جب وطن پوچھا تو شبہ نے رو کے فرمایا
مدینے والے کہلاتے تھے اب ہیں کربلا والے

بی بی ہم مدینہ کے رہنے والے ہیں۔

قریب ہی سر حسین رضی اللہ عنہ نیزے پر موجود تھا۔

بی بی نے دوسرا سوال کیا؟

"مِنْ اَیِّ قَبِیْلَۃٍ"

کس قبیلے سے تعلق رکھتی ہو۔

فرمایا: "من القریش" قریش سے۔

بی بی چونکی کیونکہ وہ کسی دور میں حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی کنیزہ رہ چکی تھی۔

بی بی نے پوچھا:

اَتَعْرِفِیْنَ بِنْتَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ

بی بی۔ کیا تم فاطمہ رضی اللہ عنہا بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کو جانتی ہو۔

سیّدہ کی آنکھوں میں آنسو آ گئے اور فرمایا:

ہندہ جتنا میں بنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو جانتی ہوں اتنا کون جانتا ہے۔

اس نے پھر سوال کیا۔

بی بی حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی ایک بیٹی زینب رضی اللہ عنہا اور ایک۔ ام کلثوم رضی اللہ عنہا تھی، کیا تم ان کو جانتی ہو؟

فرمایا: مجھ سے بہتر زینب رضی اللہ عنہا اور ام کلثوم رضی اللہ عنہا کو کون جانتا ہے۔

بی بی نے متعجب ہو کر پوچھا تو پھر کیا تم حسن رضی اللہ عنہ کو جانتی ہو؟

فرمایا: مجھ سے زیادہ حسن رضی اللہ عنہ کو کون جانتا ہے۔

اس نے آخری سوال کیا۔

بی بی "اَتَعْرِفِیْنَ حُسَیْنَ ابْنَ عَلِیٍّ"

"کیا تم حسین رضی اللہ عنہ ابن علی کو جانتی ہو۔"

اب تمام اہل بیت کا پیمانہ ضبط لبریز ہو گیا۔ چیخیں بلند ہو گئیں دربار یزید میں اکثر لوگ رونے لگے جب سیّدہ زینب رضی اللہ عنہا نے سر امام کو مخاطب کر کے کہا۔

بھائی۔ توجہ فرما۔ مریدنی تجھے ملنے آئی ہے۔

پھر جب ہندہ نے یہ منظر دیکھا تو پوچھا کیا یہ حسین رضی اللہ عنہ ہیں۔

فرمایا ہند۔ اب مزید نہ تڑپا۔

یہ حسین رضی اللہ عنہ ہی ہیں۔ یہ کٹے ہوئے سر والا۔

یہ مظلوم دشت کربلا حسین رضی اللہ عنہ ہی تو ہے۔

میں زینب رضی اللہ عنہ ہوں یہ ام کلثوم رضی اللہ عنہ ہے۔

ہند کرسی سے بیہوش ہو کر نیچے گری۔

جب ہوش میں آئی تو کہا۔ میں نے تو سنا تھا کہ یہ تمام لوگ باغی ہیں جو قید ہو کر آئے ہیں۔

دربار یزیدی میں کرلاہٹ مچ گئی۔

اب یزید کو اپنے کیے پر شرمندگی ہونے لگی۔

اس نے اہل بیت کی بظاہر ہمدردی جتانے کے لیے بہت سے احکامات صادر کیے۔ مگر لعنت کا طوق اس کے گلے میں آ چکا تھا جو تاقیام صبح قیامت اسی کے گلے میں رہے گا۔

ماتم کے حلقے یزید نے قائم کروائے۔ اور مختصر یہ ہے کہ امام زین العابدین کو مراعات دینے لگا مگر امام زین العابدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے قبول نہ فرمائیں۔

ادھر حضرت صغریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا مدینہ میں قافلے کی منتظر ہیں۔ اللہ ہی بہتر جانتا ہے کہ جب یہ قافلہ مدینہ پہنچا ہوگا تو کیا قیامت برپا ہوئی ہوگی۔

جب یہ قافلہ صغریٰ رضی اللہ عنہا نے بغیر باپ کے دیکھا ہوگا۔

جب یہ قافلہ صغریٰ رضی اللہ عنہا نے بغیر اکبر رضی اللہ عنہ اور اصغر رضی اللہ عنہ کے دیکھا ہوگا۔

جب یہ قافلہ صغریٰ رضی اللہ عنہا نے بغیر عون رضی اللہ عنہ و محمد رضی اللہ عنہ کے دیکھا ہوگا۔

جب یہ قافلہ صغریٰ رضی اللہ عنہا نے بغیر عباس رضی اللہ عنہ و قاسم رضی اللہ عنہ کے دیکھا ہوگا۔

حضرات مجھ میں تاب نہیں کہ میں بیان کرسکوں۔ جتنا بیان ہوا اسے ہی قبول فرمایئے۔

"وَمَا عَلَيْنَا اِلَّا الْبَلَاغُ الْمُبِيْنُ."

پہلا خطبہ

فَلَنُحْيِيَنَّهٗ حَيٰوةً طَيِّبَةً (القرآن)

حیات

اولیاء کرام

نام فقیر اوہناں دا باھوؒ
قبر جنہاں دی جیوے ھو

حَامِدًا وَّمُصَلِّيًا

اَمَّا بَعْدُ! قَالَ اللّٰهُ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى فِيْ كَلَامِهِ الْمَجِيْدِ
وَفُرْقَانِهِ الْحَمِيْدِ۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

لَهُمُ الْبُشْرٰى فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَفِي الْاٰخِرَةِ

درود شریف:

"اَلصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا سَيِّدِيْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ
وَعَلٰى اٰلِكَ وَاَصْحَابِكَ يَا حَبِيْبَ اللّٰهِ"

حضرات محترم!

آج آپ کے سامنے قرآن وحدیث کی روشنی میں حیات اولیاء پر معروضات پیش کرنے کی سعادت حاصل کرنا چاہتا ہوں۔ چنانچہ میں نے جس آیت کریمہ کو عنوان بنایا ہے۔اس کا ترجمہ ملاحظہ فرمائیے۔اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

ترجمہ آیت:

"لَهُمُ الْبُشْرٰى فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَفِي الْاٰخِرَةِ"
(پ نمبر ۱۱ سورۃ یونس آیت نمبر ۶۴)

"انہیں کے لیے بشارت ہے دنیوی زندگی میں اور آخرت میں۔"

اس آیت کریمہ سے معلوم ہوتا ہے کہ کچھ لوگ ایسے بھی ہیں کہ جو آخرت میں بھی ایسے ہی بشارت یافتہ ہیں، جیسے اس ظاہری زندگی میں جس طرح یہ ظاہری زندگی

مشیت ایزدی کے مطابق گزار کر اللہ کو اپنا دوست بنا لیتے ہیں، اسی طرح اخروی و برزخی زندگی میں بھی اللہ ان کا دوست ہوا کرتا ہے۔

اسی مفہوم کو قرآن مجید میں ایک اور مقام پر یوں بیان فرمایا گیا:

"نَحْنُ اَوْلِيٰٓؤُكُمْ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَفِي الْاٰخِرَةِ"
(پ نمبر ۲۴ سورہ حم سجدہ آیت نمبر ۳۱)

"دنیا وآخرت میں ہم تمہارے مددگار ہیں۔"

حق ودوستی:

دنیا میں ایک دوست دوسرے دوست کا مددگار ہو تو اس پر کسی قسم کی مصیبت سچا دوست برداشت نہیں کرتا اور حتی المقدور اسے اس سے بچانے کی کوشش کرتا ہے۔

حضرت شیخ مصلح الدین سعدی شیرازی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

؎ دوست آں باشد کہ گیرد دست دوست
در پریشاں حالی و در ماندگی!!

دوست وہ ہوتا ہے جو پریشاں حالی اور درماندگی میں دوست کا ہاتھ پکڑے تو اولیائے کاملین اللہ کے اور وہ ان اولیائے کاملین کا دوست ہے۔تو وہ کب چاہے گا کہ اس کے دوست موت کی پریشانی سے دوچار ہوں اس لیے وہ صرف اپنا قانون پورا فرماتا ہے اور بعد از قانون پورا کرنے کے اس زندگی سے بہتر زندگی عطا فرماتا ہے۔

قرآن کریم میں ارشاد باری تعالیٰ موجود ہے کہ

حیات طیبہ:۔

"فَلَنُحْيِيَنَّهٗ حَيٰوةً طَيِّبَةً" (پارہ نمبر ۱۴ سورہ النحل آیت نمبر ۹۷)

"پھر ہم اسے حیات طیبہ عطا فرماتے ہیں۔"

اس پاکیزہ وطیب زندگی میں ہم اس کی ایسے ہی مدد فرماتے ہیں کہ جیسے دنیاوی زندگی میں فرماتے تھے لہٰذا وہ اپنی مزارات میں بھی ایسے ہی زندہ ہیں جیسے اس سے

پہلے زندہ تھے۔ صرف اور صرف نقل مکانی ہوتی ہے۔

نقل مکانی:

سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد پاک ہے کہ

"اِنَّ اَوْلِيَاءَ اللّٰهِ لَا يَمُوْتُوْنَ بَلْ هُمْ يَنْتَقِلُوْنَ مِنْ دَارٍ اِلٰى دَارٍ."

"بے شک اولیاء اللہ مرتے نہیں بلکہ ایک گھر سے دوسرے گھر میں منتقل ہوا کرتے ہیں۔"

کون کہتا ہے کہ مومن مر گئے!
قید سے چھوٹے وہ اپنے گھر گئے

جنت کا باغ:

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"قَبْرُ الْمُؤْمِنِ رَوْضَةٌ مِّنْ رِّيَاضِ الْجَنَّةِ وَ قَبْرُ الْكَافِرِ حُفْرَةٌ مِّنْ حُفَرِ النَّارِ."

"مومن کی قبر جنت کے باغوں میں سے ایک باغ اور کافر کی قبر جہنم کے گڑھوں میں سے ایک گڑھا ہے۔"

(شرح الصدور فی احوال الموتیٰ والقبور از علامہ سیوطی، مترجم ص ۱۴۵ مطبوعہ شبیر برادرز لاہور)

اس حدیث پاک سے معلوم ہوا کہ مومن کی قبر جنت کا باغ ہے اور جنت کے بارے میں ارشاد ربانی ہے کہ

"وَلَكُمْ فِيْهَا مَا تَشْتَهِيْٓ اَنْفُسُكُمْ وَلَكُمْ فِيْهَا مَا تَدَّعُوْنَ."

(پ نمبر ۲۴ سورہ حم سجدہ آیت نمبر ۳۱)

"اور تمہارے لیے اس میں (جنت میں) ہر وہ شئی ہے جو تمہارا جی چاہے اور تمہارے لیے (جنت میں) ہر وہ چیز ہے جو تم مانگو گے۔"

اور ایک دوسرے مقام پر فرمایا کہ متقین جب جنت میں چلے جائیں گے تو پھر،

"لَا يَمَسُّهُمْ فِيْهَا نَصَبٌ وَّمَا هُمْ مِّنْهَا بِمُعْجِزِيْنَ."

(پارہ نمبر ۱۴ سورہ الحجر آیت نمبر ۴۸)

"نہیں پہنچے گی انہیں اس میں کوئی تکلیف اور نہ انہیں اس سے نکالا جائے گا۔"

یعنی وہ ہمیشہ اس جنت میں رہیں گے جس میں ان کی ہر خواہش پوری ہوگی اس سے معلوم ہوا کہ جنت میں وہ دائمی زندگی پالیں گے۔ کیونکہ کوئی بھی مرنے کی خواہش نہیں کرتا تو ثابت ہوا مومن اپنی قبر میں زندہ ہے اور وہ ہمیشہ ہمیشہ زندہ رہے گا۔

علاوہ اس صور پھونکنے پر اس مدت کے کہ جس میں سب کائنات ختم ہو جائے گی اور اس کے بعد پھر دائمی زندگی مل جائے گی۔

جیسا کہ ارشاد خداوندی ہے۔

"كَيْفَ تَكْفُرُوْنَ بِاللّٰهِ وَكُنْتُمْ اَمْوَاتًا فَاَحْيَاكُمْ ثُمَّ يُمِيْتُكُمْ ثُمَّ يُحْيِيْكُمْ ثُمَّ اِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ." (پ نمبر ۱ سورۃ البقرۃ آیت نمبر ۲۸)

"کیونکر تم انکار کرتے ہو اللہ کا حالانکہ تم مردہ تھے اس نے تمہیں زندہ کیا پھر تمہیں مارے گا، پھر تمہیں زندہ کرے گا پھر تم اسی کی طرف پلٹائے جاؤ گے۔"

یہ عام انسان مسلم ہو یا کافر اس کے متعلق وضاحت ہے کہ بالآخر وہ زندہ ہو کر اللہ کی طرف پلٹ جائے گا تو جو اللہ کے دوست ہیں اور جن کا اللہ خود مددگار ہے اور جن کے لیے دنیا و آخرت میں بشارت ہے۔ ان کی شان کا اندازہ کون کر سکتا ہے اور ان کو حیات کیوں نہ ملے گی۔

ان پاکباز ہستیوں کی زندگیوں کا اگر بنظر عمیق مطالعہ کیا جائے تو حیات بعد از ممات کا مسئلہ ہی کھل کر سامنے نہیں آتا بلکہ یوں لگتا ہے کہ موت و زندگی ان کی اپنی مرضی کے مطابق ہوتی ہے۔ چاہیں تو زندہ رہیں، چاہیں تو اپنے رب کے پاس لوٹ جائیں، جیسا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کا واقعہ بخاری شریف میں موجود ہے۔ ملاحظہ ہو۔

اپنی مرضی سے مرنا:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''اَرْسَلَ مَلَكُ الْمَوْتِ اِلٰى مُوْسٰى فَلَمَّا جَآءَهٗ صَكَّهٗ فَرَجَعَ اِلٰى رَبِّهٖ فَقَالَ اَرْسَلْتَنِىْ اِلٰى عَبْدٍ لَّا يُرِيْدُ الْمَوْتَ قَالَ اِرْجِعْ اِلَيْهِ فَقُلْ لَهٗ يَضَعُ يَدَهٗ عَلٰى مَتْنِ ثَوْرٍ فَلَهٗ بِمَا غَطَّتْ يَدُهٗ بِكُلِّ شَعْرَةٍ سَنَةٌ.'' (بخاری شریف جلد اوّل ص ۴۸۴)

اللہ تعالیٰ نے ملک الموت کو حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس بھیجا پھر جب وہ ان کے پاس گئے انہوں نے زور سے تھپڑ رسید کیا۔

پس وہ اپنے رب کی طرف لوٹے اور عرض کیا تو نے مجھے اپنے ایک ایسے بندے کی طرف بھیجا جو ابھی موت کا ارادہ نہیں رکھتا (مرنا نہیں چاہتا) فرمایا: لوٹ جاؤ ان کی طرف اور ان سے کہو کہ اپنا ہاتھ بیل کی پیٹھ پر رکھیں، جتنے بال ان کے ہاتھ کے نیچے آئیں گے اتنے سال ان بالوں کے بدلے زندگی بڑھ جائے گی۔

اس حدیث پاک سے روز روشن کی طرح عیاں ہوگیا کہ حضرت موسیٰ کلیم اللہ علیہ السلام اس واقعہ کے بعد کئی سال تک اپنی مرضی سے زندہ رہے۔

فلہٰذا اولیاء کاملین بعطاء الٰہی اپنی مرضی سے اس دنیا میں رہتے اور اپنی مرضی سے اس دنیا سے نقل مکانی فرماتے ہیں اور برزخ میں اس سے بہتر پاکیزہ زندگی گزارتے ہیں بلکہ کتاب الروح میں امام الوہابیہ ابن قیم نے یہاں تک لکھ دیا کہ اللہ کے بندے اپنی قبروں میں زندہ ہیں اور رزق دیئے جاتے ہیں۔

اور اسی طرح امام اجل حافظ الحدیث علامہ جلال الدین سیوطی علیہ الرحمۃ نے اپنی تصنیف کتاب شرح الصدور میں تحریر فرمایا:

خصوصاً انبیائے کرام کے متعلق ان دونوں کتابوں اور احادیث کی مشہور کتب

میں یہ روایت موجود ہے کہ

''فَنَبِىُّ اللّٰهِ حَىٌّ يُّرْزَقُ.'' (مشکوٰۃ شریف صفحہ ۱۲۱)

''اللہ کے نبی زندہ اور رزق دیئے جاتے ہیں۔''

اولیائے کاملین انبیاء کرام کے وارث ہیں، اس لیے ان کے متعلق فرمایا گیا کہ۔

''عُلَمَاءُ اُمَّتِىْ كَاَنْبِيَآءِ بَنِىْ اِسْرَآئِيْلَ.''

''میری امت کے علماء بنی اسرائیل کے انبیاء کی طرح ہوں گے۔''

''اِنَّ الْعُلَمَآءَ وَرَثَةُ الْاَنْبِيَآءِ.'' (مشکوٰۃ شریف، کتاب العلم، صفحہ ۳۴)

''بے شک علماء انبیاء کے وارث ہیں۔''

ابھی میں نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کا اپنی مرضی سے زندہ رہنا اور مرنا بیان کیا۔ اب حضور علیہ السلام کی ان احادیث مبارکہ کی تصدیق میں ملاحظہ ہو۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک صحابی رضی اللہ عنہ کا اپنی پسند کی موت سے انتقال فرمانا۔

حضرت ابوثعلبہ خشنی:

سرکار دو عالم ﷺ کے صحابی حضرت ابوثعلبہ خشنی اکثر دعا مانگا کرتے تھے کہ

''یا اللہ مجھ کو عام لوگوں کی طرح ایڑیاں رگڑ رگڑ اور دم گھٹ گھٹ کر مرنا پسند نہیں ہے۔ مجھے ایسی موت ملے کہ اس میں دم گھٹنے اور ایڑیاں رگڑنے کی زحمت نہ اٹھانی پڑے۔''

چنانچہ ان کی یہ کرامت ہے کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ، کی حکومت کے دوران یہ آدھی رات گزر جانے کے بعد نماز میں مشغول تھے کہ ان کی صاحبزادی نے یہ خواب دیکھا کہ ان کے والد صاحب کا انتقال ہوگیا ہے۔ اس پریشان کن خواب سے گھبرا کر اٹھیں اور اپنے والد صاحب کو آواز دی تو دیکھا وہ نماز پڑھ رہے ہیں، تھوڑی دیر بعد دوسری آواز دی تو کوئی جواب نہ ملا، پاس جا کر دیکھا تو سر سجدہ میں تھا اور روح پرواز کر چکی تھی۔

(اسد الغابہ، الاصابہ فی تمیز الصحابہ بحوالہ کرامات صحابہ ص ۲۰۴، ۲۰۵)

میاں محمد صاحب مرحوم فرماتے ہیں۔

؎ رَبِّ یَسِّرْ وَلَا تُعَسِّرْ پکی اساں ازمائی
آپو حل کرے جس ویلے رہوے نہ مشکل کائی!

اس سے معلوم ہوا کہ وارثین انبیاء کرام اولیائے عظام اپنی پسند کی موت اللہ سے حاصل کرتے ہیں اور پچھلی ساری توضیح و تشریح سے معلوم ہوا کہ تمام اولیاء اللہ حیات ہیں، قبروں میں ان کے بدن سلامت ہیں۔

آیئے۔ اب میں صحابہ کرام علیہم الرضوان کے واقعات سے ان چیزوں کا ثبوت پیش کرتا ہوں کیونکہ اس امت کے سب سے بہتر اولیاء کرام تو انہیں کے وجودات مسعودات تھے اور انہیں کی ذواتِ قدسیہ تمام امت سے افضل ہیں۔

؎ صحابہؓ وہ صحابہؓ ہر صبح جن کی عید ہوتی تھی
خدا کا قرب حاصل تھا نبیؐ کی دید ہوتی تھی

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا قدم مبارک:

ولید بن عبدالملک اموی کے دور حکومت میں جب روضۂ اطہر کی دیوار گر پڑی اور بادشاہ کے حکم سے تعمیر جدید کے لیے بنیاد رکھ دی گئی تو ناگہاں بنیاد میں ایک پاؤں نظر آیا لوگ گھبرا گئے اور سب نے یہی خیال کیا کہ یہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا پائے اقدس ہے لیکن جب عروہ بن زبیر صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ، نے دیکھا اور پہچانا تو قسم اٹھا کر فرمایا کہ یہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا پائے منورہ نہیں ہے۔ بلکہ یہ امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ عنہ، کا قدم مبارک ہے تو لوگوں کی گھبراہٹ اور بے چینی میں قدرے سکون ہوا۔ (بخاری شریف جلد اوّل ص ۱۸۶)

حضرت فقیہ ہند علامہ عبدالمصطفیٰ اعظمی رحمۃ اللہ علیہ اس پر تبصرہ فرماتے ہوئے لکھتے ہیں کہ

''بخاری شریف کی یہ روایت اس بات کی زبردست شہادت ہے کہ اولیاء کرام

کے مقدس اجسام کو برسوں گزر جانے کے بعد بھی مٹی نہیں کھا سکتی، بدن تو رہا بدن ان کے کفنوں کو بھی مٹی میلا نہیں کرتی۔'' (کرامات صحابہ رضی اللہ عنہ ص ۴۶، ۵۶)

حضراتِ محترم!

حضرت سیّدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ، ذی الحجہ ۲۳ھ میں شہید ہوئے اور خلیفہ اموی ولید بن عبدالملک ۹۶ھ میں فوت ہوا۔ تہتر سال کے بعد حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کا قدم مبارک تروتازہ تھا۔ معلوم ہوا کہ

؎ ولی اللہ دے قبراں وچہ ہین زندہ!!
اینویں شور پایا ایہناں نجدیاں نے

حضرت فاروق اعظم تو مراد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم تھے۔ خلیفہ ثانی تھے ان کی نیکیاں آسمانی ستاروں کی مانند تھیں ان کے سائے سے شیطان بھاگتا تھا مگر آیئے میں ایک اور صحابی رسول کا واقعہ آپ کو سناؤں جو کہ جنگ احد میں شہید ہوئے اور جنہوں نے قبل از شہادت فرما دیا کہ صبح سب سے پہلا شہید میں ہوں گا لوگ تو سرکار دو عالم علیہ السلام کے متعلق یہ غلط اور غلیظ عقیدہ رکھتے ہیں کہ آپ کو اپنے خاتمے کا علم نہ تھا مگر حضرت عبداللہ انصاری جو کہ حضرت جابر انصاری کے والد محترم تھے۔ آپ نے اپنے وصال سے پہلے بتا دیا تھا کہ میں شہید ہو جاؤں گا۔ ملاحظہ ہو بخاری شریف، حضرت جابر بن عبداللہ انصاری رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ

شہادت کی اطلاع قبل از شہادت:

''لَمَّا حَضَرَ اُحُدُ دَعَانِیْ اَبِیْ مِنَ الَّیْلِ فَقَالَ مَا اُرَانِیْ اِلَّا مَقْتُوْلاً فِیْ اَوَّلِ مَنْ یُّقْتَلُ مِنْ اَصْحَابِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ.''

''جب احد کا دن آیا تو اس سے قبل رات کو میرے والد نے مجھے بلا کر فرمایا کل اصحاب رسول میں سب سے پہلے میں شہید ہوں گا۔''

''فَاَصْبَحْنَا فَکَانَ اَوَّلَ قَتِیْلٍ.''

"پس جب صبح ہوئی تو سب سے پہلے وہ قتل کیے گئے۔" (بخاری اوّل ص۱۸۰)

چھ (۶) ماہ بعد بدن تر و تازہ:

یہی حضرت جابر بیان فرماتے ہیں کہ بعد از شہادت میں نے اپنے والد ماجد حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ، کو حضرت عمرو بن جموع کے ساتھ ایک ہی قبر میں دفن کر دیا پھر بعد میں مجھے یہ اچھا محسوس نہ ہوا تو ان کو علیحدہ قبر میں دفن کرنے کے لیے چھ ماہ بعد ان کی قبر کو میں نے کھودا لاش مبارک کو نکالا تو وہ بالکل اسی حالت میں تھے، جس حالت میں ان کو دفن کیا گیا تھا صرف ان کے کان پر کچھ تغیر ہوا تھا۔ باقی سارا بدن بالکل تر و تازہ تھا۔ (بخاری شریف جلد اول ص۱۸۰ و حاشیہ بخاری)

ابن سعد کی روایت میں ہے کہ ان کے چہرہ پر زخم ہوا تھا اور ان کا ہاتھ ان کے زخم پر تھا جب ان کا ہاتھ زخم سے اٹھایا گیا تو اس سے خون بہنے لگا۔ پھر جب ان کا ہاتھ دوبارہ زخم پر رکھا گیا تو خون بند ہو گیا اور ان کا کفن جو ایک چادر تھی جس سے چہرہ چھپا دیا گیا تھا اور ان کے پیروں پر گھاس ڈال دی گئی تھی، چادر اور گھاس دونوں کو ہم نے اسی طرح پڑا ہوا پایا۔ (ابن سعد جلد نمبر۳ ص۵۶۲)

چھیالیس (۴۶) برس کے بعد:

امیر معاویہ نے اپنی حکومت کے وقت مدینہ منورہ میں نہروں کی کھدائی کی تو یہ اعلان کروایا کہ ورثاءِ شہداء احد اپنے اپنے شہیدوں کو قبروں سے نکال کر لے جائیں۔

حضرت جابر بن عبداللہ انصاری رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ میں نے دوبارہ چھیالیس (۴۶) برس کے بعد اپنے والد کی قبر کھود کر جب ان کی نعش مبارک کو نکالا تو میں نے ان کو اس حال میں پایا کہ اپنے زخم پر ہاتھ رکھے ہوئے تھے۔ جب ان کا ہاتھ اٹھایا تو زخم سے خون بہنے لگا پھر جب ہاتھ زخم پر رکھ دیا تو خون بند ہو گیا اور ان کا کفن جو ایک چادر کا تھا بدستور صحیح و سالم تھا۔

(حجۃ اللہ علی العٰلمین جلد نمبر۲ ص۸۶۴ بحوالہ کراماتِ صحابہ رضی اللہ عنہ ص۱۳۱)

کیا چھیالیس برس کے بعد بھی تازہ خون کا نکلنا اس بات کی دلیل نہیں کہ اولیاء اللہ اپنی قبروں میں زندہ ہوتے ہیں، تازہ خون زندہ جسم سے نکلا کرتا ہے، یا مردہ سے؟

حضرت مجدد الشعراء جناب صائم چشتی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں۔

؎ مر گئے اوہناں دے جیہڑے کہن مر گئے
ساڈا ہے ہر اک تاجدار زندہ!
ساہڈا نبی ﷺ زندہ ساہڈے ولی زندہ
ساہڈے سب اصحاب کبار زندہ!
ہندالولی زندہ مہر علی زندہ!
نالے غوث جلی سرکار زندہ
اٹ اٹ جامعہ رضویہ دی آکھے!!
ہے سردار زندہ ہے سردار زندہ!

لاش صحیح سلامت:

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ، راوی ہیں کہ ایک دن بڑھاپے میں حضرت ابو طلحہ انصاری رضی اللہ عنہ، سورہ برأت کی تلاوت کر رہے تھے، جب اس آیت پر پہنچے:

"اِنْفِرُوْا خِفَافًا وَّثِقَالًا۔"

تو آپ نے فرمایا:

اے میرے بچو مجھے تم لوگ جہاد کا سامان دو کیونکہ میرا رب جوانی اور بڑھاپے دونوں حالتوں میں مجھے جہاد کا حکم فرماتا ہے۔ ان کے بیٹوں نے کہا کہ آپ نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اور حضرت ابوبکر صدیق و حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے دور میں تمام جہادوں میں شرکت کی سعادت حاصل کر لی ہے، اب آپ بوڑھے ہو چکے ہیں اس لیے اب جہاد میں نہ جائیں ہم لوگ آپ کی طرف سے جہاد کریں گے اور کرتے رہیں گے۔ مگر یہ کسی طرح بھی گھر بیٹھنے پر راضی نہیں ہوئے اور جہاد کا

سامان جمع کر کے جہاد میں جانے والی ایک کشتی پر سوار ہو کر جہاد کے لیے روانہ ہو گئے۔ خدا کی شان کہ اس کشتی ہی پر ان کی وفات ہو گئی۔

اتفاق سے ان کی قبر کے لیے سمندر میں کوئی جزیرہ بھی نہیں ملا سات دنوں تک کشتی میں آپ کی لاش مبارک رکھی رہی۔ ساتویں دن سمندر میں ایک جزیرہ ملا تو آپ اس جزیرے میں مدفون ہوئے۔ سات دن گزرنے کے باوجود آپ کے جسم اقدس پر کسی قسم کا کوئی تغیر رونما نہیں ہوا تھا۔ (الاستیعاب جلد اول ص ۵۵۰)

فرمائیے حضرات!

اس وقت تو ایسی دوائیاں بھی ایجاد نہ ہوئی تھیں، جن سے آج ہفتہ ہفتہ تک لاش رکھ لی جاتی ہے تو پھر بغیر کسی کیمیکل اور دوائی کے سات دن تک لاش مبارک کا صحیح و سالم رہنا اس بات پر دلیل نہیں ہے کہ اولیاء کاملین صرف نقل مکانی کرتے ہیں۔ مرتے نہیں ہیں؟

حضرت امیر حمزہ رضی اللہ عنہ کے قدم سے تازہ خون کا نکلنا:

جب امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے اپنی حکومت کے دوران مدینہ منورہ کے اندر نہریں کھودنے کا حکم دیا تو ایک نہر کھودنے والے کا پھاوڑہ آپ کے قدم مبارک پر پڑ گیا اور آپ کا پاؤں کٹ گیا تو اس میں سے تازہ خون بہہ نکلا حالانکہ آپ کو دفن ہوئے چھیالیس (۴۶) سال گزر چکے تھے۔

(حجۃ اللہ علی العالمین جلد دوم ص ۸۶۲ کراماتِ صحابہ رضی اللہ عنہ ص ۱۱۶)

حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ بن عبید اللہ کا تر و تازہ جسم شریف:

حضرت طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو شہادت کے بعد بصرہ کے قریب دفن کر دیا گیا مگر جس مقام پر آپ کی قبر شریف بنی وہ نشیب میں تھا اس لیے قبر مبارک کبھی کبھی پانی میں ڈوب جاتی تھی۔

آپ نے ایک شخص کو بار بار متواتر خواب میں آ کر اپنی قبر بدلنے کا حکم دیا۔

چنانچہ اس شخص نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے اپنا خواب بیان کیا تو آپ نے دس ہزار درہم میں ایک صحابی کا مکان خرید کر اس میں قبر کھودی اور حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ کی لاش کو پرانی قبر میں سے نکال کر اس قبر میں دفن کر دیا۔ کافی مدت گزر جانے کے باوجود آپ کا مقدس جسم سلامت اور بالکل ہی تر و تازہ تھا۔

(کتاب عشرہ مبشرہ ص ۲۴۵ بحوالہ کراماتِ صحابہ رضی اللہ عنہ ص ۹۲)

حضراتِ محترم!

ان واقعات سے قرآن کریم اور حدیث پاک کے جو دلائل فقیر نے پیش کیے تھے ان کی مزید تصدیق ہو جاتی ہے کہ اولیاء کرام اپنی قبروں میں زندہ ہیں اور ان کے اجسام صحیح سلامت تر و تازہ ہیں اب ایسے مزید واقعات صحابہ کرام رضی اللہ عنہ کے ملاحظہ ہو جن سے صاحبِ قبر کا تصرف بھی ثابت ہوتا ہے۔

قبر سے گفتگو:

حضرت فاطمہ خزاعیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا بیان ہے کہ

''میں ایک دن حضرت سید الشہداء حمزہ رضی اللہ عنہ، کے مزارِ اقدس کی زیارت کے لیے گئی۔ میں نے قبر انور کے سامنے کھڑے ہو کر

''اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا عَمَّ رَسُوْلِ اللّٰهِ.''

''کہا تو آپ نے با آواز بلند قبر کے اندر سے میرے سلام کا جواب دیا جس کو میں نے اپنے کانوں سے سنا۔'' (حجۃ اللہ علی العالمین جلد دوم ص ۸۶۳)

شیخ محمود کردی شیخابی تدیل مدینہ منورہ نے آپ کی قبر انور پر حاضر ہو کر سلام عرض کیا تو آپ نے قبر کے اندر سے با آواز بلند ان کے سلام کا جواب دیا۔ اور ارشاد فرمایا کہ اے شیخ محمود! تم اپنے لڑکے کا نام میرے نام پر ''حمزہ'' رکھنا چنانچہ جب خداوند کریم نے ان کو فرزند عطا فرمایا تو انہوں نے اس کا نام حمزہ رکھا۔

(حجۃ اللہ علی العالمین جلد دوم ص ۸۶۳)

معلوم ہوا کہ اولیاء کرام اپنی قبروں سے گفتگو بھی کرتے ہیں اور بیٹوں کی خوشخبری بھی دیتے ہیں اور ان کا نام بھی قبر سے ہی تجویز کرتے ہیں۔

اسی لیے عاشقِ مدینہ الحاج حضرت حاجی محمد یوسف نگینہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

؎ نبیاں تے ولیاں دے در تے مقبول دعا واں ہندیاں نے
ہڑ وگدے نے جد ہنجواں دے فر معاف خطا واں ہندیاں نے
؎ دیوانے نئیں اوہ دانے نیں جیہڑے در ولیاں دے جاندے نے
ولیاں دیاں پاک مزاراں تے سب ختم سزاواں ہندیاں نے
گل من یوسف دی اے واعظ ایہہ سب نے ٹکڑے جنت دے
ایہہ روضے والیاں دھرتی تے جنیاں دی تھا واں ہندیاں نے
لے فیض داتا ہجویریؒ توں خواجہ اجمیریؒ کہندے نے!
ایتھے ناقص کامل جد آوے سبھناں نوں عطا واں ہندیاں نے

حضرت اہبان بن صیفی غفاری:

حضرت اہبان بن صیفی غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضور علیہ السلام کے صحابی تھے ان کی کنیت ابو مسلم ہے یہ صاحبِ کرامت صحابی رضی اللہ عنہ تھے۔ چنانچہ ان کی ایک مشہور کرامت یہ ہے کہ انہوں نے وصیت فرمائی کہ میرے کفن میں فقط دو (۲) ہی کپڑے دیئے جائیں مگر لوگوں نے ان کی وصیت پر عمل نہیں کیا اور ان کے کفن میں تین کپڑے شامل کر کے ان کو دفن کر دیا۔ گھر والے جب صبح نیند سے بیدار ہوئے تو یہ دیکھ کر حیران رہ گئے کہ تیسرا کپڑا قبر سے واپس ہو کر کھونٹی پر لٹک رہا ہے۔ (اسد الغابہ جلد نمبر ا ص ۱۳۸)

حضرت خواجہ معروف کرخیؒ:

شیخ علی بن ابی نصر ہیتی کا بیان ہے کہ میں شیخ عبدالقادر جیلانی علیہ الرحمۃ کے ہمراہ حضرت معروف کرخی رحمۃ اللہ علیہ کے مزارِ مبارک پر گیا اور سلام کیا تو قبرِ انور سے آواز آئی۔

"وَعَلَيْكَ السَّلَامَ يَا سَيِّدَ اَهْلِ الزَّمَانِ."

(بہجۃ الاسرار بحوالہ کراماتِ صحابہ رضی اللہ عنہ ص ۳۲)

امام احمد بن حنبلؒ کا قبر مبارک سے باہر آنا:

شیخ علی ابن ابی نصر ہیتی اور بقا بن بطو۔ دونوں بزرگ حضرت غوث اعظم شیخ عبدالقادر جیلانی علیہ الرحمۃ کے ساتھ حضرت امام احمد بن حنبل علیہ الرحمۃ کے مزار پر انوار پر حاضر ہوئے تو ناگہاں حضرت امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ قبر شریف سے باہر نکل آئے اور فرمایا کہ

"اے عبدالقادر جیلانی میں علم شریعت و طریقت اور علمِ قال و حال میں تمہارا محتاج ہوں۔" (بہجۃ الاسرار بحوالہ کراماتِ صحابہ ص ۳۳)

گنبدِ خضریٰ کا دروازہ کھل جانا:

جب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ، کا جنازہ مقدسہ لے کر لوگ حجرۂ نبوت کے پاس پہنچے تو لوگوں نے عرض کیا کہ

"اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ هٰذَا اَبُوْبَكْرِ نِ الصِّدِّيْقُ"

یہ عرض کرتے ہی روضۂ منورہ کا بند دروازہ ایک دم خود بخود کھل گیا اور تمام حاضرین نے قبرِ انور سے یہ غیبی آواز سنی۔

"اُدْخُلُوا الْحَبِيْبَ اِلَى الْحَبِيْبِ"

"حبیب کو حبیب کے دربار میں داخل کر دو۔" (تفسیر کبیر جلد پنجم ص ۴۷۸)

افتخارِ ملت، شہنشاہ خطابت حضرت صاحبزادہ افتخار الحسن صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ

؎ جو حیات رسول ﷺ دے ہین منکر!
دس کون روضے وچوں بولیا سی
اپنے یار غار دے واسطے اٹھ!
دسو کہنے دروازہ کھولیا سی

صحابہ رضی اللہ عنہم کا سلام قبرِ انور میں سرکار صلی اللہ علیہ وسلم نے سن بھی لیا۔

قبرِ انور سے جواب بھی دے دیا۔

اپنے یارِ غار کے لیے قبرِ انور سے دروازہ بھی کھول دیا۔

قبر سے تلاوت کی آواز:

حضرت ابوطلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ، فرماتے ہیں کہ میں اپنی زمین کی دیکھ بھال کے لیے غابہ جارہا تھا کہ راستہ میں رات ہوگئی اس لیے میں حضرت عبداللہ بن عمرو بن حرام رضی اللہ تعالیٰ عنہ، کی قبر کے پاس ٹھہر گیا جب کچھ رات گزر گئی تو میں نے ان کی قبر میں سے تلاوت کی، اتنی بہترین آواز سنی کہ اس سے پہلے اتنی اچھی قرأت میں نے کبھی نہ سنی تھی۔

جب میں مدینہ منورہ لوٹ کر آیا اور میں نے سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کا تذکرہ کیا تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ اے ابوطلحہ تم کو یہ معلوم نہیں کہ خدا نے ان شہیدوں کی ارواح کو قبض کر کے زبرجد اور یاقوت کی قندیلوں میں رکھا ہے اور ان قندیلوں کو جنت کے باغوں میں آویزاں فرمادیا ہے۔ جب رات ہوتی ہے تو یہ روحیں قندیلوں سے نکال کر ان کے جسموں میں ڈال دی جاتی ہیں پھر صبح کو وہ اپنی جگہوں پر واپس لائی جاتی ہیں۔ (حجۃ اللہ علی العالمین جلد دوم ص ۸۷۱)

ابن ابی الدنیا نے یزید رقاشی سے روایت کیا کہ جب مومن انتقال کر جاتا ہے اور قرآن کا کچھ حصہ پڑھنے سے باقی رہ جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس پر فرشتے مقرر فرماتا ہے کہ وہ انہیں قرآن یاد کرائیں۔ (شرح الصدور ص ۱۸۲)

ابن جریر نے تہذیب الآثار میں اور ابونعیم نے ابراہیم بن صمہ مہلی سے روایت کیا وہ کہتے ہیں کہ مجھے صبح کے وقت قلعہ کے قریب سے گزرنے والوں نے بتایا کہ جب ہم ثابت بنانی کی قبر کے پاس سے گزرتے ہیں تو قرآن پڑھنے کی آواز آتی ہے۔ (شرح الصدور اردو ص ۱۷۹)

ابن مندہ نے اپنی سند سے بیان لیا کہ ابوحماد جو ایک متقی گورکن تھے انہوں نے بتایا کہ جمعہ کے روز دوپہر کو میں قبرستان گیا تو جس قبر سے گزرا قرآن پڑھنے کی آواز سنی۔ (شرح الصدور ص ۱۷۹)

معلوم ہوا قبر والا صرف زندہ ہی نہیں بلکہ اپنی قبر میں تلاوت کر کے اپنی زندگی کا ثبوت بھی فراہم کر رہا ہے۔

شرح الصدور میں علامہ سیوطی علیہ الرحمۃ نے متعدد روایات سے بیان کیا کہ صاحبِ قبر تلاوت کرتا ہوا سنا گیا۔

قبر سے شفاء:

حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ، جو مدینہ منورہ میں ہجرت کے فوراً بعد رسول اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے میزبان تھے۔ ان کو اللہ تعالیٰ نے یہ شرف بخشا کہ بہت ہی دور دور سے قسم قسم کے مایوس العلاج لوگ مریض لے کر آپ کی قبر شریف پر حاضری دیتے شفاء پاتے تھے اب بھی لاعلاج مریض آپ کے مزارِ پر انوار پر شفاء کے لیے حاضر ہوتے ہیں اور شفاء پاتے ہیں۔

(اکمال فی اسماء الرجال ص ۵۸۶ حاشیہ کنز العمال جلد ۶ ص ۲۳۵)

موت کے بعد وصیت:

صحابیٔ رسول حضرت ثابت بن قیس رضی اللہ تعالیٰ عنہ، نے شہید ہو جانے کے بعد ایک صحابی سے خواب میں فرمایا کہ اے شخص تم امیر لشکر حضرت خالد بن الولید سے میرا یہ پیغام کہہ دو کہ میں جس وقت شہید ہوا تو میرے جسم پر لوہے کی ایک ذرہ تھی جس کو ایک مسلمان سپاہی نے میرے بدن سے اتار لیا اور اپنے گھوڑا باندھنے کی جگہ پر اس کو رکھ کر اس پر ایک ہانڈی اوندھی کر کے اس کو چھپا رکھا ہے۔ لہٰذا امیرِ لشکر میری اس ذرہ کو برآمد کر کے اپنے قبضہ میں لے لیں۔

اور پھر تم مدینہ منورہ پہنچ کر امیر المؤمنین حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ،

سے میرا یہ پیغام کہہ دینا کہ جو مجھ پر قرض ہے وہ اس کو ادا کریں اور میرا فلاں غلام آزاد ہے۔

خواب دیکھنے والے صحابی رضی اللہ عنہ نے اپنا خواب حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ، سے بیان کیا تو انہوں نے فوراً ہی تلاشی لی واقعی ٹھیک اسی جگہ سے زرہ برآمد ہوئی جس جگہ کا خواب میں آپ نے نشان بتایا تھا۔ اور جب امیر المومنین حضرت ابوبکر الصدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ، کو یہ خواب سنایا گیا تو آپ نے حضرت ثابت بن قیس کی وصیت کو نافذ کرتے ہوئے ان کا قرض ادا فرمایا اور ان کا غلام آزاد کیا۔

(تفسیر صاوی جلد دوم ص ۱۰۸)

؎ مرنے والے مرتے ہیں لیکن فنا ہوتے نہیں!
درحقیقت وہ کبھی ہم سے جدا ہوتے نہیں

معلوم ہوا کہ اولیاء کاملین بعداز وصال زندہ ہیں اور تمام حالات کو جانتے ہیں اس کے باوجود ان کی وصیت نافذ ہوا کرتی ہے کیونکہ وہ زندہ تو ہیں مگر ہماری نگاہوں سے اوجھل ہوگئے ہیں۔ آج لوگ طعنہ دیتے ہیں کہ اگر وہ زندہ ہیں تو ان کی وصیت کیوں نافذ ہوتی ہے وہ اس واقعہ پر غور کریں۔

بعد موت انجام کی خبر دینا:

حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ تعالیٰ عنہ، فرماتے ہیں کہ مجھ سے حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ، نے فرمایا کہ

آیئے ہم اور آپ یہ عہد کریں کہ ہم دونوں میں سے جو بھی پہلے وصال کرے گا وہ خواب میں آکر اپنا حال دوسرے کو بتادے۔ میں نے کہا کہ کیا ایسا ہوسکتا ہے تو انہوں نے فرمایا کہ ہاں مومن کی روح آزاد رہتی ہے، روئے زمین میں جہاں چاہے جاسکتی ہے۔

اس کے بعد حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ، کا وصال ہوگیا۔ پھر میں نے ایک دن قیلولہ کر رکھا تھا تو بالکل اچانک ہی میرے سامنے حضرت سلمان فارسی رضی

اللہ تعالیٰ عنہ، آگئے اور آپ نے بلند آواز سے کہا۔

"اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ"

میں نے جواب میں

"وَعَلَيْكُمُ السَّلَامُ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ"

کہا۔ اور ان سے دریافت کیا کہ کہیئے وصال کے بعد آپ سے کیا گزری؟ اور آپ کس مرتبہ پر ہیں تو انہوں نے فرمایا:

میں بہت ہی اچھے حال میں ہوں اور میں آپ کو یہ نصیحت کرتا ہوں کہ آپ ہمیشہ خدا پر توکل کرتے رہیں کیونکہ توکل بہترین چیز ہے۔ توکل بہترین چیز ہے۔ توکل بہترین چیز ہے۔

اس جملہ کو انہوں نے تین مرتبہ ارشاد فرمایا۔ (شواہد النبوت ص ۲۲۱ از علامہ جامی،)

معلوم ہوا کہ اللہ والے بعداز وصال بھی تشریف لاتے ہیں اور تبلیغ فرماتے ہیں اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہ کا عقیدہ تھا کہ بعداز وصال بھی آپس میں ملا اور کہا اور سنا جاسکتا ہے۔

موت کے بعد گفتگو:

حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ، فرماتے ہیں کہ صحابی رسول صلی اللہ علیہ وسلم حضرت زید بن خارجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ، مدینہ منورہ کے بعد راستوں میں ظہر وعصر کے درمیان چلے آرہے تھے کہ ناگہاں گر پڑے اور اچانک ان کی وفات ہوگئی۔

لوگ انہیں اٹھا کر مدینہ منورہ لائے اور انہیں کمبل اوڑھا دیا جب مغرب وعشاء کے درمیان کچھ عورتوں نے رونا شروع کیا تو کمبل کے اندر سے آواز آئی۔ اے رونے والیو خاموش رہو یہ آواز سن کر لوگوں نے ان کے چہرے سے کمبل ہٹا دیا تو وہ بے حد دردمندی سے نہایت ہی بلند آواز سے کہنے لگے۔

"حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نبی اُمی خاتم النبیین، ہیں اور یہ بات اللہ

کی کتاب میں ہے۔"

اتنا کہہ کر کچھ دیر تک بالکل ہی خاموش رہے پھر بلند آواز سے یہ فرمایا:

"سچ کہا سچ کہا ابوبکر صدیق (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے جو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے خلیفہ ہیں، قوی ہیں، امین ہیں، گو بدن میں کمزور تھے لیکن اللہ تعالیٰ کے کام میں قوی تھے۔ یہ بات اللہ تعالیٰ کی پہلی کتابوں میں ہے۔"

اتنا فرمانے کے بعد پھر ان کی زبان بند ہوگئی اور تھوڑی دیر تک بالکل خاموش رہے پھر ان کی زبان پر یہ کلمات جاری ہوگئے اور زور زور سے بولنے لگے۔

"سچ کہا سچ کہا درمیان کے خلیفہ اللہ تعالیٰ کے بندے حضرت امیر المؤمنین عمر بن خطاب (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے جو اللہ تعالیٰ کے بارے میں کسی ملامت کرنے والے کی ملامت کو خاطر میں نہیں لاتے تھے نہ اس کی کوئی پرواہ کرتے تھے اور وہ لوگوں کو اس بات سے روکتے تھے کہ کوئی قوی کسی کمزور کو کھا جائے اور یہ بات اللہ تعالیٰ کی پہلی کتابوں میں لکھی ہوئی ہے۔"

اس کے بعد پھر وہ تھوڑی دیر خاموش رہے پھر ان کی زبان پر یہ کلمات جاری ہوگئے اور زور زور سے بولنے لگے۔

"سچ کہا سچ کہا حضرت عثمان غنی (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے جو امیر المؤمنین ہیں اور مومنوں پر رحم کرنے والے ہیں، دو باتیں گزر گئیں اور چار باقی ہیں جو یہ ہیں۔

۱۔ لوگوں میں اختلاف ہو جائے گا اور ان کے لیے کوئی نظام نہ رہ جائے گا۔

۲۔ سب عورتیں رونے لگیں گی اور ان کی پردہ دری ہو جائے گی۔

۳۔ قیامت قریب ہو جائے گی۔

۴۔ بعض آدمی بعض کو کھا جائے گا۔

اس کے بعد ان کی زبان بالکل بند ہوگئی۔

(طبرانی، البدایہ والنہایہ جلد ششم ص ۱۵۶ اسد الغابہ جلد دوم ص ۲۲۷)

نیزہ پر سر کی تلاوت:

حضرت زید بن ارقم صحابی رسول رضی اللہ عنہ، کی روایت ہے کہ جب یزیدیوں نے حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ، کے سر مبارک کو نیزہ پر چڑھا کر کوفہ کی گلیوں میں گشت کیا تو میں اپنے مکان کے بالاخانے پر تھا۔ جب سر مبارک میرے سامنے سے گزرا تو میں نے سنا سر مبارک نے یہ آیت تلاوت فرمائی۔

"اَمْ حَسِبْتَ اَنَّ اَصْحٰبَ الْكَهْفِ وَالرَّقِيْمِ كَانُوْا مِنْ اٰيٰتِنَا عَجَبًا" (پ نمبر ۱۵ سورۂ کہف)

اس طرح ایک دوسرے بزرگ نے فرمایا کہ جب یزیدیوں نے سر مبارک کو نیزہ سے اتار کر ابن زیاد کے محل میں داخل لیا تو آپ کے مقدس ہونٹ ہل رہے تھے اور زبان مبارک پر ان آیات کی تلاوت جاری تھی۔

فَلَا تَحْسَبَنَّ اللّٰهَ غَافِلًا عَمَّا يَعْمَلُ الظّٰلِمُوْنَ. "(روضۃ الشہداء ص ۲۳۰)

پنجتن کے گھرانے کی عادت تو ذرا دیکھو!
سر نیزے پہ ہے پھر بھی قرآن سناتے ہیں

بعد از وصال بیعت فرمانا:

منقول ہے کہ ایک روز ایک درویش صاحب جمال حضرت شاہ گردیز کے عشق و محبت میں سرشار بیعت کرنے کی خاطر ملتان آیا یہاں آکر معلوم ہوا کہ حضرت شاہ گردیز وصال فرما چکے ہیں، مزار پر پہنچا اور رو رو کر عرض کی حضور میں تو بیعت کی خاطر حاضر ہوا تھا مگر آپ کی زیارت نصیب میں نہ تھی۔

آپ وصال فرما چکے ہیں۔

اے تماشہ گاہ عالم روئے تو
تو کجا بہر تماشہ مے روی!

یکا یک قبر سے آواز آئی مایوس نہ ہوں آؤ بیعت کرلیں، اس آواز کے ساتھ ہی

آپ کا ہاتھ مبارک قبر سے باہر نکلا اس درویش نے مصافحہ کر کے مریدی اختیار کر لی۔

(تذکرہ اولیائے ملتان ص ۷۷، ۷۸)

ارشادِ باری تعالیٰ:

اللہ تعالیٰ جل جلالہ، نے قرآن کریم میں واضح ارشاد فرمایا ہے کہ

"یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَوَلَّوْا قَوْمًا غَضِبَ اللّٰهُ عَلَیْهِمْ قَدْ یَىٕسُوْا مِنَ الْاٰخِرَةِ كَمَا یَىٕسَ الْكُفَّارُ مِنْ اَصْحٰبِ الْقُبُوْرِ."

(پارہ نمبر ۲۸ سورۂ ممتحنہ آخری آیت)

"اے ایمان والو نہ دوستی رکھو ان سے جن پر اللہ کا غضب ہوا، تحقیق وہ آخرت سے اسی طرح مایوس ہو گئے جس طرح مایوس ہو گئے۔ کفار اہل قبور سے۔"

اس آیت کریمہ سے معلوم ہوا کہ وہ اولیاء کاملین جو اپنی اپنی قبور میں تشریف لے جا چکے ہیں ان سے فائدہ اور نفع تا قیام قیامت جاری ہے۔ ان سے مایوس ہونا فعلِ کفار ہے۔

؎ در فیض حق بند جب تھا نہ اب کچھ!
فقیروں کی جھولی میں اب بھی ہے سب کچھ!
یہ اللہ والے ہیں دیتے ہیں سب کچھ!
مگر ان سے چاہئے لینے کا ڈھب کچھ

حضرت خواجہ خواجگان والئی ہندوستان عطاء رسول سیدنا معین الدین حسن سنجری اجمیری رحمۃ اللہ تعلیہ نے حضور داتا گنج بخش علی ہجویری رحمۃ اللہ علیہ کے مزارِ پرانوار پر پاؤں کی طرف بیٹھ کر چلہ کیا اور حصول فیض کے بعد لکھ گئے کہ

؎ گنج بخش عالم مظہر نور خدا!
ناقصاں را پیر کامل کاملاں را رہنما

دعا ہے کہ اللہ کریم ہمیں قرآن وحدیث واولیائے کاملین کے اسی مسلک پر قائم ودائم رکھے آمین ثم آمین۔ "وَمَا عَلَیْنَاۤ اِلَّا الْبَلٰغُ الْمُبِیْنُ."

دوسرا خطبہ

فَقَدْ فَازَ فَوْزًا عَظِیْمًا (القرآن)

فوزِ عظیم

نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِهِ الْكَرِيْمِ۔

اَمَّابَعْدُ ! فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

مَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَقَدْ فَازَ فَوْزًا عَظِيْمًا۔

(پ۲۲ سورۃ احزاب آیت نمبر ۷۱)

"صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِيْمِ۔"

درود شریف:

"صَلٰوةً وَّسَلَامًا عَلَيْكَ يَا سَيِّدِیْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ
وَعَلٰی اٰلِكَ وَاَصْحَابِكَ يَا حَبِيْبَ اللّٰهِ۔"

حضرات محترم:

میں نے آج جو آیت کریمہ تلاوت کرنے کا شرف حاصل کیا ہے۔اس کا ترجمہ یہ ہے کہ جو شخص اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرے گا۔اس نے بڑی کامیابی حاصل کی۔

قرآن کریم میں اس کامیابی کو فوزِ عظیم فرمایا گیا ہے۔علماء محدثین ومفسرین نے اس کی توضیح وتشریح میں بہت کچھ لکھا کہ یہ فوزِ عظیم کیا ہے۔مگر میں آپ کو ایک چھوٹے سے قاعدہ سے یہ بات سمجھانا چاہتا ہوں، تاکہ معلوم ہو سکے کہ فوزِ عظیم کیا ہے؟

فوزِ عظیم:

دیکھیے ایک غلام اپنے آقا کی اتنی تابعداری کرتا ہے اور اس قدر خدمت بجالاتا ہے کہ آقا اسے اپنا معتمد بنالیتا ہے اور اپنے ہر مقام پر اس کو تصرف کی اجازت دے

دیتا ہے۔

کاروبار، گھربار، ہر جگہ وہ اپنے آقا کی جگہ تصرف کرنے کا مجاز ہوتا ہے اور آقا کی ہر چیز اس کی ہو جاتی ہے۔آقا کے تمام رشتہ دار حتیٰ کہ اولاد تک اس غلام کے تصرف میں آجاتی ہے۔

یہی اس کی عظیم کامیابی ہے۔

اسی طرح بندہ جب مکمل طور پر اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا مطیع ہو جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ بھی اس کو اپنی کائنات میں تصرف کرنے کا مجاز فرما دیتا ہے اور کائنات کی ہر چیز اس کی مطیع ہو جاتی ہے۔اسی فلسفہ کو حدیث پاک میں یوں بیان کیا گیا ہے کہ

"مَنْ كَانَ لِلّٰهِ كَانَ اللّٰهُ لَهٗ" (کرامات صحابہ رضی اللہ عنہ ص ۵۹)

''جو خدا کا ہو جاتا ہے خدا اس کا ہو جاتا ہے۔''

پھر وہ خدا کا مطیع اور ساری کائنات باذن اللہ تعالیٰ اس کی مطیع ہو جاتی ہے اسی فلسفہ کو حضرت شیخ مصلح الدین سعدی شیرازی علیہ الرحمۃ نے یوں بیان فرمایا ہے کہ

تو ہم گردن از حکم داور مپیچ!
کہ گردن نہ پیچد ز حکم تو ہیچ!

''یعنی کہ اے انسان تو خدا کی نافرمانی نہ کرتا کہ دنیا کی کوئی چیز تیری نافرمانی نہ کرے۔''

تخلیق انسانی کا مقصد:

اللہ تعالیٰ نے انسان کو محض اپنی عبادت کے لیے پیدا فرمایا ہے۔

ارشاد باری ہے کہ

"وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنَ۔"

(پ۲۷ سورۃ الذاریات آیت نمبر ۵۶)

"اور نہیں پیدا کیا ہم نے جن و انسان کو مگر اس لیے کہ وہ عبادت کریں۔"

سب جہاں تیرے لیے اور تو خدا کے واسطے:

ایک دوسرے مقام پر اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ

"یٰۤاَیُّهَا النَّاسُ اعْبُدُوْا رَبَّكُمُ الَّذِیْ خَلَقَكُمْ وَ الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ. الَّذِیْ جَعَلَ لَكُمُ الْاَرْضَ فِرَاشًا وَّ السَّمَآءَ بِنَآءً وَّ اَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَاَخْرَجَ بِهٖ مِنَ الثَّمَرٰتِ رِزْقًا لَّكُمْ."

(پ نمبر ۱ سورۃ البقرہ آیت نمبر ۲۱، ۲۲)

"اے لوگو اپنے اس رب کی عبادت کرو جس نے تمہیں اور تم سے پہلوں کو پیدا فرمایا تا کہ تم ڈرو وہی رب جس نے تمہارے لیے زمین کو بچھونا آسمان کو چھت بنایا اور پھر آسمان سے بارش نازل فرمائی پھر اس سے تمہارے لیے رزق نکالا۔"

یعنی کہ یہ سب کچھ انسان کے لیے پیدا کیا اور انسان کو محض اپنی عبادت کے لیے

کسی شاعر نے کیا خوب فرمایا:

جانور پیدا کیے تیری وفا کے واسطے
کھیتیاں سرسبز ہیں تیری غذا کے واسطے
چاند، سورج اور ستارے ہیں ضیاء کے واسطے
سب جہاں تیرے لیے اور تو خدا کے واسطے

یہ حقیقت ہے:

یہ حقیقت ہے کہ اگر انسان خداوند قدوس کا تابع فرمان رہے گا۔ تو کائنات کا ذرہ ذرہ اس کا تابع فرمان رہے گا۔

پانی، مٹی، آگ، ہوا۔ حیوانات نباتات۔ جمادات سب انسان کے مطیع ہیں۔
بشرطیکہ انسان خداوند قدوس کا مطیع ہو۔

دریا کی تابعداری:

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی نے ازالۃ الخفاء اور حضرت علامہ امام یوسف نبہانی نے حجۃ اللہ علی العالمین میں یہ روایت نقل فرمائی ہے کہ حضرت سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ، کے دورِ خلافت میں دریائے نیل رک گیا اور خشک ہو گیا اور اس دریا کی یہ عادت تھی کہ ہر سال اسی طرح رک کر خشک ہو جاتا تھا اور جب تک ایک خوبرو دوشیزہ بمعہ زیورات کے اس کی بھینٹ نہ چڑھاتے تھے وہ خشک رہتا تھا اور جب دوشیزہ اس کی نذر کرتے تو رواں ہو جاتا تھا۔

حضرت فاروق اعظم نے دریائے نیل کے نام ایک خط لکھا جس کا مضمون یہ تھا کہ
اے دریائے نیل اگر تو خود بخود جاری ہوا کرتا تھا تو ہم کو تیری کوئی ضرورت نہیں، اور اگر تو اللہ کے حکم سے جاری ہوتا تھا تو پھر اللہ کے حکم سے جاری ہو جا۔"

حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ، کا وہ خط جب دریائے نیل کے اندر دفن کیا گیا تو دریائے نیل جاری ہو گیا۔

پہلے جاری ہوتا تھا تو سال بعد پھر رک جاتا تھا مگر اب ایسا جاری ہوا کہ آج تک دوبارہ نہیں رکا۔

(ازالۃ الخفاء مقصد دوم ص ۱۶۶ حجۃ اللہ علی العالمین جلد دوم ص ۷۶۱)

تو ہم گردن از حکم داور مپیچ!
کہ گردن نہ پیچد ز حکم تو ہیچ!

عاشق مدینہ حضرت علامہ الحاج محمد یوسف علی نگینہ رحمۃ اللہ علیہ نے کیا خوب فرمایا کہ

محبوبؐ دی گل تے اک پاسے
سن گل محبوب دے خادماں دی
فاروقؓ دے لکھیاں رقیاں تے
پئے نیل چلائے جاندے نے

آگ کی تابعداری:

آپ ہی کی خلافت کے دور میں ایک مرتبہ اچانک ایک پہاڑ کی غار سے آگ کے خطرناک شعلے بلند ہوئے اور اس آگ نے پھیل کر آس پاس کی تمام اشیاء کو جلا کر راکھ کر ڈالا۔ لوگ دربارِ خلافت میں پہنچے اور حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ سے فریاد کی تو آپ نے حضرت تمیم داری کو اپنی چادر مبارک عطا کرتے ہوئے فرمایا کہ میری یہ چادر لے کر آگ کے پاس چلے جاؤ۔

حضرت تمیم داری اس چادر مبارک کو لے کر جیسے ہی آگ کے قریب پہنچے یکا یک وہ آگ پیچھے ہٹنے لگی اور ہٹتے ہٹتے غار کے اندر چلی گئی حتیٰ کہ حضرت جب غار کے اندر داخل ہوئے تو آگ بالکل بجھ چکی تھی، اس کے بعد کبھی ظاہر نہیں ہوئی۔

(ازالۃ الخفاء مقصد دوم ص ۱۷۲)

تو ہم گردن از حکم داور مپیچ!
کہ گردن نہ پیچد ز حکم تو ہیچ

زلزلہ رک گیا:

زمین مدینہ پر زلزلہ آیا، اس قدر شدید زلزلہ کہ زمین کانپنے اور حرکت کرنے لگی سیّدنا فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ، نے زور سے درہ زمین پر مارا اور بڑے جلال سے فرمایا:

''اے زمین ساکت ہو جا کیا میں نے تیرے اوپر عدل نہیں کیا ہے؟''

زمین بالکل ساکت ہوگئی اور آج تک دوبارہ زمین مدینہ پر زلزلہ نہیں آیا۔

(حجۃ اللہ علی العالمین جلد دوم ص ۸۶۱)

تو ہم گردن از حکم د اور مپیچ!
کہ گردن نہ پیچد ز حکم تو ہیچ!

شیر کی تابعداری:

حضور اکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پیارے صحابی حضرت سفینہ رضی اللہ عنہ ایک جنگل سے گزر رہے تھے کہ اچانک ایک بھوکا اور بپھرا ہوا شیر آپ پر حملہ آور ہونے کی تیاری کرنے لگا۔

آپ نے شیر سے فرمایا:

''یَا اَبَا الْحَارِثُ اَنَا مَوْلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ۔''

(مشکوٰۃ شریف ص ۵۵۴)

''اے شیر خبردار میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا غلام ہوں۔''

سفینے کہیا شیر دے تائیں سوچ کے میں دل آویں
میں غلام رسول اللہ دا دیکھ کے توں ہتھ پاویں

شیر دم ہلاتا ہوا آپ کے قدموں پر آ گیا اور منزلِ مقصود تک ان کو ساتھ لے پہنچ گیا۔ گویا کہ

شیر نے کہیا سفینے تائیں سن راہی راہ جاندے
جیہڑے غلام رسول اللہ دے اسیں غلام اوہناں دے

پتہ چلا کہ

تو گردن از حکم داور مپیچ!
کہ گردن نہ پیچد ز حکم تو ہیچ!

اژدھا مطیع:

خلیفہ منصور نے ایک دن اپنے وزیر سے کہا کہ جاؤ اور حضرت امام جعفر صادق کو پکڑ لاؤ تاکہ ان کو قتل کر دوں۔

وزیر نے کہا کہ کیا وہ صادق جو گوشۂ نشین عبادت میں مصروف ہے۔ اور بادشاہ سے کسی قسم کا کوئی تعلق نہیں رکھتا ہے۔

وزیر کے اس کلام سے

بادشاہ ناراض ہوا اور پھر دوبارہ کہا کہ ہاں اسی کو لے آ تا کہ میں اسے قتل کردوں، اگر چہ وزیر نے ہر چند منع کیا لیکن کوئی فائدہ نہ ہوا اور مجبور ہوکر وزیر حضرت امام جعفر صادق کو بلانے کے لیے چلا گیا۔

بادشاہ نے اپنے غلاموں سے کہا کہ جب امام صاحب یہاں آئیں تو میں اپنے سر سے ٹوپی اتاروں گا۔ اسی وقت تم ان کو قتل کردینا۔

چنانچہ جب آپ تشریف لائے تو خلیفہ تعظیم کے لیے اٹھا اور بڑی عزت کے ساتھ استقبال کے لیے دوڑا۔ اور صدر پر آپ کو بٹھا کر غلاموں کی طرح دستِ بستہ بیٹھ گیا۔

غلاموں نے بڑا تعجب کیا۔ منصور نے آپ سے خدمت دریافت کی۔ آپ نے فرمایا دوبارہ مجھے مت بلاؤ تاکہ عبادتِ الٰہی میں مصروف ہوں۔

چنانچہ خلفیہ نے بصد عزواکرام آپ کو رخصت کیا۔ اسی وقت بادشاہ پر لرزہ طاری ہوا اور بے ہوش ہوگیا۔ اور تین دن تک بے ہوش رہا۔ جب وہ ہوش میں آیا تو وزیر نے ماجرا دریافت کیا۔

بادشاہ نے کہا کہ جب امام صاحب اندر تشریف لائے تو میں نے دیکھا کہ ایک اژدھائے عظیم آپ کے ہمراہ تھا کہ اس کا ایک لب محل کے اوپر کے کنگرے پر اور دوسرا سطح زمین پر تھا اور وہ زبان حال سے مجھ کو کہہ رہا تھا کہ اگر تو نے ذرہ بھر بھی تکلیف دی تو تجھ کو نگل جاؤں گا۔ چنانچہ اس اژدھا کے خوف سے عذر خواہی کی اور اس طرح سے بے ہوش ہوگیا۔ (تذکرۃ الاولیاء ص ۱۴، ۱۵)

نہ تخت و تاج میں نے لشکر و سپاہ میں ہے
جو بات مردِ قلندر کی بارگاہ میں ہے
تمنا درد دل کی ہو تو خدمت کر فقیروں کی
نہیں ملتا یہ گوہر بادشاہوں کے خزینوں میں

اور۔

نہ پوچھ ان خرقہ پوشوں کی ارادت ہو تو دیکھ ان کو
ید بیضاء لیے بیٹھے ہیں اپنی آستینوں میں

حضرات سامعین!

اژدھے بھی اللہ والوں کے تابعدار ہوا کرتے ہیں اور شیر بھی مطیع۔

تو ہم گردن از حکم داور مپیچ!
کہ گردن نہ پیچد ز حکم تو ہیچ

بکری روٹی لائی:

حضرت خواجہ خواجگان، خواجہ اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ، نے ایک مرتبہ تین دن تک کچھ نہ کھایا پیا۔ چوتھے دن باہر تشریف لائے اور ایک سنہری دینار راہ میں پڑا دیکھا مگر نہ اٹھایا کہ شاید کسی کا گر گیا ہوگا۔ آگے چلے گئے تاکہ گھاس کھا کر بھوک مٹائیں، کیا دیکھتے ہیں کہ ایک بکری اپنے منہ میں گرم گرم روٹی لیے چلی آ رہی ہے۔ بکری نے وہ روٹی آپ کے سامنے آ کر ڈال دی مگر آپ نے اس روٹی کو نہ چھوا کہ شاید کسی کی اٹھائی ہوئی ہو اور آگے آگے چلنے لگے مگر بکری نے زبانِ حال سے کہا کہ میں بھی اس خدا کی غلام ہوں، جس کا تو غلام ہے۔ تب آپ نے اس روٹی کو اٹھا کر کھالیا اور بکری گم ہوگئی۔ (تذکرۃ الاولیاء ص ۲۳)

تو ہم گردن از حکم داور مپیچ!
کہ گردن نہ پیچد ز حکم تو ہیچ

شیر پر سواری:

حضرت شاہ یوسف گردیز ملتانی رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق لکھا ہے کہ بہت سے دیگر بزرگانِ کرام اور صلحائے امت کی طرح آپ شیر پر سواری کرتے اور ایک سانپ بطور کوڑے کے استعمال فرماتے گویا یہ آپ کی ادنیٰ کرامت تھی۔

مندرجہ ذیل شعر اس بات کی تائید کرتا ہے۔

؎ دانی سوارِ شیر کہ دردست مار کرد
مخدوم شاہ یوسف ایں جامزار کرد

(تذکرہ اولیائے ملتان ص۷۵،۷۶)

حضرت شیخ اسماعیل سندھی جو کہ حضرت سیّدنا صدیقِ اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ، کی اولاد میں سے تھے، بچپن میں مویشی چراتے تھے تو ایک روز ماموں حضرت نے ان کو شیر پر سواری کرتے دیکھا۔ آکر ان کی والدہ سے ذکر کیا۔ اس سے حضرت ناراض ہوئے اور ماموں حضرت فوراً ٹکڑے ٹکڑے ہو کر جاں بحق ہوئے۔

(تذکرہ اولیائے ملتان ص۲۰۷)

؎ تو ہم گردن از حکم داور مپیچ!
کہ گردن نہ پیچدز حکم تو ہیچ

سونے کا چشمہ:

ایک روز حضرت غوث بہاؤالدین زکریا ملتانی رحمتہ اللہ علیہ، چند صوفیوں کے ہمراہ خانقاہ سے باہر آئے تو کیا دیکھتے ہیں کہ قرض خواہ ایک شخص کو تنگ کر رہے ہیں اور اس کے پاس کچھ دینے کو نہیں یہ دیکھ کر آپ ٹھہر گئے اور پائے مبارک زمین پر مارا اسی وقت زمین سے سونے کا چشمہ ظاہر ہوا۔ آپ نے قرض خواہوں کو فرمایا کہ جتنا تمہارا حق ہے اس سے لے لو۔ (تذکرۃ الاولیاء ملتان ص۳۴)

؎ تو ہم گردن از حکم داور مپیچ!
کہ گردن نہ پیچدز حکم تو ہیچ

کعبہ دکھا دیا:

ایک روز شیخ الاسلام حضرت بہاؤالدین زکریا ملتانی رحمتہ اللہ علیہ علماء بخارا سے بحث کر رہے تھے اور باتوں ہی باتوں میں نوبت یہاں تک پہنچی کہ علماء نے کہا ولایت

کے یہ معنی ہیں کہ خانہ کعبہ کو مرد اس جگہ دیکھے اور دوسروں کو دکھائے۔

جونہی آپ نے یہ بات سنی فوراً مراقبہ کیا اور کچھ دیر بعد سر اٹھا کر فرمایا آنکھیں بند کرو۔ انہوں نے آنکھیں بند کیں پھر فرمایا آنکھیں کھول دو جب انہوں نے آنکھیں کھولیں تو سامنے کعبہ کو دیکھا۔ (تذکرۃ اولیائے ملتان ص۳۴)

؎ تو ہم گردن از حکم داور مپیچ!
کہ گردن نہ پیچدز حکم تو ہیچ

جواہرات کا سمندر:

شہنشاہِ فرغانہ جمال الدین نے حضرت غوث کی خدمت میں لعل و جواہرات سے بھرا ہوا ایک تھال بطور نذرانہ پیش کیا تو حضور نے توجہ نہ فرمائی اور مصلے کا ایک کنارہ اٹھا کر فرمایا: ذرا ادھر توجہ فرمائیے۔

فرغانہ کے شاہ نے جب دیکھا تو حیران رہ گیا کہ مصلے کے نیچے جواہرات کا سمندر ٹھاٹھیں مار رہا تھا۔ سلطان بہت نادم ہوا اور ملازمین کو تھال واپس لے جانے کا اشارہ کیا۔ (تذکرہ اولیائے ملتان ص۴۰)

؎ تو ہم گردن از حکم داور مپیچ!
کہ گردن نہ پیچدز حکم تو ہیچ

ہر قطرہ مروارید:

حضرت شاہ یوسف گردیز رحمتہ اللہ علیہ کا ایک مرید تاجر پیشہ تھا۔ ایک مرتبہ وہ بہت سا روپیہ آپ کی نذر کرنے کے لیے لایا مگر آپ نے کوئی توجہ نہ فرمائی۔ تاجر بہت غمگین ہوا اور دل میں سوچنے لگا کہ میں تو اس قدر مال لایا ہوں مگر آپ نے توجہ نہ فرمائی۔

کاش میں یہ لاتا ہی نہ حضرت بطور ولایت اس کے خیال سے آگاہ ہو گئے اور ایک خادم کو ارشاد فرمایا کہ آفتابہ لے آؤ جب آپ نے وضو کرنا شروع کیا تو جو قطرہ

پانی کا نیچے گرتا تھا دانہ مروارید بن جاتا تھا۔ تاجر یہ دیکھ کر بہت شرمندہ ہوا اور معافی مانگی۔ (تذکرہ الاولیاء ملتان ص ۷۶)

تو ہم گردن از حکم داور مپیچ!
کہ گردن نہ پیچد ز حکم تو ہیچ

سنگریزے سونا بن گئے:

ایک دن آپ اپنے احباب میں بیٹھے تھے ایک شخص نے پوچھا مجھے تعجب ہے کہ دنیا ظالموں اور فاسقوں کے ہاتھ میں ہے اور آپ کے پاس نہیں۔

آپ نے فرمایا کہ تو یہ سمجھتا ہوگا ہم مانگتے ہیں اور ہم کو ملتی نہیں، ہاتھ بڑھایا چند سنگریزے اٹھا کر واپس زمین پر گرا دیے جو زمین پر گرتے ہی سونا بن گئے۔ آپ نے فرمایا: اگر میں چاہوں تو تمام پہاڑوں کو بحکم الٰہی خالص سونے کا بنا دوں مگر یہ میری خواہش نہیں ہے۔ (تذکرہ اولیائے ملتان ص ۷۶)

تو ہم گردن از حکم داور مپیچ!
کہ گردن نہ پیچد ز حکم تو ہیچ

کنواں خود بخود جاری ہوگیا:

ایک دن آپ کنویں پر جو آپ کے حجرۂ مبارک کے قریب تھا، پہنچے اس روز اتفاقاً کنویں کے بیل مر گئے تھے اور کنواں بند پڑا تھا۔

آپ نے فرمایا کہ جو خدا بیلوں سے کنویں کو جاری کرتا ہے وہ قادر ہے کہ بغیر بیل کے بھی اس کو جاری رکھے آپ کے اتنا کہتے ہی کنواں خود بخود جاری ہوگیا اور مدت دراز تک بغیر بیل کے چلتا رہا۔ (تذکرہ اولیائے ملتان ص ــــ)

تو ہم گردن از حکم داور مپیچ!
کہ گردن نہ پیچد ز حکم تو ہیچ

بارش کروادی:

ایک دفعہ خواجہ نصیر الدین صاحب مہاروی رحمۃ اللہ علیہ، حضرت خواجہ محمد حسین بخش چشتی رحمۃ اللہ علیہ کے پاس تشریف لائے۔ آپ نے صاحبزادہ محمد حبیب احمد صاحب کے ذمہ لگایا کہ ان کے لیے رہائش کی جگہ بنائی جائے مگر انہوں نے اپ کو اطلاع دی کہ مہمان خانہ میں آدمی سوئے ہوئے ہیں اور وہاں جگہ نہیں ہے۔ چنانچہ مجلس خانہ میں ان کے لیے جگہ بنانی پڑی مگر وہاں بجلی کا پنکھا نہیں تھا دوپہر کا وقت تھا اور سخت گرمی تھی آپ نے دو (۲) رکعت نوافل ادا کیے اور دعا مانگی اسی وقت آسمان پر بادل چھا گئے۔ بارش ہوئی اور موسم خوشگوار ہوگیا۔ (تذکرہ اولیائے ملتان)

تو ہم گردن از حکم داور مپیچ!
کہ گردن نہ پیچد ز حکم تو ہیچ

ٹھیکریاں اشرفیاں بن گئیں:

حضرت پیر برہان جن کی خانقاہ قصبہ کہروڑ سے نصف میل کے فاصلے پر جانبِ مشرق واقع ہے۔ مغلیہ خاندان کے زمانہ میں آپ کہروڑ کے حاکم تھے۔

ایک مرتبہ آپ نے مرکزی حکومت کے خزانے کے لیے تھیلوں میں ٹھیکریاں بھر کر روانہ کر دیں اللہ تعالیٰ کو اپنے معزز و مکرم بندے کی تعظیم و تکریم مقصود تھی۔ قدرتِ خدا تعالیٰ سے اشرفیاں بن گئیں اور دہلی دربار میں ایمانداری و حسنِ معاملہ کا چرچا ہوا۔ جن لوگوں نے تھیلوں میں سنگریزے بھرے اور دہلی جا کر انہیں اشرفیوں میں تبدیل ہوتے اپنی آنکھوں سے دیکھا وہ فوراً آپ کے معتقد ہوگئے۔

(تذکرہ اولیائے ملتان ص ۱۷۱)

تو ہم گردن از حکم داور مپیچ!
کہ گردن نہ پیچد ز حکم تو ہیچ

کعبہ دکھا دیا:

حضرت خواجہ حسن افغان رحمۃ اللہ علیہ جو کہ حضرت شیخ غوث بہاؤالدین زکریا ملتانی کے خلیفہ تھے ایک مرتبہ عازم سفر دہلی ہوئے راستہ میں ایک مسجد کی تاسیس کررہے تھے علماء وفقہاء کی ایک جماعتِ کثیر نے قبلہ کی صحت پر اعتراض کیا آپ نے ایک طرف کھڑے ہو کر فرمایا قبلہ اس طرف ہے اگر میری بات پر اعتبار نہیں تو دیکھو قبلہ اسی طرف ہے۔

جونہی لوگوں نے اس طرف دیکھا تو زیارت بیت اللہ سے مشرف ہوئے۔

(تذکرہ اولیائے ملتان ص ۱۸۷)

؎ تو ہم گردن از حکم داور مپیچ!
کہ گردن نہ پیچد ز حکم تو ہیچ

بچہ بول پڑا:

حضرت شاہ دانا شہید رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت غوث بہاؤالدین زکریا ملتانیؒ، حضرت شیر شاہ سیّد جلال بخاریؒ، حضرت لعل شہباز قلندرؒ اور حضرت بابا فرید الدین گنج شکرؒ یہ چار یار ملک یمن میں بغرضِ سیاحت گئے اور اپنی خوراک کا ہر ایک صاحب نے ایک کام اپنے ذمہ لگایا۔ حضرت غوث بہاؤالدینؒ نے آٹا پیسنا اپنے ذمے لگایا ایک گھر سے چکی مانگ کر آٹا پیس رہے تھے کہ اس گھر کی مالکہ نے آپ پر وہی الزام لگایا جو زلیخا نے حضرت یوسف علیہ السلام پر لگایا تھا۔

چنانچہ مقدمہ حاکم وقت کے پاس گیا۔ حاکم نے عورت سے ثبوت مانگا۔ اس نے جھوٹی قسم اٹھالی، تینوں یاروں نے چاہا کہ اپنے یار کو اس مواخذہ سے نکالیں،

سیّد جلال بخاریؒ شیر کی صورت بن کر آئے، سخی شہباز قلندرؒ باز بن کر اڑنے لگے اور حضرت فرید الدین گنج شکرؒ ہرن کی صورت بن کر حاضر ہوئے کہ آپ کو سوار کر کے لے جائیں۔ مگر حضرت زکریاؒ نے فرمایا: معاملہ شرع کا ہے کسی طرح صفائی ہونی چاہئے۔

حاکم نے آپ سے کہا کہ آپ صفائی پیش کریں۔ آپ نے فرمایا: میرا کوئی گواہ نہیں ہے مگر ایک بچہ اس کا پنگھوڑے میں لیٹا تھا اگر اس سے پوچھا جائے تو گواہی دے سکتا ہے۔ حاکم وقت نے اسی وقت اس بچہ کو منگوایا۔ بچہ اس وقت دس ماہ کا تھا مگر بقدرتِ خدا اس نے کہا۔

؎ "میری ماں جھوٹی ہے، فقیر صاحب سچے ہیں۔"

عورت نے غصہ میں آکر بچہ کو زمین پر دے مارا اور وہ اسی وقت مر گیا۔ آپ نے اس لڑکے کو اٹھایا اور "قم باذن اللہ" کہا لڑکا بحکم خدا تعالیٰ زندہ ہو گیا۔

(تذکرہ اولیائے ملتان ص ۹۴، ۹۵)

؎ تو ہم گردن از حکم داور مپیچ!
کہ گردن نہ پیچد ز حکم تو ہیچ

ان تمام واقعات سے معلوم ہوا کہ انسان اگر اللہ تعالیٰ کا مطیع وفرماں بردار اس کے حکم کی تعمیل کرنے والا ہو جائے تو کائنات کی ہر شی اس کی مطیع فرنبردار اور اس کے حکم کی تعمیل کرنے والی ہو جاتی ہے۔

؎ ان کے جو ہم غلام تھے خلق کے پیشوا رہے!
ان سے پھرے جہاں، پھرا آئی کمی وقار میں

حضور سیّدنا غوث اعظم شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسی لیے اتنے اتنے بڑے دعویٰ جات فرمائے ہیں کہ دن رات، شام وسحر ماہ وسال میری اجازت سے گردش کرتے ہیں۔ میں مردے زندہ کر دیتا ہوں اور آپ کے متعلق جو بارہ سالہ ڈوبے ہوئے بیڑے کو پار لگانے کا واقعہ بیان کیا جاتا ہے یہ سب کچھ درست ہے۔ اس لیے کہ آپ نے خالق ومالک کی مکمل اطاعت کی تو کائنات کی ہر چیز آپ کی مطیع ہوتی چلی گئی۔

تمام اولیاء کاملین اس منزل پر جب ہی پہنچتے ہیں کہ جب وہ پہلے کامل طور پر اللہ

تعالیٰ کے مطیع ہو جاتے ہیں۔ تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

"یُحِبُّهُمْ وَیُحِبُّوْنَهٗ." (پ۲ سورۃ البقرہ)

وہ مجھ سے محبت کرتے ہیں اور میں ان سے محبت کرتا ہوں تو اسی محبت کا تقاضہ ہے کہ وہ میری محبت میں ہر میرے حکم کی تعمیل کرتے ہیں، میں ان کی محبت میں اپنی ہر شئی کو ان کا مطیع کر دیتا ہوں۔

"وَمَا عَلَیْنَا اِلَّا الْبَلَاغُ الْمُبِیْنُ."

تیسرا خطبہ

تاجدارِ بریلی شریف

جس نے سینہ میں لگائی عشقِ احمدؐ کی لگن
وہ امامِ عاشقاں احمد رضا خاں قادریؒ

نَحۡمَدُهٗ وَنُصَلِّيۡ عَلٰى رَسُوۡلِهِ الۡكَرِيۡمِ۔

اَمَّا بَعۡدُ ! فَاَعُوۡذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيۡطٰنِ الرَّجِيۡمِ۔

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ۔

اُولٰٓئِكَ كَتَبَ فِيۡ قُلُوۡبِهِمُ الۡاِيۡمَانَ وَاَيَّدَهُمۡ بِرُوۡحٍ مِّنۡهُ

صَدَقَ اللّٰهُ الۡعَظِيۡمُ

درود شریف:

اَلصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلَيۡكَ يَا سَيِّدِيۡ يَا رَسُوۡلَ اللّٰهِ

وَعَلٰى اٰلِكَ وَاَصۡحَابِكَ يَا سَيِّدِيۡ يَا حَبِيۡبَ اللّٰهِ

محترم سامعین کرام!

آج کے مختصر سے خطبہ میں امام اہل سنت اعلیٰ حضرت عظیم البرکت، مجدد دین و ملت الشاہ احمد رضا خاں فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ کی شخصیت کے بارے میں آپ کو بتانا چاہتا ہوں، ذرا توجہ سے سماعت فرمائیے۔

مکفر نہیں:

لوگوں نے اس عظیم شخصیت کو صرف ایک مکفر بنا کر پیش کیا اور اغیار نے اسی بل بوتے پر یہ بات مشہور کر دی کہ مولانا احمد رضا ایک کفر کے فتوے دینے والے بزرگ تھے اور بس۔

حالانکہ یہ بات بالکل غلط اور بے بنیاد ہے اور اس بات کو دلائل سے کوئی ثابت نہیں کر سکتا اور نہ ہی اعلیٰ حضرت نے کسی پر کوئی فتویٰ لگایا تھا۔

حسام الحرمین:

دراصل بات یہ ہے کہ آپ نے متنازعہ فیہ عبارات کو کہ جن سے گستاخی رسول مترشح ہوتی تھی، علماء عرب و عجم کے سامنے پیش کر کے ان سے فتاویٰ حاصل کئے اور ان فتاویٰ کو کتابی صورت میں شائع فرما دیا اور اس کتاب کا نام حسام الحرمین رکھا جو دراصل مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ کے علماء کے فتاویٰ کا مجموعہ ہے۔

عاشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم:

یہ سب کچھ آپ کے عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا تقاضہ تھا کیونکہ کوئی محب صادق اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی گستاخی برداشت نہیں کر سکتا اور آپ ایک سچے عاشقِ رسول تھے اپنے آقا کی گستاخیوں کو برداشت نہ کر سکے اور ان کے مقابلہ میں عشقِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ایسے لبریز جام امت مصطفویہ کو پلائے کہ جن کی مستی قیامت تک محسوس کی جاتی رہے گی۔

؎ جس نے سینہ میں لگائی عشقِ احمد کی لگن
وہ امامِ عاشقاں احمد رضا خاں قادری

اعلیٰ حضرت کا محتاط رویہ:

اگر آپ بے دریغ فتویٰ لگاتے تو مولوی اسماعیل دہلوی اس فتویٰ سے نہ بچ سکتا تھا کیونکہ سب سے زیادہ گستاخیاں اسی نے تحریر کی ہیں اور اس پر اس کے اپنے خاندان والوں کا فتویٰ موجود ہے مگر اعلیٰ حضرت کے محتاط رویہ کی داد دیجئے۔

فرمایا کیونکہ اس کی توبہ کی روایت مشہور ہے اس لیے ہم اس پر فتویٰ نہیں لگاتے۔

(سوانح امام احمد رضا ص ۲۱۹، ۲۲۰)

ہیں منکر عجب کھانے غرّانے والے:

اس کے باوجود مولوی اسماعیل دہلوی کی ذریت میرے امام اہل سنت کو اگر مکفر

کہتی ہے تو اس میں وہ حق بجانب ہے کیونکہ ان لوگوں کا سارا مذہب و مسلک ہی جھوٹ کی بنیاد پر استوار ہے اور پھر جن لوگوں کی نوک قلم سے امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم محفوظ نہیں تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام کیسے محفوظ رہ سکتے ہیں۔ اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ نے تو ان کی نشاندہی پہلے ہی فرما دی ہے۔ آپ فرماتے ہیں۔

؎ تیرا کھائیں تیرے غلاموں سے الجھیں
ہیں منکر عجب کھانے غرانے والے!

اپنوں کے فتوے:

مولوی اسماعیل دہلوی پر اعلیٰ حضرت نے فتویٰ لگانے میں احتیاط فرمائی مگر اس کے اپنے گھر والوں نے اس پر فتویٰ لگانے میں ذرا دیر نہیں کی۔ اعلیٰ حضرت کو مکفر کہنے والو۔ ذرا دیکھو ان کفر کے فتووں کی ابتداء کہاں سے ہو رہی ہے۔

شاہ مخصوص اللہ دہلوی:

مولوی اسماعیل دہلوی کے کفریات نے جب وہابیت کا زور بڑھا دیا ہر طرف سے انبیاء و اولیاء کی تحقیر اور امتِ مرحومہ کی تکفیر ہونے لگی تو پھر حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی کے بھتیجے اور شاگرد مولانا شاہ مخصوص اللہ دہلوی اور مولانا شاہ محمد موسیٰ دہلوی جو مولانا شاہ رفیع الدین کے صاحبزادے اور شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کے پوتے اور خود مولوی اسماعیل دہلوی کے چچا زاد بھائی تھے اٹھ کھڑے ہوئے اور مولوی اسماعیل دہلوی کے عقائد باطلہ کا اور ان کی وہابیت فاسدہ کا ڈٹ کر مقابلہ کیا مولوی اسماعیل کے رد میں فتاویٰ اور رسالے مرتب کیے جن میں مولوی اسماعیل کو اس کے عقائد باطلہ کے باعث گمراہ اور کافر قرار دیا اور حق آشکارا کرنے میں رشتہ خاندانی کا کوئی پاس ولحاظ نہ کیا۔

معید الایمان:

حضرت مولانا شاہ مخصوص اللہ دہلوی نے خاص تقویۃ الایمان مصنفہ مولوی

اسماعیل دہلوی کے رد میں "معید الایمان" لکھ کر واضح کر دیا کہ مولانا شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی کا علمی و نسبی گھرانہ وہابیت نیز "تقویۃ الایمان" سے متنفر و بے زار ہے۔ (سوانح امام احمد رضا ص ۱۶۵)

شاہ فضل حق خیر آبادی:

مولوی اسماعیل اور اسی کے مسلک و مذہب کے رد و ابطال میں سب سے بڑھ چڑھ کر حصہ شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی علیہ الرحمۃ کے شاگردوں نے لیا۔ شہنشاہِ اقلیم منطق و کلام مولانا شاہ فضل حق خیر آبادی جو حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی کے ارشد تلامذہ میں سے تھے آپ نے خصوصی طور پر وہابیت کی دھجیاں اڑائی ہیں۔

آپ نے مولوی اسماعیل دہلوی کو کافر مرتد بے دین قرار دیا اور ۱۸ رمضان المبارک ۱۲۴۰ھ مطابق ۵ مئی ۱۸۲۵ء کو مولوی اسماعیل کے خلاف ایک فتویٰ بنام تحقیق الفتویٰ فی ابطال الطغویٰ صادر فرمایا:

جس میں تحریر فرمایا کہ

"قائل این کلام از روئے شرع مبین بلاشبہ کافر و بیدین است ہرگز مومن و مسلم نیست و حکم او شرعاً قتل و تکفیر است" (تحقیق الفتویٰ مطبوعہ لاہور، ص ۲۴۴)

؎ جن پتھروں کو ہم نے عطا کی تھیں دھڑکنیں
وہ بولنے لگے تو ہمیں پہ برس پڑے!!

گویا کہ مولوی اسماعیل کے خاندان کے شاگردان رشید نے مولوی اسماعیل کی تکفیر کی ان کا کوئی نام تک نہیں لیتا۔

اور اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ کو خواہ مخواہ مکفر کہتے ہیں کہ جنہوں نے اس کی تکفیر میں احتیاط فرمائی۔

فیضانِ بریلی:

دراصل امام اہل سنت عاشق رسول مجدد دین وملت اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی

نے پوری وہابیت کو ساری دنیا میں بے نقاب فرمایا اور گستاخانِ رسالت صلی اللہ علیہ وسلم کو منہ دکھانے کے قابل نہیں چھوڑا۔

اس لیے ذریت وہابیہ آپ کو مکفر مشہور کر کے اپنا انتقام لینا چاہتی ہے مگر ایسا ممکن نہیں کیونکہ اب دودھ کا دودھ پانی کا پانی ہو چکا ہے۔ اور یہ سب فیضانِ بریلوی ہے۔

دودھ کا دودھ پانی کا پانی کیا
کس نے تیرے سوا شاہ احمد رضا
گھٹ گھٹا گھٹ گھٹا کر حسد میں مریں
تیرے دشمن سدا شاہ احمد رضا
دوست دشمن کی تھی کچھ نہ ہم کو خبر!
تو نے ظاہر کیا شاہ احمد رضا

اور کسی نے یوں فرمایا کہ

اعلیٰ حضرت نے بتایا اہلسنّت کون ہے
اہلِ نفرت کون ہے اور اہلِ الفت کون ہے

حقیقت ہے کہ اگر تاجدار بریلی یہ امتیاز نہ فرماتے تو آج بڑے بڑے وارثان جبہ و دستار اور والیانِ منبر و محراب بھی اس تمیز سے آشنا نہ ہوتے اور گستاخانِ رسالت کو اپنا مشن جاری رکھنے میں کوئی دشواری نہ ہوتی اور وہ ڈنکے کی چوٹ، بدعقیدگی کا زہر پھیلاتے رہتے۔

مگر اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب علیہ السلام کی عظمت کے پھریرے لہرانے کے لیے امام اہل سنت کو منتخب فرمالیا تھا اور ان کے قلبِ منورہ پر ایمان نقش فرما دیا تھا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

ایمان نقش کر دیا:

"اُولٰٓئِكَ كَتَبَ فِىْ قُلُوْبِهِمُ الْاِيْمَانَ وَاَيَّدَهُمْ بِرُوْحٍ مِّنْهُ۔"

"یہ وہ لوگ ہیں جن کے دلوں پر اللہ نے ایمان نقش فرما دیا اور انہیں اپنے فیضِ خاص سے تقویت بخشی۔" (پ ۲۸ سورۃ المجادلہ آیت نمبر ۲۲)

اعلیٰ حضرت کا سن ولادت:

اس آیت کے اعداد ابجد کے لحاظ سے ۱۲۷۲ بنتے ہیں اور حسنِ اتفاق دیکھئے کہ اعلیٰ حضرت امام اہلسنّت فاضل بریلوی قدس سرہ، العزیز کا سن ولادت بھی ۱۲۷۲ھ ہے گویا کہ اللہ کریم جل وعلا شانہ، کی طرف سے اشارہ ہوگیا کہ یہی وہ شخصیت ہے جس کے قلب منور میں ہم نے ایمان کو نقش کیا اور اپنے فیضِ خاص سے انہیں تقویت بخشی۔

ایسی جامع شخصیت کے ایمان کا تقاضہ یہی تھا کہ وہ اپنے ایمان کے ڈاکوؤں کو بے نقاب کریں اور مومنین کے ایمان کی حلاوت کا سبب بنیں۔

ایک اور الزام:

اعلیٰ حضرت عظیم البرکت علیہ الرحمۃ پر ایک اور ناروا بات کسی جاتی ہے کہ وہ انگریز کے ایجنٹ تھے حالانکہ تاریخی شواہد سے یہ بات ثابت ہے کہ یہ ذلت بھی ان ہی علماء سو کے مقدر میں آئی جو الزام لگانے والوں کے روحانی باپ ہیں۔

انگریز کے حقیقی ایجنٹ:

جنگ آزادی ۱۸۵۷ھ کے موقعہ پر ان علماء سوء نے انگریزی حکومت کی خوب حمایت کی بالخصوص مولوی رشید احمد گنگوہی۔ قاسم نانوتوی دیگر دیوبندی مولوی انگریزی حکومت کے خطبے پڑھتے رہے اور علماء اہل سنت نے انگریز کے خلاف جو بغاوت کی اس کا ثبوت بھی انہی کی کتب میں موجود ہے۔ ملاحظہ ہو مولوی عاشق الٰہی میرٹھی خلیفہ مولوی اشریف علی تھانوی رقمطراز ہے۔

"جن کے سروں پر موت کھیل رہی تھی، انہوں نے کمپنی (انگریزی حکومت) کے امن و عافیت کا زمانہ قدر کی نظر سے نہ دیکھا اور اپنی رحم دل (انگریزی) حکومت کے سامنے بغاوت کا علم (جھنڈا) قائم کیا۔" (تذکرۃ الرشید حصہ اول ص ۳۷)

اس حوالہ سے صاف پتہ چل گیا کہ انگریز کے ایجنٹ کون تھے اور باغی کون سچ کہا ہے کسی نے "جادو وہ جو سر چڑھ بولے"۔ یہی مولوی عاشق الٰہی میرٹھی، مولوی رشید احمد گنگوہی کے متعلق لکھتا ہے کہ

"شروع ۱۲۷۶ھ ہجری نبوی ۱۸۵۹ء وہ سال تھا جس میں حضرت امام ربانی (مولوی رشید احمد گنگوہی) قدس سرہ، پر اپنی سرکار (انگریزی) سے باغی ہونے کا الزام لگایا گیا۔" (تذکرۃ الرشید حصہ اول ص ۷۳)

یوں نہ نکلیں آپ برچھی تان کر!
اپنا بیگانہ ذرا پہچان کر!

مزید انگریزی حکومت کی دلی خیر خواہی ملاحظہ ہو۔

یہی مولوی عاشق الٰہی لکھتا ہے کہ "جیسا کہ آپ حضرات (مولوی رشید احمد گنگوہی اور مولوی قاسم نانوتوی) اپنی مہربان (انگریزی حکومت) سرکار کے دلی خیر خواہ تھے۔ تازیست (زندگی بھر) خیر خواہ ہی ثابت رہے۔

(تذکرۃ الارشید جلد اول ص ۷۹)

لو آپ اپنے دام میں صیاد آ گیا!

مولوی اسماعیل دہلوی کی انگریز نوازی بھی ملاحظہ ہو۔

"یہ بھی روایت صحیح ہے کہ اثنائے قیام کلکتہ میں ایک روز مولانا اسماعیل شہید وعظ فرما رہے تھے کہ ایک شخص نے مولانا سے فتویٰ پوچھا کہ انگریزی حکومت پر جہاد کرنا درست ہے یا نہیں اس کے جواب میں مولانا نے فرمایا کہ ایسی بے رو ریا اور غیر متعصب سرکار (انگریزی) پر کسی طرح بھی جہاد کرنا درست نہیں۔

(تواریخ عجیبہ ص ۷۳)

"(مولوی اسماعیل دہلوی نے فرمایا) اگر کوئی ان پر (انگریزوں پر) حملہ آور ہو تو مسلمانوں پر فرض ہے کہ وہ اس (حملہ آور) سے لڑیں اور اپنی (انگریزی) حکومت پر

آنچ نہ آنے دیں۔" (حیات طیبہ ص ۲۹۶)

حضراتِ محترم!

"یہی مولوی اسماعیل دہلوی ہے کہ جس کے متعلق وہابی دیوبندی ندوی اور نیچری وغیرہ مجاہد اسلام غازی اور شہید فی سبیل اللہ ہونے کا بری طرح ڈھنڈورا پیٹ رہے ہیں لیکن یہ تاریخی حوالہ جات پکار پکار کر اعلان کر رہے ہیں کہ اسماعیل دہلوی ہرگز مجاہد اسلام نہیں تھا بلکہ انگریز گورنمنٹ کا سپاہی تھا اور وہ قتل ضرور کیا گیا۔ لیکن اللہ کے راستے میں نہیں بلکہ انگریز کی وفاداری اور وہابیت کی طرف داری میں۔"

اعلیٰ حضرت نے اسی لیے فرمایا!

وہ جسے وہابیہ نے دیا ہے لقب شہید و ذبیح کا
وہ شہید لیلیٰ نجد تھا وہ ذبیحِ تیغ خیار ہے

سامعین کرام!

فرمائیے جو شخصیت ان انگریزی مولویوں سے مصروفِ جہاد رہی کیا وہ بھی انگریز کی ایجنٹ ہو سکتی ہے؟

تحریک پاکستان اور کانگریسی مولوی:

تحریک پاکستان میں بھی اعلیٰ حضرت کے غلاموں نے مسلم لیگ کا ساتھ دیا اور ان انگریزی مولویوں نے کانگریس کا ساتھ دے کر ان سے وظیفے وصول کیے۔ ملاحظہ ہو، دیوبندی خود لکھتے ہیں۔ بلکہ دیوبند کے فاضل اور شیخ الاسلام مولوی شبیر احمد عثمانی نے جمعیۃ العلماء ہند کے وفد کے سامنے یہ بیان دیا۔

"دیکھیے حضرت مولانا اشرف علی تھانوی ہمارے اور آپ کے مسلم بزرگ و پیشوا تھے ان کے متعلق بعض لوگوں کو یہ کہتے ہوئے سنا گیا ہے کہ ان کو چھ (۶۰۰) سو روپیہ ماہوار حکومت (برطانیہ) کی جانب سے دیئے جاتے تھے۔"

(مکالمۃ الصدرین ص ۹)

مولوی حسین احمد مدنی کے نام بجنور کے ڈاکخانہ میں چھ سو(۶۰۰) روپے کا منی آڈر فارم پکڑا گیا جس پر یہ درج تھا کہ یہ آپ کی ان خدمات کا عوضانہ ہے جو آپ نے مسلم لیگ کو ہرانے کے لیے سرانجام دیں اسی لیے مولانا ظفر علی خان ایڈیٹر زمیندار نے یہ نظم لکھی۔

اسلام کو نہ مفت میں بدنام کیجئے!
مندر میں جاکے بیٹھیے جے رام کیجئے
بھرنا ہی پیٹ ہے تو طریقے ہیں اور بہت
چھ سو(۶۰۰) پہ سادہ قوم کو بیچا نہ کیجئے

(چمنستان، مولوی ظفر علی خان)

اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی کو بھی وظائف ملتے تھے مگر کس سے؟ خود انہیں کی زبانی سنیئے۔

میں گدا ہوں اپنے کریم کا:

ریاست نان پارہ کے والی نے پیغام بھیجا کے آپ بہترین قیصدہ گو ہیں۔ لہٰذا ایک قصیدہ میرا بھی لکھ دیں تو آپ کو بہت نقد انعام سے مالا مال کردیا جائے گا آپ نے جواب میں اپنے محبوب علیہ السلام کی نعت لکھی اور آخر میں مقطعہ یہ لکھا۔

کروں مدح اہل دول رضا پڑے اس بلا میں میری بلا
میں گدا ہوں اپنے کریم کا میرا دین پارۂ ناں نہیں

فرمایا مجھے سب کچھ ملتا ہے مگر اپنے مدنی کریم علیہ التحیۃ والثناء سے ملتا ہے اور آپ ہی عطا فرماتے ہیں۔

کون دیتا ہے دینے کو منہ چاہئے
دینے والا ہے سچا ہمارا نبی (صلی اللہ علیہ وسلم)

حضور قاسم ہیں:

سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد پاک ہے کہ

"اِنَّمَا اَنَا قَاسِمٌ وَّاللّٰہُ یُعْطِیْ." (مشکوٰۃ شریف کتاب العلم)

"اللہ عطا فرماتا ہے اور میں تقسیم کرتا ہوں۔"

اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں۔

رب ہے معطی یہ ہیں قاسم!
رزق اس کا ہے کھلاتے یہ ہیں!

جب اللہ کے خزانوں کو تقسیم فرمانے والے اس کے حبیب لبیب ہیں تو ہم ان ہی سے کیوں نہ مانگیں، جب کہ انہیں حکم خداوندی ہے کہ

"وَاَمَّا السَّآئِلَ فَلَا تَنْهَرْ." (پ نمبر ۳۰ سورۃ والضحیٰ آیت نمبر ۱۰)

"اے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم آپ سائل کو مت جھڑکیں۔"

تاجدار بریلی نے فرمایا:

مانگیں گے مانگے جائیں گے منہ مانگی پائیں گے
سرکار میں نہ لا ہے نہ حاجت اگر کی ہے

جو مانگا پالیا:

مانگنے کا سلیقہ سیکھنا ہے تو امام اہل سنت کی بارگاہ میں حاضری دو جو مانگو گے پالو گے۔

آپ نے جو مانگا پالیا۔ زیارتِ گنبدِ خضریٰ کے لیے آقا کی بارگاہ بے کس پناہ میں حاضر ہوئے۔ صلوٰۃ وسلام عرض کیا اور تمنائے زیارت پیش کی مگر فی الحال بار آور نہ ہوئی تو بارگاہ رسالت میں رو رو کر عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم۔

اٹھا دو پردہ دکھا دو چہرہ کہ نور باری حجاب میں ہے
زمانہ تاریک ہو رہا ہے کہ مہر کب سے نقاب میں ہے

اے میرے آقا احمد رضا آپ کے در اقدس پر حاضر ہوا ہے اور یہ اصول ہے جس کے دروازے پر جاؤ وہ ضرور ملتا ہے اگر نہ ملے تو آنے والے کا دل رنجیدہ ہوتا ہے۔ کرم فرمائیے مجھے زیارت کا شرف عطا فرمائیے ساتھ ہی یہ نعت گنگنانا شروع

کردی کہ

؎ وہ سوئے لالہ زار پھرتے ہیں!!
تیرے دن اے بہار پھرتے ہیں
ہر چراغ مزار پر قدسی!!
کیسے مستانہ وار پھرتے ہیں
کوئی کیوں پوچھے تیری بات رضا
تجھ سے کتے ہزار پھرتے ہیں

یہ نعت پڑھتے پڑھتے فراقِ محبوب میں وصال کی تمنا لیے تڑپتے تڑپتے آنکھ لگ گئی اور سرکار کی زیارت ہوگئی۔ (سوانح امام احمد رضا ص۳۲۲)

؎ جو خیال آیا تو خواب میں وہ جمال اپنا دکھا گئے
یہ مہک لہک تھی لباس میں کہ جہان سارا بسا گئے

سگِ بارگاہِ رسالت صلی اللہ علیہ وسلم:

اس عاشق رسولِ مقبول نے کبھی اپنے آپ کو محدث یا مفسر علامہ یا فہامہ نہ تصور فرمایا بلکہ جب بھی سمجھا اپنے آپ کو سگ بارگاہ رسالت خیال فرمایا: ایک مقام پر فرماتے ہیں کہ یارسول اللہ

؎ تجھ سے دردر سے سگ اور سگ سے ہے مجھکو نسبت!
میری گردن میں بھی ہے دور کا ڈورا تیرا!!!!
اس نشانی کے جو سگ ہیں نہیں مارے جاتے!
حشر تک میرے گلے میں رہے پٹہ تیرا!

انتہائے عشقِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم:

ایک مقام پر عرض کرتے ہیں، میرے آقا لوگ میرے دل سے آپ کا عشق نکالنا چاہتے ہیں اور میں آپ سے التجا کرتا ہوں کہ میرے دل پر اپنا اسم مبارک کندہ

کردیں تاکہ پھر کبھی وہ نکالا نہ جاسکے۔ فرماتے ہیں:

؎ دل پہ کندہ ہو تیرا نام کہ وہ دزد رجیم
الٹے ہی پاؤں پھرے دیکھ کے طغریٰ تیرا

روزانہ مدینہ طیبہ حاضری:

آپ کے متعلق آپ کے سوانح نگاروں نے لکھا کہ آپ کی مسجد کا خادم بیان فرماتا تھا کہ میں روزانہ نمازیوں کی جوتیاں صاف کیا کرتا تھا۔ اعلیٰ حضرت جب عصر کی نماز کے لیے جوڑا مبارک اتارتے تو میں اسے بھی صاف کرتا اور جب دوبارہ آکے دیکھتا تو ان پر ریت کے ذرات اور گرد وغبار پڑا ہوتا۔

ایک دن میں نے عرض کیا حضور یہ کیا مسئلہ ہے؟

فرمایا: پہلے مجھ سے وعدہ کرو کہ میری زندگی میں یہ راز افشاء نہ کرو گے، میرے وعدہ کرنے پر فرمایا کہ میں بِحَمْدِ اللّٰهِ تَعَالٰی روزانہ عصر کی سنت نماز مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں ادا کرتا ہوں اور فرض پھر بریلی میں آکر پڑھتا ہوں۔ اللہ اکبر

؎ جان و دل ہوش و خرد سب تو مدینے پہنچے
تم نہیں چلتے رضا سارا تو سامان گیا

کوئی میرے دل کو ڈھونڈو:

ایک مرتبہ نعت شریف لکھ رہے تھے کہ

؎ وہی رب ہے جس نے تم کو ہمہ تن کرم بنایا
ہمیں بھیک مانگنے کو تیرا آستاں بتایا

تجھے حمد ہے خدا

آنکھوں سے آنسو جاری ہوگئے وفور جذبات میں بے خود ہوگئے اور جب افاقہ ہوا تو فرمایا:

؎ ارے اے خدا کے بندو کوئی میرے دل کو ڈھونڈو

میرے پاس تھا ابھی تو ابھی کیا ہوا خدایا۔

نہ کوئی گیا نہ آیا۔

ڈھونڈنے والوں نے ڈھونڈا۔

دریاؤں اور صحراؤں میں تلاش کیا۔

ہواؤں اور فضاؤں میں دیکھا، درباروں اور محلات میں نظر دوڑائی کہیں نظر نہ آیا۔

در روضہ کے مقابل:

جب روضۂ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے دروازے پر نظر پڑی تو وہاں پالیا اور عرض کیا۔

ہمیں اے رضا تیرے دل کا پتہ چلا بمشکل!!
در روضہ کے مقابل وہ ہمیں نظر تو آیا
یہ نہ پوچھ کیسا پایا

وصال باکمال:

سرکار اعلیٰ حضرت عظیم البرکت رحمۃ اللہ علیہ نے ۲۵ صفر المظفر ۱۳۴۰ھ بمطابق ۲۸ اکتوبر ۱۹۲۱ء کو جمعۃ المبارک کے دن دو (۲) بجکر اڑتیس (۳۸) منٹ پر عین اذان جمعہ کے وقت وصال فرمایا۔

ادھر مؤذن نے ''حَیَّ عَلَی الْفَلَاحِ' پکارا، ادھر آپ کی روح پرفتوح قفصِ عنصری سے پرواز کرگئی۔

اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَیْهِ رَاجِعُوْنَ.

انتظار رضا مدینہ میں:

ادھر ۲ بجکر ۳۵ منٹ پر ۲۵ صفر ۱۳۴۰ھ دن کے وقت بریلی شریف میں اس عاشق

رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال باکمال ہوا۔ ادھر بیت المقدس کے ایک شامی بزرگ ٹھیک اسی پچیس (۲۵) صفر ۱۳۴۰ھ کو خواب میں دیکھتے ہیں کہ نبی اکرم نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما ہیں۔

حضراتِ صحابہ کرام علیہم الرضوان حاضر دربار ہیں لیکن مجلس پر سکوت طاری ہے۔ ایسا معلوم ہو رہا ہے۔ جیسے کسی آنے والے کا انتظار ہو رہا ہے۔

وہ شامی بزرگ بارگاہ رسالت میں عرض کرتے ہیں۔

''فِدَاكَ اَبِیْ وَاُمِّیْ میرے ماں باپ حضور پر قربان کس کا انتظار ہے۔''

سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

احمد رضا کا انتظار ہے۔

انہوں نے عرض کی احمد رضا کون ہیں، حضور نے فرمایا: ہندوستان میں بریلی کے باشندے ہیں۔

بیداری کے بعد انہوں نے پتہ لگایا تو معلوم ہوا کہ اعلیٰ حضرت احمد رضا ہندوستان کے بڑے ہی جلیل القدر عالم ہیں اور اب تک بقید حیات ہیں، پھر تو وہ شوقِ ملاقات میں ہندوستان کی طرف چل پڑے، جب بریلی پہنچے تو انہیں بتایا گیا کہ آپ جس عاشقِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی ملاقات کو تشریف لاتے ہیں، وہ ۲۵ صفر المظفر کو اس دنیا سے روانہ ہو چکا ہے۔

دارالعلوم اشرفیہ ضلع اعظم گڑھ کے عظیم المرتبت محدث حضرت مولانا عبدالعزیز صاحب مرادآبادی واقعہ مذکورہ کو بیان کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں کہ

''میری زندگی کا سب سے بہترین زمانہ دارالخیر اجمیر شریف کی حاضری کا وہ دور طالب علمی ہے جس میں نو سال تک سلطان الہند خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ کے دربار میں حاضری نصیب ہوئی اور استادِ محترم صدر الشریعہ قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کی کفش برداری کا شرف حاصل رہا۔

اس مبارک زمانہ میں اکثر علماء مشائخ اور بزرگانِ دین کی زیارت میسر آتی تھی انہیں بزرگوں میں حضرت دیوان سیّد آلِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم صاحب سجادہ نشین آستانہ عالیہ حضرت خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ کے ماموں صاحب قبلہ دہلوی رحمۃ اللہ علیہ ہیں جو بڑے بلند پایہ بزرگ تھے۔ دیوان صاحب کے یہاں تشریف لایا کرتے تھے۔ موصوف کی خدمت میں (میری) حاضری ہوا کرتی تھی وہ اکثر بزرگانِ دین کے واقعات بیان فرمایا کرتے تھے۔

ایک دن حضرتِ موصوف نے بیان فرمایا کہ ماہ ربیع الثانی ۱۳۴۰ھ میں ایک شامی بزرگ دہلی تشریف لائے ان کی آمد کی خبر پاکر (میں نے) ان کی ملاقات کی بڑی شان وشوکت کے بزرگ تھے۔ طبیعت میں بڑا ہی استغناء تھا۔ مسلمان جس طرح عربوں کی خدمت کیا کرتے تھے۔ ان (شامی بزرگ) کی بھی خدمت کرنا چاہتے تھے، نذرانہ پیش کرتے مگر وہ قبول نہیں کرتے تھے اور فرماتے تھے کہ بفضلہٖ تعالیٰ میں فارغ البال ہوں مجھے (روپیہ پیسہ کی) ضرورت نہیں (مجھے) ان کے اس استغناء اور طویل صفر سے تعجب ہوا۔ عرض کیا حضرت یہاں (ہندوستان میں) تشریف لانے کا سبب کیا ہے۔ فرمایا مقصد تو بڑا زرین تھا۔ لیکن حاصل نہ ہوا جس کا افسوس ہے۔

واقعہ یہ ہے کہ ۲۵ صفر المظفر ۱۳۴۰ھ کو میری قسمت بیدار ہوئی، خواب میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت نصیب ہوئی، دیکھا کہ حضور تشریف فرما ہیں، صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین حاضر دربار ہیں، لیکن مجلس پر سکوت طاری ہے۔ قرینہ سے معلوم ہوتا تھا کہ کسی کا انتظار ہے۔ میں نے بارگاہِ رسالت میں عرض کیا۔

"فِدَاكَ اَبِیْ وَاُمِّیْ" کس کا انتظار ہے۔

فرمایا: احمد رضا کا انتظار ہے۔

کون ہیں؟ --

فرمایا: ہندوستان میں بریلی کے باشندے ہیں، بیداری کے بعد میں نے تحقیق

کی معلوم ہوا مولانا احمد رضا خان صاحب بڑے ہی جلیل القدر عالم دین ہیں اور بقیدِ حیات ہیں، مجھے مولانا کی ملاقات کا شوق ہوا، میں ہندوستان آیا۔ بریلی پہنچا تو معلوم ہوا ان کا انتقال ہوگیا ہے اور وہی ۲۵ صفر المظفر ان کی تاریخ وصال تھی، میں نے یہ طویل سفر صرف ان کی ملاقات کے لیے کیا تھا لیکن افسوس کہ ملاقات نہ ہوسکی۔

اس سے اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کی بارگاہِ رسالت میں مقبولیت معلوم ہوتی ہے۔ کیوں نہ ہو عشاقانِ رسالت یوں ہی نوازے جاتے ہیں۔"

(ماہنامہ پاسبان الہ آباد شمارہ مارچ واپریل ۱۹۶۲ء ص ۴)

حضراتِ سامعین یہ تھے اعلیٰ حضرت امام اہل سنت مجدد دین وملت، شاہ احمد رضا خان تاجدار بریلی رحمۃ اللہ علیہ جن کے عشق رسول کی دھوم صرف اس دارِ فانی میں ہی نہیں بلکہ دربارِ رسالت میں بھی مچی ہوئی ہے۔

یہی ہے سنیت کے روحِ رواں اور یہی ہیں بہار باغِ عشقِ رسالت صلی اللہ علیہ وسلم

زندہ باد اے مفتی احمد رضا خاں زندہ باد!

"وَمَا عَلَيْنَا اِلَّا الْبَلَاغُ الْمُبِيْنُ."

چوتھا خطبہ

"اَلاَ اِنَّ اَوْلِیَآءَ اللّٰہِ لَا خَوْفٌ عَلَیْھِمْ وَلَا ھُمْ یَحْزَنُوْنَ۔"

شانِ ولایت

اولیاء اللہ واللہ اولیاء
ہیچ فرقے درمیاں نبود روا
(مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ)

اَلْحَمْدُ لِوَلِیِّہٖ وَالصَّلٰوۃُ عَلٰی نَبِیِّہٖ
اَمَّابَعْدُ! فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ۔
بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔
اَلاَ اِنَّ اَوْلِیَآءَ اللّٰہِ لَا خَوْفٌ عَلَیْھِمْ وَلَا ھُمْ یَحْزَنُوْنَ۔
اَلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَکَانُوْا یَتَّقُوْنَ۔
صَدَقَ اللّٰہُ الْعَظِیْمُ

درود شریف:

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا سَیِّدِیْ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ
وَعَلٰی اٰلِكَ وَاَصْحَابِكَ یَا سَیِّدِیْ یَا حَبِیْبَ اللّٰہِ

؎ داتا، ہجویری لاثانی ہندالولی خواجہ مہر علی میرے غوثِ جلی
کیسے کیسے نگینے کئے ہیں عطا یہ خدا نے ہمیں روشنی کیلئے

معزز سامعینِ کرام!

آج کے خطبہ جمعہ کا عنوان ہے "شان ولایت"، یہ لفظ ولایت دو (۲) طرح پڑھا جاتا ہے "وْ" اوپر زبر یعنی وَلایت اور واؤ کے نیچے زیر یعنی وِلایت دونوں کا مصدری معنی جدا جدا ہے۔ ویسے بھی ولاء محبت کو کہتے ہیں اور ولی محبت کرنے والے کو اور ولاء ملکیت کو کہتے ہیں اور والی مالک کو جیسا کہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ

اگر واوَ پر زبر ہو:

"هُنَالِكَ الْوَلَايَةُ لِلّٰهِ الْحَقِّ." (پ۱۵ سورۃ کہف آیت نمبر۴۴)

"اس جگہ ملکیت اللہ کی ہوگی، یہ سچ ہے۔"

یعنی قیامت کے دن پتہ چل جائے گا کہ مالک کون ہے۔ یہ جو بت پرست ہیں اور بتوں کو اپنا مالک جانتے مانتے ہیں انہیں قیامت کے میدان میں جب یہ بت کوئی نفع نقصان نہ دے سکیں گے تو معلوم ہوگا کہ یہ تو مالک نہیں، مالک اللہ ہے جیسا کہ سورہ فاتحہ میں واضح فرمادیا۔

"مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ" (سورۃ فاتحہ آیت نمبر۳)

"اللہ تعالیٰ یومِ دین (قیامت) کا مالک ہے۔"

اسی کا حکم چلے گا اور وہی اپنی ملکیت میں تصرف فرمائے گا۔

دوسری جگہ ارشاد فرمایا:

"اَلْمُلْكُ يَوْمَئِذٍ لِّلّٰهِ يَحْكُمُ بَيْنَهُمْ."

(پ۱۷ سورۃ الحج آیت نمبر۵۶)

"ملک اس دن اللہ ہی کا ہوگا۔ فیصلہ فرمائے گا لوگوں کے درمیان۔"

مطلب یہ ہے کہ کائنات میں جن جن لوگوں نے اپنے اپنے علیحدہ علیحدہ مالک بنالیے اور ان کی پوجا شروع کردی یہ تمام بناوٹی مالک اس دن نیست و نابود ہو جائیں گے کیونکہ یہ من دون اللہ ہیں، اولیاء اللہ نہیں۔

مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اور اولیاء اللہ:

پس اس تمہید سے یہ ثابت ہوا کہ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اور اولیاء اللہ میں کیا فرق ہے۔

مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وہ ہیں جو لوگوں نے اپنے آپ بنالیے اور اولیاء اللہ وہ ہیں جنہیں اس نے بنا کر بھیجا ہے۔

مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ کی مشرک عبادت کرتے ہیں، اولیاء اللہ اس سے منع فرماتے

ہیں۔ لیکن افسوس ہے ان لوگوں پر جو یا تو اس فرق کو سمجھتے نہیں یا جان بوجھ کر اولیاء اللہ کو من دون اللہ کہتے ہیں اور یہی لوگ ساری مخلوق سے بدتر ہیں۔

شریر لوگ:

بخاری شریف میں ہے کہ

وَكَانَ ابْنُ عُمَرَ يَرَاهُمْ شِرَارَ خَلْقِ اللّٰهِ وَقَالَ اِنَّهُمُ انْطَلَقُوْا اِلٰى اٰيَاتٍ نَزَلَتْ فِي الْكُفَّارِ فَجَعَلُوْهَا عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ."

(بخاری شریف جلد ثانی ص۱۰۲۴)

"اور حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ، ان لوگوں کو ساری مخلوق سے شریر لوگ تصور فرماتے تھے، جو لوگ کفار کے متعلق نازل ہونے والی آیات مومنوں پر چسپاں کرتے تھے۔"

مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ:

مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ کے متعلق ارشاد ربانی ہے۔

"اِنَّ الَّذِيْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ لَنْ يَّخْلُقُوْا ذُبَابًا وَّلَوِ اجْتَمَعُوْا لَهٗ." (پ۱۷ سورہ الحج آیت نمبر۷۳)

بے شک تم لوگ عبادت کرتے ہو۔ اللہ کے سوا ان کی جو مکھی کا (پر) پیدا نہیں کرسکتے اگرچہ سب اکٹھے ہو جائیں، معلوم ہوا جو سینکڑوں لات ہزاروں منات لاکھوں اہل ھبل کروڑوں بت جمع ہو جائیں تو ایک مکھی نہیں بناسکتے وہ من دون اللہ ہیں، اولیاء اللہ نہیں انبیاء اللہ نہیں۔ اولیاء وانبیاء سب مل کر نہیں بلکہ اکیلا ایک نبی یہ اعلان فرماتا ہے۔

نبی اللہ:

"اِنِّيْ اَخْلُقُ لَكُمْ مِّنَ الطِّيْنِ كَهَيْئَةِ الطَّيْرِ فَاَنْفُخُ فِيْهِ فَيَكُوْنُ طَيْرًا بِاِذْنِ اللّٰهِ." (پ۳ سورۃ آل عمران آیت نمبر۴۹)

"بے شک میں تمہارے لیے پرندوں کی مثل پیدا کروں گا۔ پھر اس میں پھونکوں گا تو وہ اللہ کے حکم سے اڑنے لگیں گے۔"

پتہ چلا کہ جو لوگوں نے گھڑ لیے وہ مکھی نہیں بنا سکتے جنہیں خدا نے طاقت دی ہے وہ پرندے بنا کر اڑا سکتے ہیں کیونکہ ان کا فعل دراصل خدا کا ہی فعل ہے اور پھر لطف یہ ہے کہ وہ فرماتا ہے میں خالق ہوں یہ کہتے ہیں ہم پیدا کریں گے۔

اللہ فرماتا ہے	اِنِّیْ خَالِقٌ	میں پیدا کرنے والا ہوں۔
یہ کہتے ہیں	اَنِّیْ اَخْلُقُ	میں پیدا کروں گا۔
اللہ فرماتا ہے	بَشَرًا	میں بشر پیدا کروں گا۔
یہ کہتے ہیں	کَهَیْئَةِ الطَّیْرِ	میں پرندہ پیدا کروں گا۔
اللہ فرماتا ہے	مِنْ طِیْنٍ	میں مٹی سے پیدا کروں گا۔
یہ کہتے ہیں	مِنَ الطِّیْنِ	میں بھی مٹی سے پیدا کروں گا۔
اللہ فرماتا ہے	نَفَخْتُ فِیْهِ	میں پھونک مار کر پیدا کرونگا
یہ کہتے ہیں	فَاَنْفُخُ فِیْهِ	میں بھی پھونک مار کر پیدا کرونگا۔

اللہ فرماتا ہے:

"اِنِّیْ خَالِقٌ بَشَرًا مِّنْ طِیْنٍ." (پ ۲۳ سورۃ ص آیت نمبر ۷۱)

"میں مٹی سے بشر پیدا کروں گا۔"

یہ کہتے ہیں:

اَنِّیْ اَخْلُقُ لَکُمْ مِنَ الطِّیْنِ کَهَیْئَةِ الطَّیْرِ."

"میں بھی مٹی سے پرندہ پیدا کروں گا۔"

فرق یہ ہے کہ میں خود پیدا کروں گا۔ میرا بندہ میرے اذن سے پیدا کرے گا۔

من دون اللہ مکھی نہیں بنا سکتا۔

اللہ کا نبی علیہ السلام یا ولی پرندے بنا کر اڑا سکتا ہے۔

جبرائیل بیٹا دینے آئے:

ادھر حضرت جبرائیل علیہ السلام حضرت مریم علیہا السلام کے پاس تشریف لائے اور فرمایا:

"لِاَهَبَ لَکِ غُلٰمًا زَکِیًّا." (پ ۱۶ سورۃ مریم آیت نمبر ۱۹)

"میں تمہیں ایک پاکیزہ بیٹا دینے آیا ہوں۔"

پوچھو ان مولویوں سے جبرائیل علیہ السلام اللہ ہے؟

لفظ لِاَهَبَ ہے۔ میں دینے آیا ہوں۔

پھونک ماری، حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ولادت ہوگئی۔

مولوی "مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ" مکھی نہیں بنا سکتا، ولی اللہ پھونک مارے تو پیغمبر کی پیدائش ہو جاتی ہے۔

یہ پھونک کا اثر ہے:

پھر جبرائیل علیہ السلام پھونک مارے عیسیٰ علیہ السلام پیدا ہوں۔

عیسیٰ علیہ السلام پھونک ماریں تو پرندے پیدا ہوں۔

مولوی کہتا ہے پھونکوں میں کیا رکھا ہے۔ بات یہ ہے اس کی اپنی پھونک نکل گئی ہے۔ جبھی تو پھونکوں کا منکر ہے۔

میں مردہ زندہ کرتا ہوں:

قرآن پاک میں ارشاد باری ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا:

"رَبِّیَ الَّذِیْ یُحْیٖ وَیُمِیْتُ." (پ ۳ سورۃ البقرہ آیت نمبر ۲۵۸)

میرا رب وہ ہے جو زندہ کرتا ہے اور موت دیتا ہے یعنی اللہ کی شان ہے کہ یُحْیٖ وہ مردے زندہ کرتا ہے۔

ادھر عیسیٰ علیہ السلام فرماتے ہیں:

"وَاُحْيِ الْمَوْتٰى بِاِذْنِ اللّٰهِ" (پ۳ سورۂ آل عمران آیت نمبر۴۹)

"میں اللہ کے حکم سے مردے زندہ کروں گا۔"

فرق یہی ہے وہ خود زندہ کرتا ہے۔ یہ باذن اللہ زندہ کرتا ہے۔ من دون اللہ مکھی نہیں بنا سکتا۔

اللہ کا نبی صلی اللہ علیہ وسلم یا ولی اللہ مردے زندہ فرما سکتا ہے۔

ادھر بنی اسرائیل میں سے کسی کا قتل ہو گیا اور قاتل کا سراغ نہ ملا۔ فرمایا: فلاں گائے ذبح کرو اس کی دم اس مردے کو مارو زندہ ہو جائے گی۔

"كَذٰلِكَ يُحْيِ اللّٰهُ الْمَوْتٰى."

میں اس طرح بھی مردہ زندہ کرتا ہوں، گائے میرے ولی کی ہوتی ہے اس کے وسیلے سے میں مردہ زندہ کر دیتا ہوں۔

ملاں بتا یہ گائے اللہ ہے۔ یا من دون اللہ۔ ولیوں کی تو گائے بھی مردہ زندہ کرنے کو کافی ہے۔

تو کیسے زندہ کرتا ہے:

ادھر حضرت ابراہیم علیہ السلام نے عرض کی

"رَبِّ اَرِنِيْ كَيْفَ تُحْيِ الْمَوْتٰى."

(پارہ نمبر۳ سورۃ البقرہ آیت نمبر ۲۶۰)

"یا اللہ مجھے دکھا تو مردے کیسے زندہ کرتا ہے۔"

فرمایا: کیا تیرا اس پر ایمان نہیں۔

ہے یا اللہ، لیکن اطمینان قلب کے لیے دیکھنا چاہتا ہوں۔ فرمایا:

فَخُذْ اَرْبَعَةً مِّنَ الطَّيْرِ."

چار پرندے لو انہیں ذبح کرو پھر گوشت چاروں کا ملا لو پھر اس کے چار حصے کر کے پہاڑ کے چاروں کونوں پر رکھ دو اور پھر اپنی جگہ پر آ کر آواز دو۔

"ثُمَّ ادْعُهُنَّ يَاْتِيْنَكَ سَعْيًا." (پ۳ سورۃ البقرہ آیت نمبر ۲۶۰)

"پھر انہیں آواز دو وہ دوڑتے ہوئے تمہارے پاس آ جائیں گے۔"

بتا ملاں یہ ابراہیم علیہ السلام اللہ ہیں کہ نبی اللہ؟

مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مکھی نہیں بنا سکتا۔

خلیل اللہ علیہ السلام مردہ پرندوں کو آواز دے کر اپنے پاس بلا سکتا ہے۔ یہی فرق ہے من دون اللہ اور اولیاء اللہ کا۔

قلم ربانی ہتھ ولی دے اوہ لکھے جو من بھاوے
رب ولیاں نوں طاقت دتی اوہ لکھے لیکھ مٹاوے

جہاز غرق ہونے سے بچالیا:

حضرت غوث بہاؤ الدین ذکریا ملتانی رحمۃ اللہ علیہ کے مریدین کا جہاز غرق ہونے لگا تو غایت اضطراب میں انہوں نے اپنے پیر و مرشد سے امداد طلب کی آپ کی روحانی امداد سے اللہ نے جہاز کو غرق ہونے سے بچالیا۔

(تذکرہ اولیائے ملتان ص ۳۱)

رب ولیاں نوں طاقت دتی لکھے لیکھ مٹاوے

لشکر تباہ کر دیا:

حضرت شیخ فرید الدین گنج شکر علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں: ایک مرتبہ شیخ قطب الدین بختیار کاکی، شیخ جلال الدین تبریزی اور شیخ بہاؤ الدین غوث العالم رضی اللہ عنہ، ایک ہی جگہ رہتے تھے۔ تینوں بزرگوار نماز میں قرآن شریف ختم کیا کرتے تھے اور اسی وضو سے صبح کی نماز ادا کرتے تھے ایسے صاحب حال تھے کہ ان دونوں جب منسد مغلوں نے ملتان آ کر گھیرا تو شیخ بہاؤ الدین ذکریا نے کمان منگا کر اپنے ہاتھوں سے اس میں تیر رکھا اور چلانے والے کو حکم دیا کہ دشمن کے لشکر کی طرف پھینک دو جب وہ تیر اس نے پھینکا تو سارے لشکر کو شکست ہوئی، چالیس ہزار جنگی جوان تھے، جن کے

منہ سے خون بہنے لگا اور وہ سب مر گئے۔ آپ نے فرمایا کہ ان مردوں کے سینے چیر دو۔ جب حکم کی تعمیل ہوئی تو ہر ایک کے دل میں ایک ایک تیر کا پھل لگ ہوا تھا اور خون بہہ رہا تھا۔ (تذکرہ اولیائے ملتان ص ۳۳)

؎ رب ولیاں نوں طاقت دتی اوہ لکھے لیکھ مٹاوے

بچہ زندہ کر دیا:۔

حضرت شاہ یوسف گردیز ملتانی کے دادا حضرت شاہ علی قسور رحمتہ اللہ علیہ کے چند ارادت کیش ایک بیمار و علیل بچہ کی صحت یابی کے لیے دعا کروانے حاضر ہوئے۔

آپ نے دعا کرنے سے گریز کیا اور اس کے ورثاء کو مشیت ایزدی پر صابرو شاکر رہنے کا مشورہ دیا۔ چنانچہ وہ لڑکا قضائے الٰہی سے انتقال کر گیا اس کے مرنے سے ورثاء پر قیامت صغریٰ گزر گئی وہ رونے لگے ان کی یہ گریہ زاری حضرت شاہ یوسف گردیز کو متاثر کئے بغیر نہ رہ سکی، آپ نے بارگاہِ کبریا میں ہاتھ اٹھائے تو بچہ زندہ ہوگیا۔ (تذکرہ اولیائے ملتان ص ۷۵)

؎ قلم ربانی ہتھ ولی دے اوہ لکھے جو من بھاوے
رب ولیاں نوں طاقت دتی اوہ لکھے لیکھ مٹاوے

حضرات محترم!

عرض یہ کر رہا تھا کہ اگر واؤ پر زبر یعنی وَلایت پڑھا جائے تو اس کا معنی ملکیت ہے اور ملکیت قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کی ہوگی، اسی بات کو دلیل بنا کر لوگ کہتے ہیں، قیامت میں نبی ولی کچھ نہیں کر سکیں گے انہیں کوئی اختیار نہیں ہوگا۔

بروزِ محشر:

حالانکہ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن کے بارے میں ارشاد فرماتا ہے۔

"اَلْاَخِلَّاءُ یَوْمَئِذٍ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ اِلَّا الْمُتَّقِیْنَ."

(پ ۲۵ سورۃ الزخرف آیت نمبر ۶۷)

"گہرے دوست اس روز ایک دوسرے کے دشمن ہوں گے بجز ان کے جو متقی اور پرہیزگار ہیں۔"

اور حدیث پاک میں موجود ہے کہ جس وقت جنتی جنت میں اور جہنمی جہنم میں جا رہے ہوں گے ایک آدمی جو کہ جہنمیوں کی صنف سے ہوگا۔ جنتیوں میں سے ایک ولی اللہ کو پکار کر کہے گا۔

"اَمَا تَعْرِفُنِیْ اَنَا الَّذِیْ سَقَیْتُكَ شَرْبَةً."

(مشکوٰۃ شریف ص ۲۹۴)

"باوا جی آپ نے مجھے پہچانا نہیں، میں وہی ہوں جس نے آپ کو ایک مرتبہ پانی پلایا تھا۔ آج آپ جنت میں جا رہے ہیں اور میں جہنمیوں کی صف میں کھڑا ہوں۔"

ایک اور آدمی ایک اللہ کے ولی سے عرض کرے گا۔

"اَنَا الَّذِیْ وَهَبْتُ لَكَ وُضُوْءً." (مشکوٰۃ شریف ص ۲۹۴)

حضور میں وہی ہوں جس نے آپ کو ایک مرتبہ وضو کروایا تھا۔ حضور آج آپ مجھے پہچانیں تو اس درویش کے ہاتھ بارگاہِ لایزال میں اٹھ جائیں گے۔ وہ دعا کرے گا۔

"فَیَشْفَعُ لَهٗ فَیُدْخِلُهُ الْجَنَّةَ." (مشکوٰۃ شریف ص ۲۹۴)

"وہ اس کی شفاعت کرے گا اور اسے جنت میں داخل کر دے گا۔"

حضراتِ سامعین!

اس حدیث پاک سے یہ بات کھل کر سامنے آ گئی کہ یہ تو ٹھیک ہے۔ اللہ قیامت کے دن کا مالک ہے اور یہ بھی درست ہے کہ اسی کا حکم چلے گا مگر وہ مالک حقیقی اپنے ولیوں کو مجازاً مالک بنا دے گا۔ تاکہ وہ اسے عرض کریں تو ان کی عرض قبول کی جائے۔

اللہ انکی قسم پوری فرماتا ہے:

حدیث قدسی میں ہے کہ بعض پھٹے پرانے کپڑوں والے میرے درویش ایسے

ہیں کہ

"لَوْ اَقْسَمَ عَلَى اللّٰهِ لَاَبَرَّهٗ" (بخاری شریف جلد ثانی ص ۶۶۴)

"اگر وہ مجھے قسم دے دیں تو میں ان کی وہ قسم پوری فرماتا ہوں۔"

میں اپنا قانون توڑ دیتا ہوں ان کے ہاتھ خالی نہیں موڑتا۔

عاشقِ مدینہ، الحاج علامہ حاجی یوسف نگینہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

؎ بندے رب دے دعا کر کے تقریر بدل دیندے

ایہہ لوح و قلم والی تحریر بدل دیندے

انکی مجلس میں بیٹھنے والے:

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

"هُمُ الْجُلَسَآءُ لَا يَشْقٰى جَلِيْسُهُمْ." (مشکوٰۃ شریف ص ۱۹۷)

"وہ ایسے بیٹھنے والے ہیں کہ ان کی معیت میں بیٹھنے والے بدبخت نہیں ہوتے۔"

غور فرمائیے! کہ جب اللہ تعالیٰ ان کی اس دنیائے فانی میں یہ عزت افزائی فرما رہا ہے کہ ان کے ساتھ بیٹھنے والوں کو بدبخت نہیں ہونے دیتا تو آخرت میں کتنی عزت افزائی فرمائے گا۔

تو پھر اسی طرح ہوگا کہ یہ عرض کریں گے۔

اے مولا یہ میرا محب ہے اسے معاف فرمادے۔

یہ میرا مرید ہے اسے بخش دے۔

یہ میرا ہمسایہ تھا۔ یا اللہ تیرے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمسائے کا حق بہت بیان فرمایا ہے۔ اسے یہاں بھی میرا ہمسایہ بنا دے تو اللہ تعالیٰ ان کی عزت افزائی فرماتے ہوئے ان کے محبین کو معاف فرمادے گا۔ مریدین کو بخش دے گا۔ ہمسایہ کو وہاں بھی ہمسایہ بنادے گا۔

فاسق بخشا گیا:

حضرت شیخ فرید الدین گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک شخص جو بڑا فاسق تھا۔ ملتان میں فوت ہوا۔ مرنے کے بعد جب اسے خواب میں دیکھا گیا تو اس سے پوچھا گیا تیرے ساتھ کیا معاملہ ہوا۔ اس نے کہا کہ مجھے اللہ تعالیٰ نے معاف فرما دیا جب اس سے معافی کا سبب پوچھا گیا تو اس نے بیان کیا کہ ایک روز حضرت غوث بہاؤالدین ذکریا ملتانی ایک راستہ سے جا رہے تھے تو میں نے آپ کے دست مبارک کا بوسہ دیا جس کی وجہ سے آج مجھے بخشا گیا۔ (تذکرہ اولیائے ملتان ص ۳۳،۳۴)

حضراتِ محترم!

سرکار دو عالم علیہ السلام کے فرمان کی ان کے ساتھ بیٹھنے والا بدبخت نہیں ہوتا کہ تصدیق، اس واقعہ سے ہوگئی۔ بیٹھنا تو دور کی بات جس نے صرف ہاتھ چوم لیے وہ فاسق بخشا گیا۔

حضراتِ محترم! ہاتھ چومنا تو درکنار ایک سو آدمی کا قاتل اولیاء اللہ کی بستی کی طرف چلا تو فوت ہوگیا۔ اس کی مغفرت صرف اس وجہ سے ہوگئی کہ وہ اولیاء اللہ کی طرف جانا چاہتا تھا۔

(ملاحظہ ہو بخاری شریف جلد اول ص ۴۹۳، ۴۹۴ اور مسلم شریف جلد ثانی ص ۳۵۹) تو جب اللہ کریم اپنے اولیاء کاملین کو اس دنیا میں یہ مقامِ عظمت عطا فرماتا ہے تو یومِ آخرت میں کیوں نہ عطا فرمائے گا۔

معزز سامعین کرام!

بات یہ کر رہا تھا کہ ولایت کا معنی ملکیت ہے جو درحقیقت اللہ تعالیٰ کی ہے اور مجازاً وہ جسے چاہئے مالک بنا دے اس نے تو جنت کا وارث بھی اولیاء کرام کو بنا دیا ہے۔

ملاحظہ ہو قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

جنت کے وارث:

"تِلْكَ الْجَنَّةُ الَّتِیْ نُوْرِثُ مِنْ عِبَادِنَا مَنْ كَانَ تَقِیًّا."

(پ نمبر ۱۶ سورہ مریم آیت نمبر ۶۳)

"یہ وہ جنت ہے جس کا ہم وارث بنائیں گے۔ اپنے بندوں سے اس کو جو متقی ہوگا۔"

دوسرے مقام پر ارشاد فرمایا:

"وَلَقَدْ كَتَبْنَا فِی الزَّبُوْرِ مِنْۢ بَعْدِ الذِّكْرِ اَنَّ الْاَرْضَ یَرِثُهَا عِبَادِیَ الصّٰلِحُوْنَ." (پ ۱۷ سورہ انبیاء آیت نمبر ۱۰۵)

"اور بے شک ہم نے لکھ دیا ہے زبور میں پند و موعظت کے (بیان کے) بعد کہ بلاشبہ زمین کے وارث تو میرے نیک بندے ہوں گے۔"

مفسرین کرام نے تصریح فرمائی ہے کہ زمین سے مراد جنت ہے یعنی جنت کے وارث اولیائے کاملین ہوں گے۔

اب ملاں جی ہی بتائیں کہ اگر وہ اولیاء کاملین کے تصرف ان کی ملکیت و وراثت کو تسلیم نہیں کرتے اور انہیں توحید کا یہ ہیضہ جو اولیاء کرام کے تصرف ملکیت وراثت سے دور رکھتا ہے، اگر دور ہی رکھے تو وہ کس جہنم کا ایندھن بنیں گے کیونکہ جنت کے مالک و وارث تو یہی نفوسِ قدسیہ ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے بھی جنت بنائی۔

"جَنّٰتٍ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ." (پ نمبر ۱ سورۃ البقرہ آیت نمبر ۲۵)

مصطفےٰ نے بھی جنت بنائی۔

"مَا بَیْنَ بَیْتِیْ وَمِنْبَرِیْ رَوْضَةٌ مِّنْ رِّیَاضِ الْجَنَّةِ."

(بخاری شریف ص ۲۵۳، جلد اوّل)

اب اللہ کی جنت کے وارث اولیاء کاملین ہیں ان سے ملے گی اگر رب سے مانگو

تو وہ بے نیاز ہے دے تو دے۔ نہ دے تو نہ دے۔

شہنشاہِ خطابت علامہ صاحبزادہ افتخار الحسن صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے۔ ایک جنت خدا نے بنائی، ایک مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے۔

میں نے کہا یا اللہ جنت بنائی ہے فرمایا ہاں۔

دے پھر نہیں دیتا۔

پہلے تیری جان لوں گا پھر حساب کتاب پھر چاہوں تو دوں گا نہ چاہوں تو نہیں۔

مدینے سے آواز آئی، افتخار رب کے پیچھے پڑا ہوا ہے۔ آ مدینے آ جا نہ جان نہ حساب جنت پہلے۔

تو سامعین حضرات پتہ چلا جنت یا مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے ملی گی یا اولیاء سے۔

ذکر کے حلقے:

دیکھئے کملی والے نے فرمایا: (صلی اللہ علیہ وسلم)

"اِذَا مَرَرْتُمْ بِرِیَاضِ الْجَنَّةِ فَارْتَعُوْا."

"اے صحابیو جب تم جنت کے باغوں سے گزرو تو خوب سیر کیا کرو۔"

عرض کیا: وَمَا رِیَاضُ الْجَنَّةِ"

حضور وہ جنت کے باغ کون سے ابھی تو حشر نشر ہوگا پھر جنت ہوگی۔

فرمایا: "حِلَقُ الذِّكْرِ"

جس جگہ ذکر کا حلقہ قائم ہو وہ بھی جنت کا باغ ہے۔

(مشکوٰۃ شریف ص ۱۹۸)

سامعین کرام! اولیائے کرام کے مزارات پر دن رات صبح و شام ذکر کے حلقے قائم ہوتے ہیں، حضور داتا گنج بخش علی ہجویری رحمۃ اللہ علیہ کے دربارِ اقدس میں ہمہ وقت ذکر ہوتا ہے تو پھر ہم اگر داتا صاحب کے دربار میں بیٹھ کر کہیں کہ ہم جنت میں

بیٹھے ہیں تو کون سا جھوٹ ہے بلکہ کملی والے علیہ السلام کے ارشاد کے مطابق ہی تو ہے کہ جہاں ذکر کے حلقے ہوں وہ جگہ جنت، کے باغ ہوتے ہیں۔

بہشتی دروازہ:

مجھے ایک آدمی نے پوچھا کہ پاکپتن باوا صاحب کے بہشتی دروازہ کا کیا ثبوت ہے۔ میں نے کہا تو ایک بہشتی کو رو رہا ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر ذکر کے حلقے کو بہشت قرار دے دیا ہے۔ اسی لیے تو ہم مزارات اولیاء کرام پر جاتے ہیں، تاکہ بہشت کی سیر ہو جائے وہ بہشتی دروازہ برحق ہے۔

سامعین محترم!

یہ تو معنی یعنی ملکیت اس وقت تھا جب واؤ پر زبر ہو یعنی وَلایت اور اگر واؤ کے نیچے زیر ہو یعنی لفظِ وِلایت۔

اگر واؤ کے نیچے زیر ہو:

ہو تو اس کے کئی معانی ہیں۔ مثلاً: قربت، نصرت، محبت اس کے مشہور معانی ہیں، اس لحاظ سے ولی کے بھی کئی معانی ہوں گے۔ مثلاً قریب، مددگار، محب، محبوب جس کی مدد کی گئی۔ جس کے قریب ہوا یہ سب معانی ولی کے ہوں گے کیونکہ ولی صفت مشبہ کا صیغہ ہے اور صفت مشبہ کبھی اسم فاعل پر آتی ہے۔ کبھی اسم مفعول پر اسی لحاظ سے ترجمہ کیا جائے گا۔

ولی بمعنی قریب:

اگر ولی صفت مشبہ ''عَلٰی اِسْمِ الْفَاعِلِ'' ہو تو اس کا معنی قریب ہوگا تو اولیاء اللہ کا معنی ہوگا کہ وہ لوگ جو اللہ کے قریب ہیں، مطلب یہ ہوا کہ یہ تمام اولیائے کاملین اللہ کے قریب ہیں۔

اللہ قریب ہے:

حضرات محترم! اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

''اَللّٰهُ وَلِيُّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا'' (پ۳ سورۃ البقرہ آیت نمبر۲۵۳)

''اللہ ایمان والوں کا مددگار اور ان کے قریب ہے۔''

ثابت ہوا۔ اللہ اولیاء کے قریب ہے۔

حالانکہ وہ فرماتا ہے:

وہ شہہ رگ سے قریب ہے:

''وَنَحْنُ اَقْرَبُ اِلَيْهِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِيْدِ.'' (پ۲۶ سورۃ ق آیت نمبر۱۶)

''اور ہم اس سے شہہ رگ سے بھی زیادہ نزدیک ہیں۔''

یعنی کہ اللہ تعالیٰ ہر انسان کی شہہ رگ سے بھی زیادہ قریب ہے۔ شیخ سعدی علیہ الرحمۃ نے کیا خوب فرمایا ہے۔

دوست نزدیک تراز بمن بمنست!
ویں عجب ترکہ من ازوے دورم
چہ کنم باکہ تواں گفت کہ او!
درکنار من ومن مہجورم!!

''یعنی دوست مجھ سے بھی زیادہ میرے نزدیک ہے۔ تعجب اس پر ہے کہ میں اس سے دور ہوں، میں کیا کروں اور کس سے یہ بات کہوں کہ محبوب تو میرے آغوش میں ہے اور میں ہجر کی سختیاں برداشت کر رہا ہوں۔'' پتہ چلا کہ اللہ تعالیٰ تو ہر ایک کے قریب ہے۔ مگر ہر کوئی اللہ کے قریب نہیں۔ اللہ کے قریب یہ اولیاء کرام ہی ہیں۔

نتیجہ یہ نکلا کہ یہ اللہ کے قریب، اللہ ان کے قریب ہے۔ یہ اللہ نہیں مگر اللہ کے قریب ہیں اور اس سے عرض کرتے ہیں۔

اے مولا تو قادر ہے، قدیر ہے، علیم ہے، خبیر ہے، تیری بڑی شان ہے۔ ہماری اگرچہ یہ شان نہیں لیکن جتنا تو ہمارے قریب ہے اتنا ہی ہم بھی تیرے قریب ہیں۔

مثال کے طور پر:

مثال کے طور پر آپ میں سے کوئی آدمی میرے قریب ہو کر مجھے کہے۔ مولانا میں آپ کی طرح عالم نہیں، فاضل نہیں، خطیب وادیب نہیں، فصیح و بلیغ تو نہیں عام ایک گنہگار سا آدمی ہوں مگر دیکھ لو جتنے آپ میرے قریب ہیں اتنا میں بھی آپ کے قریب ہوں۔

اسی طرح اولیاء کاملین اگر چہ الٰہ نہیں، خدا نہیں لیکن جتنا وہ الہ وخدا ان کے قریب ہے اتنے ہی یہ بھی اس کے قریب ہیں۔

حضراتِ محترم!

اس بات کو سمجھو کہ ولی خدا نہیں، خدا کے قریب ہے۔ اسی لیے اللہ فرماتا ہے کہ، اے میری رحمت کے متلاشیو آؤ اگر میری رحمت کو ڈھونڈنا چاہتے ہو تو میرے ولیوں کی بارگاہ میں آؤ میری رحمت ان سے ملے گی۔

اللہ کی رحمت:

"اِنَّ رَحْمَتَ اللّٰهِ قَرِيْبٌ مِّنَ الْمُحْسِنِيْنَ."

(پ۸ سورۃ اعراف آیت نمبر ۵۶)

"بے شک اللہ کی رحمت قریب ہے نیکو کاروں سے۔"

اللہ کی رحمت ہر عام انسان سے نہیں ملتی صرف اولیاء کاملین سے ملتی ہے کیونکہ ہر بندہ اللہ کے قریب نہیں، صرف اولیاء کرام ہی اس کے قریب ہیں۔ لہٰذا اللہ کی رحمت اللہ والوں سے ملے گی۔ جیسے

دہی دودھ	دہی دودھ والے سے ملتا ہے۔
سونا چاندی	سونے چاندی والے سے ملتا ہے۔
مال ومنال	مال ومنال والے سے ملتا ہے۔

ایسے ہی

اللہ بھی	اللہ والے سے ملتا ہے۔
اللہ کی رحمت بھی،	اللہ والے سے ملتی ہے۔

؎ اللہ اللہ کئے جانے سے اللہ نہ ملے
اللہ والے ہیں جو اللہ سے ملا دیتے ہیں

شیطان کیوں راندۂ درگاہ ہوا؟:

اگر صرف عبادت و ریاضت اور اللہ اللہ کرنے سے کوئی اللہ والا بن سکتا تو شیطان سب سے بڑی ولی ہوتا۔ جس نے چھ لاکھ برس اللہ اللہ کی ہے مگر اس نے اللہ والے کا انکار کیا کہ وہ آدم علیہ السلام کی عظمت کو تسلیم نہ کر سکا۔ اس لیے راندۂ درگاہ ہو گیا۔

؎ اللہ اللہ تے بڑی شیطان وی کردیا رہیا
عشق والے یا رسول اللہ پکاؤندے رہن گے
تیرے درتے ساقیا ایہہ مست آؤندے رہن گے
چم کے چوکھٹ تیری نوں دکھڑے سناؤندے رہن گے

ہم درباروں پر اسی لیے جاتے ہیں:

اللہ کی رحمت کیونکہ اولیاء کرام کے قریب ہے اور ان کے پاس ہے۔ اس لیے ہم ان مقامات پر حاضر ہوتے ہیں جہاں یہ اولیاء کاملین جلوہ فرما ہوں یا اپنی قبر میں آرام فرما ہوں۔

حضرات سامعین!

اولیائے کاملین کی بارگاہ میں حاضر ہونا اور ان کی جائے نماز یا ان سے منسوب جگہ پر کھڑے ہو کر دعا کرنا جائز ہے۔ قرآن کریم سے ثابت ہے۔

حضرت زکریا علیہ السلام:

حضرت سیّدنا زکریا علیہ السلام حضرت مریم علیہا السلام کے پاس حاضر ہوئے تو کیا دیکھا قرآن کریم میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے کہ

"كُلَّمَا دَخَلَ عَلَيْهَا زَكَرِيَّا الْمِحْرَابَ وَجَدَ عِنْدَهَا رِزْقًا."

(پ۳ سورۃ آل عمران آیت نمبر ۳۷)

جب بھی جاتے مریم علیہا السلام کے پاس زکریا علیہ السلام (اس کی) عبادت گاہ میں (تو) موجود پاتے، اس کے پاس کھانے کی چیزیں،

یعنی وہ پھل کہ جس کا موسم نہ ہوتا وہ حضرت مریم کے پاس ہوتا تو آپ نے حیران ہوکر پوچھا۔

"قَالَ يٰمَرْيَمُ اَنّٰى لَكِ هٰذَا قَالَتْ هُوَ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ اِنَّ اللّٰهَ يَرْزُقُ مَنْ يَّشَآءُ بِغَيْرِ حِسَابٍ." (پ۳ سورۃ آل عمران آیت نمبر ۳۷)

بولے اے مریم علیہا السلام کہاں سے تمہارے لیے آتا ہے یہ (رزق) مریم علیہا السلام بولیں یہ اللہ تعالیٰ کے پاس سے آتا ہے بے شک اللہ تعالیٰ رزق دیتا ہے جسے چاہتا ہے بے حساب۔

حضرت زکریا علیہ السلام کی دعا:

حضرت زکریا علیہ السلام نے خیال فرمایا کہ جو رب حضرت مریم علیہا السلام کو بے موسم کے پھل دے سکتا ہے وہ مجھے بے موسم کی اولاد بھی دے سکتا ہے تو حضرت مریم علیہا السلام کے اسی محراب میں دعا کی۔

"هُنَالِكَ دَعَا زَكَرِيَّا رَبَّهٗ قَالَ رَبِّ هَبْ لِيْ مِنْ لَّدُنْكَ ذُرِّيَّةً طَيِّبَةً اِنَّكَ سَمِيْعُ الدُّعَآءِ." (پ۳ سورۃ آل عمران آیت نمبر ۳۸)

"وہیں دعا مانگی زکریا علیہ السلام نے اپنے رب سے عرض کی، اے میرے رب عطا فرما مجھ کو اپنے پاس سے پاکیزہ اولاد، بے شک تو ہی سننے والا ہے۔"

حضرت مریم رضی اللہ عنہا کی چوکھٹ پر:

حضراتِ محترم! لفظ "هُنَالِكَ" نے ثابت کیا کہ حضرت زکریا علیہ السلام اس حضرت مریم علیہا السلام سے منسوب مقام سے اِدھر اُدھر نہ ہوئے بلکہ اسی جگہ دعا مانگی۔ اگر لفظ هُنَالِكَ نہ ہوتا تو ملاں کو گنجائش مل جاتی کہ جی دربارِ مریم علیہا السلام میں تو دعا نہیں کی۔

مگر خداوند قدوس جانتا تھا کہ ایک ایسی قوم پیدا ہوگی جو ولیوں کے درباروں پر جانے سے منع کرے گی۔ اس لیے صاف لفظ هُنَالِكَ فرمادیا کہ وہیں حضرت مریم علیہا السلام سے منسوب دربارِ محراب میں آپ نے دعا فرمائی۔ چوکھٹ ولیہ کی تھی، مانگا خدا سے۔

یہی ہمارا مسلک ہے:

مکرم ومعزز حاضرین وسامعین!

یہی ہمارا مسلک ہے کہ یہ اولیائے کاملین اللہ کے قریب ہیں اور اللہ کی رحمت ان کے قریب ہے۔ لہٰذا ان کی بارگاہ میں جا کر ان کے وسیلہ سے جو مانگو گے ملے گا۔

حضرت حاجی محمد یوسف نگینہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

نبیاں تے ولیاں دے در تے مقبول دعا واں ہندیاں نے
ہڑ وگدے نے جدوں اشکاں دے پھر معاف خطاواں ہندیاں نے

داتا دربار پر خواجہ اجمیریؒ:

حضرت خواجہ خواجگان، خواجہ معین الدین چشتی اجمیری جن کے تصرف سے نناوے لاکھ ہندو مسلمان ہوئے۔

داتا صاحبؒ کی بارگاہ میں آئے اور وہاں سے اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم کی برکات حاصل فرمائیں۔ اور لکھ دیا کہ حضور داتا علی ہجویریؒ فیض کے خزانے لٹا رہے ہیں۔

ے لے فیض داتا ہجویریؒ توں خواجہ اجمیریؒ کہندے نے
ایتھے ناقص کامل جو آوے سبھناں نوں عطاواں ہندیاں نے

بیٹا مل گیا:

سامعین مکرم! حضرت زکریا علیہ السلام نے اللہ کی ولیہ کے دربار میں جب اللہ تعالیٰ سے بیٹا مانگا تو اسی وقت بیٹا مل گیا۔

قرآن کریم میں موجود ہے:

"فَنَادَتْهُ الْمَلٰٓئِكَةُ وَهُوَ قَآئِمٌ يُّصَلِّيْ فِي الْمِحْرَابِ اَنَّ اللّٰهَ يُبَشِّرُكَ بِيَحْيٰى (پ۳ سورۃ آل عمران آیت نمبر ۳۹)

"پھر آواز دی ان کو فرشتوں نے جبکہ وہ کھڑے نماز پڑھ رہے تھے۔ عبادت گاہ میں بے شک اللہ تعالیٰ خوشخبری دیتا ہے آپ کو یحییٰ کی۔"

ابھی دعا کے بعد نماز کے قیام میں ہی تھے۔ رکوع میں بھی نہیں گئے تھے کہ فرشتوں نے پکار کر حضرت یحییٰ علیہ السلام کی بشارت دے دی۔

ملاں جی سے پوچھو:

ملاں جی سے پوچھو کہ خدا نے کیوں نہیں فرمایا کہ تو اس جگہ سے ہٹ کر خالص میری مسجد میں آ کر مجھ سے مانگ کیونکہ میرا ہی ارشاد ہے۔

"وَاَنَّ الْمَسٰجِدَ لِلّٰهِ فَلَا تَدْعُوْا مَعَ اللّٰهِ اَحَدًا"

(پ۲۹ سورۃ جن آیت نمبر ۱۸)

اور بے شک مسجدیں خاص اللہ کے لیے ہیں۔ پس نہ عبادت کرو اللہ کے ساتھ کسی اور کی۔ نہیں ہرگز ایسا نہیں فرمایا بلکہ اسی مقام پر آپ کو حضرت یحییٰ علیہ السلام جیسا نبی فرزند عطا فرمایا۔

یہ سنت ہے بدعت نہیں:

حضراتِ سامعین! معلوم یہ ہوا کہ اولیائے کاملین کے درباروں پر جانا وہاں دعا

کرنی یہ حضرت سیّدنا زکریا علیہ السلام کی سنت ہے بدعت نہیں۔ عجیب ملاں ہیں کہ بدعت کو بدعت نہیں کہتے۔ سنت کو بدعت کہتے ہیں۔

ے خرد کو جنوں کہہ دیا جنوں کو خرد
جو چاہے آپ کا حسنِ کرشمہ ساز کرے

معزز حاضرین!

عرض یہ کر رہا تھا کہ ولی کا معنی قریب ہے تو کبھی اللہ قریب اور یہ مقروب اور کبھی یہ قریب اور اللہ مقروب ہوتا ہے۔

ولی کیسے قریب ہوتا ہے:

سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ یہ اولیائے کرام کیسے اللہ کے قریب ہو جاتے ہیں تو اس کا جواب حدیث قدسی میں ہے۔

سرکار دو عالم ارشاد فرماتے ہیں: (علیہ السلام)

"لَا يَزَالُ عَبْدِيْ يَتَقَرَّبُ اِلَيَّ بِالنَّوَافِلِ حَتّٰى اَحْبَبْتُهٗ فَكُنْتُ سَمْعَهُ الَّذِيْ يَسْمَعُ بِهٖ وَبَصَرَهُ الَّذِيْ يُبْصِرُ بِهٖ وَيَدَهُ الَّتِيْ يَبْطِشُ بِهَا وَرِجْلَهُ الَّتِيْ يَمْشِيْ بِهَا لَئِنْ سَاَلَنِيْ لَاُعْطِيَنَّهٗ وَلَئِنِ اسْتَعَاذَنِيْ لَاُعِيْذَنَّهٗ." (بخاری شریف جلد ثانی ص ۹۶۳)

"ہمیشہ میرا بندہ نوافل سے میرے قریب ہوتا ہے۔ یہاں تک کہ میں اس سے محبت کرتا ہوں، پس میں اس کے کان بن جاتا ہوں، جن سے وہ سنتا ہے میں اس کی آنکھ بن جاتا ہوں جس سے وہ دیکھتا ہے، میں اس کے ہاتھ بن جاتا ہوں جن سے وہ پکڑتا ہے۔ میں اس کے پاؤں بن جاتا ہوں جن سے وہ چلتا ہے۔ اگر میرا بندہ مجھ سے مانگے البتہ میں ضرور اسے عطا فرماتا ہوں اگر وہ مجھ سے پناہ طلب کرے میں ضرور اسے پناہ عطا فرماتا ہوں۔"

نوافل سے قربت:

معزز حضراتِ سامعین!

اس حدیث پاک سے معلوم ہوا کہ نوافل بندہ کو اللہ کے قریب تر کر دیتے ہیں۔ ہم نے اکثر اولیائے کرام کی سوانح عمریوں کا مطالبہ کیا تو پتہ چلا کہ وہ نوافل کی کثرت کرتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں انہی نفوسِ قدسیہ کے متعلق ارشاد فرمایا:

"وَالَّذِيْنَ يَبِيْتُوْنَ لِرَبِّهِمْ سُجَّدًا وَّقِيَامًا." (پ۱۹ سورہ فرقان آیت نمبر ۶۴)

اور جو رات بسر کرتے ہیں، اپنے رب کے حضور سجدہ کرتے ہوئے کھڑے ہوئے، میاں محمد صاحب فرماتے ہیں۔

راتیں زاری کر کر رووَن نیندا کھاں تھیں دھونڈے!
فجریں اور گنہار سداون سبھ تھیں نیویں ہوندے!
رات پوے تے بے درداں نوں نیند پیاری آوے
درد منداں نوں یاد اللہ دی ستیاں آن جگاوے

اس کی تفصیل تو ہم کسی اور خطبہ میں بیان کریں گے کہ یہ کس طرح سے نوافل کی کثرت کرتے ہیں۔ اب اس کی گنجائش نہیں، بہر حال، حدیث پاک میں ہے کہ جب یہ نوافل سے میری قربت، پا لیتے ہیں تو میں ان سے محبت فرماتا ہوں اور جب میں محبت فرماتا ہوں تو پھر کیا ہوتا ہے۔

حدیث پاک ملاحظہ فرمائیں:

جب اللہ بندے سے محبت فرماتا ہے:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ، فرماتے ہیں کہ نبی کریم علیہ السلام نے فرمایا:

اِذَا اَحَبَّ اللّٰهُ الْعَبْدَ نَادٰى جِبْرَائِيْلَ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ فُلَانًا فَاَحْبِبْهُ فَيُحِبُّهُ جِبْرَائِيْلُ فَيُنَادِيْ جِبْرَائِيْلُ فِيْ اَهْلِ السَّمَآءِ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ فُلَانًا فَاَحِبُّوْهُ فَيُحِبُّهُ اَهْلُ السَّمَآءِ ثُمَّ يُوْضَعُ لَهُ الْقَبُوْلُ فِي الْاَرْضِ. "(بخاری شریف، جلد ثانی ص ۸۹۲)

"جب اللہ تعالیٰ بندے سے محبت فرماتا ہے تو حضرت جبرائیل علیہ السلام کو ندا

فرماتا ہے کہ اے جبرائیل علیہ السلام اللہ تعالیٰ فلاں بندے سے محبت فرماتا ہے۔ پس تم بھی اسے محبوب رکھو تو جبرائیل بھی اس سے محبت کرتے ہیں اور پھر جبرائیل علیہ السلام اہل آسمان (ملائکہ) کو ندا فرماتے ہیں کہ اے آسمان والو اللہ تعالیٰ فلاں بندے سے محبت فرماتا ہے تم بھی اس سے محبت کرو تم پھر آسمان والے بھی اسے محبوب رکھتے ہیں پھر اس کے لیے زمین میں بھی قبولیت رکھ دی جاتی ہے۔ یعنی زمین والے بھی اس سے محبت کرتے ہیں۔"

کائنات کھنچی چلی آتی ہے:

حضراتِ سامعین یہی وجہ ہے کہ پھر ملائکہ جن وانسان اولیاء کاملین کے پاس کھچے چلے آتے ہیں۔ ملائکہ تو ہمیں نظر نہیں آتے اور نہ ہی جن البتہ انسانوں کا اژدھام ہم نے اولیاء اللہ کے مزارات پر اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے۔

کتے مزارات پر نہیں جاتے:

ایک مولوی (اب وہ جل کر مر چکا ہے) نے تقریر کرتے ہوئے کہا اوہ سنیو تم سے تو کتے اچھے جو کم از کم مزارات پر نہیں جاتے اللہ انہیں بھی رزق دیتا ہے اور وہ اپنے رازق کے دروازے پر بیٹھے رہتے ہیں۔

کتوں کی نسل بھی نہیں جاتی:

اگلے دن اس ناچیز کی تقریر بھی اسی مقام پر تھی تو فقیر نے عرض کیا مولوی صاحب بالکل صحیح کہہ رہے تھے کہ کتے کبھی مزار پر نہیں جاتے مگر یہ بھول گئے کہ ان کتوں کے بچے یعنی ان کی نسل بھی کبھی مزارات پر نہیں جاتی۔

ولی کی آنکھ اور کان:

تو میں عرض کر رہا تھا کہ بندہ جب نوافل پڑھ کر اللہ کے قریب ہوتا ہے تو اللہ اس سے محبت فرماتا ہے حتیٰ کہ وہ اس کے کان بن جاتا ہے جن کانوں سے وہ سنتا ہے۔

آیئے، اللہ تعالیٰ کی شانِ سماعت قرآن کریم سے ملاحظہ کیجئے اللہ فرماتا ہے۔

اللہ کی سماعت و بصارت:

"اِنَّهٗ هُوَ السَّمِيْعُ الْبَصِيْرُ." (پ۱۵ سورۃ بنی اسرائیل آیت نمبر۱)

"بے شک وہی سب کچھ سننے والا اور دیکھنے والا ہے۔"

اللہ تعالیٰ ساری کائنات کی باتیں اپنے مقام پر سنتا بھی ہے اور ان تمام واقعات کو دیکھتا بھی ہے۔

ولی کی سماعت و بصارت:

جب وہ ولی کا کان بن جائے تو پھر ولی بھی دور و نزدیک سے سنتا ہے اور جب وہ ولی کی آنکھ بن جائے تو ولی بھی دور و نزدیک سے دیکھتا ہے بلکہ جس آواز کو اور کوئی نہیں سنتا ولی سنتا ہے اور جس چیز کو اور کوئی نہیں دیکھتا ولی دیکھتا ہے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے سن لیا:

حضرت سیّدنا فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ، ایک صالح نوجوان کی قبر سے گزرے تو اسے مخاطب کر کے فرمایا:

"اے جوان اللہ نے وعدہ فرمایا ہے کہ

"وَلِمَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ جَنَّتَانِ."

"یعنی جو شخص اپنے رب کے حضور کھڑے ہونے سے ڈر گیا اس کے لیے دو جنتیں ہیں، اے نوجوان بتا تیرا قبر میں کیا حال ہے۔"

اس نوجوان نے اپنی قبر کے اندر سے حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کو مخاطب کیا اور نام لے کر یہ جواب دیا کہ اے عمر رضی اللہ عنہ میرے رب نے یہ دونوں جنتیں مجھے عطا فرما دی ہیں۔

(حجۃ اللہ علی العالمین جلد دوم ص ۷۶۰)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے دیکھ لیا:

حضرت سیّدنا فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ، نے حضرت ساریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ، کو ایک لشکر کا سپہ سالار بنا کر سرزمین نہاوند میں جہاد کے لیے بھیجا ادھر وہ جہاد میں مصروف تھے۔ ادھر سینکڑوں میل کے فاصلہ پر مسجد نبوی میں حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے خطبہ ارشاد فرماتے ہوئے فرمایا:

يَا سَارِيَةُ الْجَبَلِ. يَا سَارِيَةُ الْجَبَلِ

اے ساریہ پہاڑ! اے ساریہ پہاڑ! یعنی کہ پہاڑ کی طرف سے بچنا۔

حاضرین مسجد صحابہ کرام رضی اللہ عنہم چونک اٹھے کہ ساریہ تو یہاں سے سینکڑوں میل کے فاصلہ پر ہیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ آج انہیں کیسے پکار رہے ہیں اور وہ بھی خطبہ کے دوران۔

ادھر نہاوند سے حضرت ساریہ کا قاصد آیا تو اس نے بتایا کہ اگر حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ متوجہ نہ فرماتے تو ہم شکست کھا جاتے آپ کی آواز نے ہمیں پہاڑ کی طرف متوجہ فرمایا تو ہم دشمن سے بچ گئے اور فتح یاب ہوگئے۔

(مشکوٰۃ شریف باب الکرامات ص ۵۴۶ تاریخ الخلفاء ص ۸۵)

سینکڑوں میلوں سے حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ، نے دشمن کا لشکر آنا ملاحظہ بھی فرما لیا اور حضرت ساریہ و دیگر مجاہدین نے اتنی ہی مسافت سے فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی آواز کو سماع بھی فرما لیا۔ حضرت میاں محمد صاحب علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں۔

؎ جدوں رب دیاں اکھیاں دیوے چانن ہووے نوروں
محبوباں نوں نظریں آوے کیا نیڑے کیا دوروں!

مومن اللہ کے نور سے دیکھتا ہے:

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ، فرماتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ

"اِتَّقُوْا فِرَاسَةَ الْمُؤْمِنِ فَاِنَّهٗ يَنْظُرُ بِنُوْرِ اللّٰهِ ثُمَّ قَرَءَ اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّلْمُتَوَسِّمِيْنَ." (ترمذی شریف جلد ثانی ص ۱۴۰)

"مومن کی فراست سے ڈرو کیونکہ وہ اللہ کے نور سے دیکھتا ہے۔" پھر یہ آیت تلاوت فرمائی۔

"اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّلْمُتَوَسِّمِيْنَ." (پ۱۴ سورۃ الحجر آیت نمبر ۷۵)

"بے شک اس واقعہ میں (عبرت کی) نشانیاں ہیں، غور وفکر کرنے والوں کے لیے۔"

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی بصارت:

ایک دفعہ حضرت انس حضرت عثمان رضی اللہ عنہما کی خدمت میں حاضر ہوئے راستہ میں کسی عورت پر نظر پڑگئی۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے انہیں دیکھ کر فرمایا:

"يَدْخُلُ اَحَدُكُمْ عَلَیَّ وَفِیْ عَيْنَيْهِ اَثَرُ الزِّنَاءِ."

"بعض ایسے آدمی میرے پاس آتے ہیں کہ ان کی آنکھوں میں زنا کا اثر ہوتا ہے۔"

حضرت انس بول اٹھے:

"اَوَحْيًا بَعْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ."

"کیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد پھر وحی اترنی شروع ہوگئی ہے۔"

فَقَالَ لَا وَلٰكِنْ بُرْهَانٌ وَ فِرَاسَةٌ وَصَدَقٌ."

"حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا: نہیں لیکن یہ تو دلیل وفراست اور صداقت کا نتیجہ ہے۔" (تفسیر ضیاء القرآن جلد دوم ص ۵۴۷)

حضراتِ سامعین! حضرت انس رضی اللہ عنہ نے عورت کو کہاں دیکھا اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کہاں ہیں مگر ان کی بصارت کا یہ عالم کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ کو وحی کا شبہ ہوگیا۔ اللہ اکبر

محبوباں نوں نظریں آوے کیا نیڑے کیا دوروں!

امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی سماعت و بصارت:

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم محبوب خدا ہیں، آپ فرماتے ہیں۔

"اِنِّیْ اَرٰی مَا لَا تَرَوْنَ وَاَسْمَعُ مَالَا تَسْمَعُوْنَ."

(ترمذی شریف جلد ثانی ص ۵۵)

"بے شک جو میں دیکھتا ہوں تم نہیں دیکھتے اور جو میں سنتا ہوں تم نہیں سنتے۔"

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی بول اٹھے کہ

دور و نزدیک سے سننے والے وہ کان!
کان لعلِ کرامت پہ لاکھوں سلام

حضرت سلیمان علیہ السلام کی سماعت و بصارت:

قرآن کریم میں یہ واقعہ موجود ہے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام کا لشکر آرہا تھا وہ ابھی تین میل کے فاصلے پر تھا کہ چیونٹیوں کی سردار چیونٹی نے اپنی قوم سے یہ خطاب کیا۔

"قَالَتْ نَمْلَةٌ يّٰاَيُّهَا النَّمْلُ ادْخُلُوْا مَسٰكِنَكُمْ لَا يَحْطِمَنَّكُمْ سُلَيْمٰنُ وَجُنُوْدُهٗ وَهُمْ لَا يَشْعُرُوْنَ." (پ۱۹ سورہ النمل آیت نمبر ۱۸)

"بولی چیونٹی اے چیونٹیو گھس جاؤ اپنے بلوں میں کہیں کچل کر نہ رکھ دیں تمہیں سلیمان اور ان کے لشکر اور انہیں معلوم بھی نہ ہو۔"

چیونٹی کا عقیدہ:

دیکھیے چیونٹی کتنی بدعقیدہ تھی اپنے متعلق تو یہ بیان کررہی ہیں کہ میں سلیمان علیہ السلام کے لشکر کو آتے ہوئے تین میل سے دیکھ رہی ہوں اور وہ اوران کا لشکر ہمارے اوپر آکر ہمیں روند بھی گیا تو

"وَهُمْ لَا يَشْعُرُوْنَ."

"ان کو پتہ نہیں چل سکے گا۔"

حضراتِ گرامی! دیکھا آپ نے چیونٹی کا کیسا عقیدہ ہے۔ چیونٹی جو کہ چیونٹی کی پوتی ہے۔ چیونٹی کی نواسی ہے اور چیونٹی کی نسل ہے اس کا یہ عقیدہ ہے کہ نبی اوپر بھی آ گیا تو اسے پتہ نہیں چلے گا۔

علماء دیوبند کا عقیدہ:

علماء دیوبند ذرا چیونٹی سے تھوڑا سا اوپر ہو گئے اور کہا کہ نبی کو دیوار کے پیچھے کا علم نہیں، ملاحظہ ہو مولوی رشید گنگوہی اور خلیل احمد انبیٹھوی کا عقیدہ وہ لکھتے ہیں۔

"آپ کو دیوار کے پیچھے کا بھی علم نہیں، شیطان کو ساری زمین کا علم حاصل ہے۔" (براہین قاطعہ ص ۵۱ چھاپہ دیوبند مصنفہ خلیل احمد انبیٹھوی)

ایک اور مولوی اشرفعلی تھانوی لکھتے ہیں۔

"کل علم تو آپ کو نہیں اگر بعض علوم غیبیہ مراد ہیں تو اس میں حضور کی ہی کیا تخصیص ہے۔ اس میں آپ کی کون سی شان ہے ایسا علم غیب تو زید و بکر بلکہ ہر بچے مجنوں پاگل بلکہ جمیع حیوانات بہائیم کو بھی ہے۔"

(حفظ الایمان ص ۸ مصنفہ مولوی اشرفعلی تھانوی چھاپہ دیوبند)

حضراتِ محترم! غور کیجئے کہ ان بیاران دیوبند کے حکیم الامت تھانوی اور ان کے امام شیطانی گنگوہی کا عقیدہ ان چیونٹیوں جیسا ہے کہ نہیں۔

بہر کیف! ادھر چیونٹی نے یہ خطاب کیا ادھر حضرت سلیمان علیہ السلام مسکرائے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

"فَتَبَسَّمَ ضَاحِكًا مِّنْ قَوْلِهَا." (پ ۱۹ سورۃ النمل آیت نمبر ۱۹)

"پس مسکرائے حضرت سلیمان علیہ السلام اس چیونٹی کی بات سے۔"

پہلے تو آپ غور فرمائیں کہ چیونٹی کی بصارت کا یہ عالم ہے کہ وہ تین میل سے لشکر کو دیکھ رہی ہے اور پھر جب چیونٹی کی بصارت ایسی ہے تو اولیاء و انبیاء کی بصارت کیسی

ہوگی پھر حضرت سلیمان علیہ السلام کی سماعت کو ملاحظہ فرمائیں کہ چیونٹی کی بات سنی اور سمجھ بھی لی۔

ملاں سے کہو ذرا بتا:

ملاں کہتا ہے میں بھی نبی جیسا بشر ہوں۔ ذرا اس سے کہئے کہ وہ نبی علیہ السلام تو ایک چیونٹی کی بات تین میل سے سن لیتا ہے۔ تیرے کان کے اندر چیونٹیاں ڈال دیتے ہیں بھلا بتا چیونٹیاں کیا کہتی ہیں؟

حضراتِ محترم!

گزارش کر رہا تھا کہ اللہ ولی کے کان آنکھ بن جاتا ہے جس سے ولی سنتا دیکھتا ہے۔ پھر فرمایا:

"كُنْتُ يَدَهُ الَّتِي يَبْطِشُ بِهَا."

میں اس کے ہاتھ بن جاتا ہوں جن سے وہ پکڑتا ہے۔

"كُنْتُ رِجْلَهُ الَّتِي يَمْشِي بِهَا."

"میں اس کے پاؤں بن جاتا ہوں جن سے وہ چلتا ہے۔"

گویا اس کی پکڑ اللہ کی پکڑ اور اس کا چلنا رب کا چلنا ہوتا ہے۔

پھر ایک روایت میں فرمایا:

"كُنْتُ لِسَانَهُ الَّذِي يَنْطِقُ بِهِ."

"میں اس کی زبان بن جاتا ہوں جس سے وہ بولتا ہے۔"

پھر اس کا بولنا اسی کا بولنا ہوتا ہے۔ یہی وجہ ہے اس کے منہ سے نکلی ہر بات پوری ہو جاتی ہے۔ پھر فرمایا:

"لَئِنْ سَأَلَنِي لَأُعْطِيَنَّهُ."

اگر کبھی وہ مجھ سے کچھ مانگ لے تو میں اسے ضرور بالضرور عطا فرماتا ہوں۔ یہی وجہ ہے کہ ان کا مرید کہتا ہے۔ حضور بے اولاد ہوں دعا کیجئے!

وہ اللہ سے اس کا سوال کرتے ہیں، اللہ ضرور عطا فرماتا ہے۔

اگر کوئی کہتا ہے حضرت دعا فرمائیں میرا کاروبار چل جائے یہ اللہ سے عرض کرتے ہیں، اللہ چلا دیتا ہے۔

اسی طرح اگر کوئی عرض کرے حضور بیمار ہوں، شفاء کی دعا کیجئے وہ اللہ کے دربار میں ہاتھ اٹھاتے ہیں، اسے شفاء مل جاتی ہے۔

کسی نے کیا خوب کہا:

؎ نہ پوچھ ان خرقہ پوشوں کی ارادت ہو تو دیکھ ان کو!
ید بیضا لیے بیٹھے ہیں اپنی آستینوں میں

فرمایا اب یہ میرے ہیں، میں ان کا ہوں۔ لہٰذا اب ان پر کسی قسم کا کوئی خوف نہیں، اور نہ ہی وہ کبھی غمگین ہوں۔

"لَا خَوْفٌ عَلَیْهِمْ وَلَا هُمْ یَحْزَنُوْنَ."

"وَمَا عَلَیْنَا اِلَّا الْبَلٰغُ الْمُبِیْنُ"

پہلا خطبہ

ثُمَّ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ

میلاد منانے کا ثبوت

؎ بن کے خیر الوریٰ آ گئے مصطفیٰ ﷺ
ہم گنہگاروں کی بہتری کے لیے
اک طرف رحمتیں اک طرف بخششیں
کیا کیا انعام ہیں اُمتی کے لیے

نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ وَنُسَلِّمُ عَلٰی رَسُوْلِهِ الْكَرِيْمِ۔ اَمَّا بَعْدُ

فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

ثُمَّ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ۔

صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِيْمُ۔

درود شریف:

اَلصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا سَيِّدِيْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ
وَعَلٰى اٰلِكَ وَاَصْحَابِكَ يَا سَيِّدِيْ يَا حَبِيْبَ اللّٰهِ

مومنوں پر فضلِ یزداں عید میلاد النبی
تجھ پہ ہو ہر عید قرباں عید میلاد النبی

تیرا چرچا چار سو ہے اہلسنت نے کیا
تجھ سے ہے بیزار شیطان عید میلاد النبی

زلزلہ تو نے کیا ایوانِ باطل میں بپا
کفر ہے تجھ سے ہراساں عید میلاد النبی

دور ظلمت ہوگئی غالب ہوا نور خدا
ہے یہ سب تیرا ہی فیضان عید میلاد النبی

جشن میلاد النبی سے برکتیں حاصل ہوئیں!
ہر بشر پر تیرا احساں عید میلاد النبی

آ گیا قرآن میں فَلْیَفْرَحُوْا حکم خدا
کیوں منائیں ہم نہ خوشیاں عید میلاد النبی

تیری آمد پر ہو قربان سرورؔ بے کس کی جاں
تیرے صدقے ہر مسلمان عید میلاد النبی

(مصنف)

محترم و معظم سامعین کرام!

یہ ربیع اوّل شریف کا جمعہ اوّل ہے۔

ہر طرف جشن بہاراں ہے۔ غلامانِ رسالت شاداں و فرحاں ہیں۔ محراب بن رہے ہیں، جھنڈیاں لگ رہی ہیں، چراغاں ہو رہا ہے۔ ٹیوبیں لگ رہی ہیں، بلب لگ رہے ہیں، مرچیں لگ رہیں اور رنگ برنگی لگ رہی ہیں۔ پیلی پیلی۔ لال لال۔ سبز سبز۔ سبز مرچیں زیادہ لگتی ہیں۔

اسٹیج سجایا جا رہا ہے۔ علماء کو بلایا جا رہا ہے۔ نعت خوانان و قراء حضرات کا جمگھٹا ہے۔ پیرانِ عظام و مشائخ عظام کا مجمع ہے۔ یہ سب کچھ اپنے آقا کی آمد پر خدا کا شکر بجا لانے کے لئے کیا جا رہا ہے کہ اس نے بے سہاروں کا سہارا بھیجا ہے۔ بے کسوں کے کس کو معبوث فرمایا:

ہم گنہگاروں کے شفیع کو دنیا میں رونق افروز فرمایا۔

آمنہ رضی اللہ عنہا کا لال۔

عبداللہ رضی اللہ عنہ کا چاند۔

دکھیوں کے دکھ درد دور کرنے والا تشریف لے آیا۔

مبارک ہو کہ ختم المرسلین تشریف لے آئے
جناب رحمۃ للعالمین تشریف لے آئے

مبارک ہو کہ دور راحت و آرام آ پہنچا
نجات دائمی کی شکل میں اسلام آ پہنچا!

مبارک باد ہے ان کے لئے جو ظلم سہتے ہیں
کہیں جن کو اماں ملتی نہیں برباد رہتے ہیں

بہارو کھل جاؤ کہ تمہارا نکھار آ گیا۔ نیبوؤ رسولو اپنا وعدہ نصرت پورا کرو کہ تمہارا سردار آ گیا۔ غلاموں خوشی مناؤ کہ سید ابرار آ گیا۔ بے چینو تسکین پاؤ کہ تمہارا قرار آ گیا۔ گنہگارو نہ گھبراؤ شفیع روز شمار آ گیا۔

ہم میلاد مناتے رہیں گے:

حضرات سامعین! جس محفل مقدس میں سرکار دو عالم کی آمد کا ذکر ہو۔ بعثت کا ذکر یا رسالت کا ذکر ہو اسے محفل میلاد کہتے ہیں۔

یہ محفل میلاد اللہ نے منائی۔ خود رسول اللہ نے منائی۔ صحابہ نے منائی اور الحمد للہ ہم بھی مناتے ہیں اور مناتے رہیں گے۔

اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی فرماتے ہیں۔

حشر تک ڈالیں گے ہم پیدائش مولا کی دھوم
مثل فارس نجد کے قلعے گراتے جائیں گے

خاک ہو جائیں عدو جل کر مگر ہم تو رضاؔ
دم میں جب تک دم ہے ذکر ان کا سناتے جائیں گے

میلاد اللہ نے منایا:

اللہ تعالیٰ نے میلاد مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء منایا۔ ہم محفل میلاد کرتے ہیں ایسی

محفل جس میں سرکار کی جلوہ گری کا ذکر کرتے ہیں تو ہم بھی گنہگار۔ مقرر گنہگار۔ اہتمام کرنے والے گنہگار۔ سامعین گنہگار۔

مگر جب اللہ تعالیٰ نے آمد مصطفیٰ کی محفل کی تو اس کا اعلان کرنے والا فرشتوں کا سردار۔ اہتمام کرنے والا خود پروردگار۔

تمام سامعین اپنے اپنے وقت کے سردار اور محفل کا موضوع تھا ذکر سید ابرار۔

حضرت امیر خسرو کو وجد ہو گیا عالم وجد میں فرماتے ہیں۔

خدا خود میر مجلس بود اندر لامکاں خسرو
محمد شمع محفل بود شب جائیکہ من بودم

پری پیکر نگارے سرو قدے لالہ رخسارے
سراپا آفت دل بود شب جائیکہ من بودم

نمی دانم چہ منزل بود شب جائیکہ من بودم
بہر سو رقص بسمل بود شب جائیکہ من بودم

فرمایا: جبرئیل! عرض کی لبیک یا جلیل

فرمایا: جاؤ تمام انبیاء رسل کو دعوت دو کہ میں نے ایک محفل کا انعقاد کیا ہے سب نبی اور رسول اسمیں شرکت فرمائیں۔

حضرت جبرئیل نے تمام انبیاء و رسل کو اس محفل پاک کا دعوت نامہ دیا اور تمام کے تمام نبی اور رسول محفل میں شرکت کے لئے تشریف لائے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

”وَاِذْ اَخَذَ اللّٰهُ مِيْثَاقَ النَّبِيّٖنَ لَمَا اٰتَيْتُكُمْ مِّنْ كِتَابٍ وَّحِكْمَةٍ ثُمَّ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مُّصَدِّقٌ لِّمَا مَعَكُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِهٖ وَلَتَنْصُرُنَّهٗ قَالَ ءَاَقْرَرْتُمْ وَاَخَذْتُمْ عَلٰى ذٰلِكُمْ اِصْرِىْ قَالُوْٓا اَقْرَرْنَا قَالَ فَاشْهَدُوْا وَاَنَا مَعَكُمْ مِّنَ الشّٰهِدِيْنَ. فَمَنْ تَوَلّٰى بَعْدَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ

الْفٰسِقُوْنَ." (پ سورۃ آل عمران آیت نمبر۸۱۰۰۸)

اے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم یاد فرمایئے۔ جب اللہ تعالیٰ نے تمام نبیوں سے اس بات کا پختہ وعدہ لیا کہ جب میں تمہیں کتاب و حکمت عطا فرمادوں پھر تشریف لائے تمہارے پاس بڑی عظمتوں والا رسول تمہاری تصدیق فرماتا ہوا تو تم ضرور اس پر ایمان لانا اور اس کی مدد کرنا۔ فرمایا کیا تم نے اقرار کرلیا اور اٹھا لیا تم نے اس پر بھاری ذمہ تو تمام نبی بولے یا اللہ ہم نے اقرار کرلیا۔ فرمایا: ایک دوسرے پر گواہ بن جاؤ اور میں بھی تمہارے ساتھ گواہ ہوں پس جو نبی اس اقرار کے بعد بھی اپنے وعدے سے پھر جائے تو وہ لوگ حکم سے ہٹنے والے ہیں۔"

نبی عالم ارواح میں بھی نبی ہوتے ہیں:

سامعین حضرات!

اللہ فرماتا ہے میں نے نبیوں سے پکا وعدہ لیا۔ حالانکہ ابھی وہ دنیا میں آئے نہیں، اعلان نبوت فرمایا نہیں ابھی تو عالم ارواح میں یہ وعدہ لیا جارہا ہے تو فرمانا چاہیے تھا کہ میں نے نبیوں کی روحوں سے وعدہ لیا۔ مگر اللہ فرمارہا ہے۔ میں نے نبیوں سے وعدہ لیا تو پتہ چلا کہ نبی دنیا میں آکر نبی نہیں بنتے بلکہ وہ عالم ارواح میں بھی نبی ہوتے ہیں۔

آج کل کئی ماڈرن مفسرین نے لکھا کہ نبی کو چالیس سال بعد پتہ چلتا ہے کہ میں نبی ہوں۔ یہ عقیدہ قرآن کے خلاف ہے۔

میں اس وقت بھی نبی تھا:

سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا گیا کہ

"مَتٰی وَجَبَتْ لَكَ النُّبُوَّةُ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ"

حضور آپ کے لئے نبوت کب واجب ہوئی تو فرمایا:

"وَاٰدَمُ بَیْنَ الرُّوْحِ وَ الْجَسَدِ." (ترمذی شریف جلد دوم ۲۰۱)

فرمایا: ابھی آدم علیہ السلام روح اور جسم کے درمیان تھے۔ میں اس وقت بھی نبی تھا تو معلوم ہوا کہ چالیس سال بعد تو اظہار نبوت ہوتا ہے۔ انبیاء علیہم السلام عالمِ ارواح میں بھی انبیاء ہوتے ہیں۔

مسئلہ ختم نبوت:

حضرات عرض یہ کررہا تھا کہ اللہ نے نبیوں سے وعدہ لیا تو اس محفل میلاد میں تمام انبیاء آئے...... باہر کوئی نبی رہا نہیں، غیر نبی اندر گیا نہیں۔ اگر مرزا غلام احمد قادیانی بھی نبی ہوتا تو اس محفل میلاد میں ضرور آتا اور اگر یہ وہاں آتا تو قرآن کریم میں دیگر انبیاء کرام کی طرح اس کا بھی ذکر ضرور ہوتا مگر نہ یہ آیا نہ جبرئیل نے اسے دیکھا اور نہ ہی اس کا کہیں قرآن کریم میں ذکر آیا۔ معلوم ہوا کہ سرکار علیہ السلام کا ارشاد برحق ہے کہ

میں آخری نبی ہوں:

"اَنَا خَاتَمُ النَّبِیّٖنَ لَا نَبِیَّ بَعْدِیْ"

(بخاری شریف اوّل ۵۰۹) (ابوداؤد شریف جلد دوم ۲۳۴)

"میں آخری نبی ہوں میرے بعد کوئی نبی نہیں ہے"

اب مرزا قادیانی اگر کہے کہ میں نبی ہوں، مجھے تسلیم کرو تو وہ سراسر جھوٹا ہے اور کذاب ہے سرکار نے ارشاد فرمایا:

تیس جھوٹے نبی:

"سَیَكُوْنُ فِیْ اُمَّتِیْ كَذَّابُوْنَ ثَلَاثُوْنَ كُلُّهُمْ یَزْعَمُ اِنَّهٗ نَبِیٌّ"

(ابوداؤد شریف جلد دوم ۲۳۴، بخاری شریف اوّل ۵۰۹)

"عنقریب میری امت میں تیس کذاب ہوں گے ان میں سے ہر ایک اپنے آپ کو نبی گمان کرے گا۔"

لہٰذا حضور علیہ السلام کے بعد کوئی شخص بھی نبی نہیں ہوسکتا۔ سرکار پر نبوت ختم

ہو چکی ہے اگر کوئی نبی ہوتا تو سرکار خود فرماتے۔

جیسا کہ فرمایا:

اگر نبی ہوتا:

"لَوْ کَانَ بَعْدِیْ نَبِیٌّ لَکَانَ عُمَرُ ابْنِ الْخَطَّابِ"

(ترمذی شریف جلد دوم باب فضائل عمر ۹۰۲)

"اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتا تو وہ عمر ہوتے۔"

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ نبوت کے اوصاف حضرت عمر میں موجود تھے مگر کیونکہ نبوت ختم ہو چکی تھی اس لئے وہ نبی نہیں ہو سکے۔

حضرات محترم!

جس میں نبوت کے اوصاف موجود تھے وہ عمر تو نبی نہیں ہو سکے مگر یہ رنگ کا کالا قادیان والا آنکھ سے کانا سلسل بول کا مریض نبی ہو گیا؟

حیرانی کی بات ہے حالانکہ سلسل بول کا مریض تو امام مسجد نہیں ہو سکتا۔

سلسل بول دا جیہڑا مریض ہووے وچہ میت امام نہیں ہو سکدا!

جنہوں ویکھ کے شیطان وی شرم کھاوے اوہنوں کدی الہام نہیں ہو سکدا

نبی ہووے تے نام غلام احمد نبی کدے غلام نہیں ہو سکدا!

اگر ابراہیمؑ زندہ رہتے:

سرکار دو عالم علیہ السلام نے فرمایا:

"لَوْ عَاشَ اِبْرَاهِیْمُ لَکَانَ نَبِیًّا"

(مشکوۃ شریف ۵۲۰ حاشیہ ف ابن ماجہ شریف ۵۰۱)

"اگر ابراہیم (حضور کے لخت جگر) زندہ رہتے تو البتہ وہ نبی ہوتے۔"

اللہ تعالیٰ نے حضور کے کسی صاحبزادہ کو زندہ ہی نہ چھوڑا تاکہ حضور کے بعد کوئی نبی نہ بن سکے۔ کیونکہ وہ حضور ہی کا خون تھا اگر زندہ رہتے تو اللہ انہیں نبی بناتا۔ اگر

فاروق اعظم میں اوصاف نبوت ہو سکتے ہیں تو حضور کے فرزندوں میں کیوں نہیں ہو سکتے؟

اگر وہ زندہ رہتے تو اوصاف نبوت سے ضرور متصف ہوتے مگر اس طرح ختم نبوت کا اعلان ناممکن تھا۔ اس لئے فرزندان رسول کو پہلے ہی اٹھا لیا تاکہ تاجدار ختم نبوت اعلان فرما سکیں، میں آخری نبی ہوں میرے کوئی نبی نہیں ہے۔

تو فرزندان رسول یا حضرت فاروق اعظم کو تو اللہ نے نبی نہ بنایا یہ قادیان کا کانا دجال کیسے کہتا ہے، میں نبی ہوں۔

ذرّیتِ مرزائیہ سے مطالبہ:

ذرّیتِ مرزائیہ کو توجہ دلانا چاہتا ہوں کہ غور کیجیے۔

امام الانبیاء سرور کائنات کا وصال ہوا تو آپ کو دفن کرنے کا مرحلہ آیا تو سوال پیدا ہوا کہ کہاں دفن کیا جائے، مختلف صحابہ کی مختلف آراء تھیں،

سیّدنا ابوبکر صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اور فرمایا لوگو۔

"اِنِّیْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ مَا قُبِضَ نَبِیٌّ اِلَّا دُفِنَ حَیْثُ یُقْبَضُ"

(ابن ماجہ ۱۱۸ باب ذکر وفاتہ ووفاتہ صلی اللہ علیہ وسلم)

"یہ میں نے نبی اکرم سے سنا ہے کہ نبی کو وہیں دفن کیا جاتا ہے جہاں وہ انتقال فرمائے۔ لہٰذا حضور کو یہیں دفن کیا جائے گا جہاں آپ کا انتقال ہوا ہے۔"

مرزائیو! اگر تمہارا مرزا قادیانی نبی تھا تو اسے بھی لیٹرین میں دفن کرو جہاں وہ مرا تھا۔ ورنہ مان لو کہ وہ نبی نہیں تھا۔

اللہ تعالیٰ کا خطاب:

تو سامعین محترم! عرض یہ کر رہا تھا کہ اللہ تعالیٰ نے ارواح انبیاء سے خطاب

فرمایا کہ جب میں تمہیں رسالت' نبوت کتاب وحکمت عطا فرمادوں۔تمہاری نبوتوں کا دورشباب ہو۔تمہارے کلمے پڑھے جارہے ہوں تو پھر

"ثُمَّ جَآءَ کُمْ رَسُوْلٌ مُّصَدِّقٌ لِّمَا مَعَکُمْ"

"پھر بڑی عظمت وشان والا رسول تمہارے پاس آئے جو تصدیق کرنے والا ہے اس کی جو کچھ تمہارے پاس ہے۔"

مصدِّق اور مصدَّق:

معلوم ہوا حضور مصدِّق اور تمام انبیاء ورسل مصدَّق۔یعنی حضور تصدیق فرمانے والے اور تمام انبیاء ورسل وہ ہیں جن کی تصدیق فرمائی۔

اب جس کی تصدیق فرمائی وہ نبی ہے۔رسول ہے قرآن کریم یا حدیث پاک میں کہیں مرزا قادیانی کا نام نہیں کہ اس کی تصدیق بھی حضور نے فرمائی ہو۔کیونکہ اصول یہ ہے کہ تصدیق کرنے والا بعد میں آتا ہے اور جس کی تصدیق ہورہی ہے وہ پہلے۔

مثلاً میں تصدیق کرتا ہوں کہ یہ رومال سرخ رنگ کا ہے۔اب پہلے سرخ رنگ کے رومال کا وجود ہوگا تو میں اس کی تصدیق کروں گا۔

اسی طرح حضور بعد میں تشریف لائے اور سارے انبیاء پہلے تو حضور نے ان سب کی تصدیق فرمائی۔

مرزا قادیانی تو چودھویں صدی کی پیداوار ہے اس کی تصدیق تو حضور نے فرمائی نہیں' یہ کیسے نبی ہوسکتا ہے۔

تقریر بڑی طویل:

حضرات محترم !اللہ نے سلسلہ خطاب کو مزید آگے بڑھایا اور طویل تقریر فرمائی۔ حالانکہ اس سے پہلے بھی جلسہ رب نے فرمایا تھا۔اس کی تقریر بڑی مختصر تھی۔

جلسہ توحید اور تقریر مختصر:

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:جبرئیل میں اپنی توحید کا ایک جلسہ کرنا چاہتا ہوں تو ساری کائنات کی روحوں کو اعلان کردے۔اس میں سب شریک ہوں۔جلسہ توحید میں سب آئے۔نیک بھی آئے بد بھی۔اپنے بھی آئے بیگانے بھی۔پاک بھی آئے پلید بھی۔موحد بھی آئے مشرک بھی۔ماننے والے بھی آئے منکر بھی' بہت بڑا اجتماع تھا۔بڑا عظیم الشان جلسہ تھا لیکن اتنے بڑے اجتماع میں صرف اتنی تقریر فرمائی کہ'

"اَلَسْتُ بِرَبِّکُمْ"

"کیا میں تمہارا رب نہیں"

جواب آیا:

"قَالُوْا بَلٰی"

"سب نے کہا کیوں نہیں۔"

بس جلسہ ختم۔کیونکہ جلسہ توحید کا تھا۔مگر جب محبوب کی آمد کا جلسہ کیا۔

محفل میلاد کی تو خطاب کو مزید طویل کرتے ہوئے فرمایا کہ اے نبیو اور رسولو جب تمہارے پاس میرا محبوب آجائے تو

"لَتُؤْمِنُنَّ بِهٖ وَلَتَنْصُرُنَّهٗ"

البتہ ضرور بالضرور تم اس پر ایمان لانا اور اس کی مدد بھی کرنا۔

اپنے کلمے پڑھوانا بند کردینا۔میرے یار کا کلمہ پڑھنا اور اگر اسے ضرورت پڑے تو اس کی فوج میں بھرتی ہوکر اس کی مدد بھی کرنا۔یا اللہ کیا اب تقریر ختم ہوگئی۔فرمایا:نہیں آج خطاب لمبا ہوگا کیونکہ جلسہ میلاد کا ہے۔

فرمایا:اے ارواح انبیاء کرام:

"ءَ اَقْرَرْتُمْ وَاَخَذْتُمْ عَلٰی ذٰلِکُمْ اِصْرِیْ"

"کیا تم نے اقرار کرلیا اور اس بھاری ذمہ داری کو سنبھال لیا۔"

"قَالُوْا اَقْرَرْنَا"

تمام ارواح نے کہا ہم نے اقرار کرلیا۔

روحیں آ سکتی ہیں:

حضرات محترم! اس جلسہ میلاد میں آنے والی تمام ارواح۔ خطاب سننے والی تمام کی تمام ارواح اقرار کرنے والی تمام ارواح اور اللہ تعالیٰ کے سوال کا جواب دینے والی سب کی سب ارواح تھیں۔

ملاں کہتا ہے روح آ نہیں سکتی۔

جا نہیں سکتی۔

سن نہیں سکتی۔

بول نہیں سکتی۔

اس ملاں سے پوچھو اپنے ایمان کی قسم کھا کر بتا یہ تقریر سننے والے کون تھے؟

اقرار کرنے والے کون تھے؟

آنے والے کون تھے؟

ارواح ہی تھیں نا۔ تو پھر مان کہ روح آ بھی سکتی ہے' سن بھی سکتی ہے۔ بول بھی سکتی ہے۔ جا بھی سکتی ہے' روح میں یہ سب کمالات موجود ہیں۔

ایک دوسرے کے گواہ ہو جاؤ:

یا اللہ اب اقرار بھی کرلیا اب تقریر ختم۔ فرمایا نہیں ابھی نہیں بلکہ

فَاشْهَدُوْا

ایک دوسرے کے گواہ ہو جاؤ۔

آدم علیہ السلام شیث علیہ السلام کے گواہ آدم علیہ السلام کے گواہ شیث علیہ السلام اسی طرح تمام انبیاء ایک دوسرے کے گواہ ہو جاؤ۔

یا اللہ اب تقریر ختم فرمایا نہیں بلکہ

"وَاَنَا مَعَكُمْ مِنَ الشّٰهِدِيْنَ"

''اور میں تمہارے ساتھ ہوں گواہی دینے والوں میں سے''

یعنی تم گواہی دینے میں اکیلے نہیں ہو میں بھی تمہارے ساتھ شامل ہوں تاکہ پتہ چلے ہم نے محفل ذکر آمد رسول اکٹھے منائی ہے۔

یا اللہ! اب تقریر ختم فرمایا نہیں سنو

"فَمَنْ تَوَلّٰى ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ"

''اس عہد و پیمان کے بعد جو اس سے پھر جائے گا وہ فاسقوں میں سے ہوگا۔ خبردار اس عہد سے کوئی پھر نہ جائے۔''

حضرات محترم!

میں نے پہلے تمہید میں عرض کیا تھا کہ جس محفل میں سرکار دو عالم کی آمد کا ذکر ہو وہ محفل میلاد ہوتی ہے اللہ تعالیٰ نے اس محفل میں فرمایا:

"ثُمَّ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ"

''پھر تمہارے پاس عظمت والا رسول آ جائے۔''

لہٰذا یہ بھی محفل میلاد ہے۔

تو معلوم ہوا سب سے پہلے محفل میلاد اللہ تعالیٰ نے منائی ہے۔ اس کے بعد اس وعدہ کے مطابق تمام انبیاء کرام اپنے اپنے امتیوں میں سرکار کی آمد ذکر فرماتے رہے۔

میلاد النبی اور خلیل اللہ علیہ السلام:

حضرت خلیل اللہ علیہ السلام نے کعبۃ اللہ تعمیر کیا اللہ تعالیٰ نے فرمایا: مانگو کیا مانگتے ہو تو عرض کیا:

"رَبَّنَا وَابْعَثْ فِيْهِمْ رَسُوْلًا"

''ہمارے رب ان میں اپنا رسول مبعوث فرمادے''۔

اے اللہ! جس نبی اور رسول کو بھیجنے کا عالم ارواح میں تو نے وعدہ فرمایا تھا اسے

معبوث فرما دے کہ وہی تصور سامنے رکھا اور فرمایا: لوگو

وہ تصور میں رہتے ہیں میرے کیسے کہہ دوں کہ دیکھا نہیں ہے
ایسے پردے پہ قرباں جاؤں لاکھ پردوں میں پردہ نہیں ہے

تو اس دعا میں حضور علیہ السلام کی بعثت کا ذکر ہے۔ لہٰذا یہ بھی محفل میلاد ہے جو حضرت خلیل اللہ علیہ السلام نے منائی۔

میلاد النبی اور روح اللہ علیہ السلام:

حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اپنی قوم سے فرمایا:

وَمُبَشِّرًا ۢ بِرَسُوْلٍ يَّاْتِيْ مِنْۢ بَعْدِي اسْمُهٗٓ اَحْمَدُ

''اور میں خوشخبری دیتا ہوں تمہیں ایسے رسول کی جو میرے بعد آئے گا اس کا نام نامی اسم گرامی احمد ہوگا۔''

اے لوگو! انتظار کی گھڑیاں ختم ہو گئیں بس ابھی میرے بعد آئے گا۔ بس میں جاؤں گا تو وہ تشریف لائے گا۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے حضور علیہ السلام کی آمد کا ذکر کیا یہ بھی محفل میلاد ہے جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے منائی۔ معلوم ہوا کہ میلاد شریف کی محفل سجانا بدعت نہیں سنت ہے۔ اللہ کی سنت۔ خلیل اللہ کی سنت۔ روح اللہ کی سنت بلکہ خود حبیب اللہ کی سنت آیئے عرض کروں کہ یہ میلاد خود سرکار دو عالم نے بھی منایا۔

میلاد النبی اور حبیب اللہ علیہ السلام:

حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک دن میں اپنے آقا علیہ السلام کی خدمت عالی مرتبت میں حاضر ہوا۔ شاید حضور علیہ السلام تک خبر پہنچی تھی کہ بعض لوگ ہمارے نسب پاک میں طعن کرتے ہیں۔

"فَقَامَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى الْمِنْبَرِ فَقَالَ مَنْ اَنَا فَقَالُوْا اَنْتَ رَسُوْلُ اللّٰهِ قَالَ اَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ

عَبْدِ الْمُطَّلِبِ اَنَّ اللّٰهَ خَلَقَ الْخَلْقَ فَجَعَلَنِيْ فِيْ خَيْرِهِمْ ثُمَّ جَعَلَهُمْ فِرْقَتَيْنِ فِيْ خَيْرِهِمْ فِرْقَةً ثُمَّ جَعَلَهُمْ قَبَائِلَ فِيْ خَيْرِهِمْ قَبِيْلَةً ثُمَّ جَعَلَهُمْ بُيُوْتًا فَجَعَلَنِيْ فِيْ خَيْرِهِمْ بَيْتًا فَاَنَا خَيْرُهُمْ نَفْسًا وَّخَيْرُهُمْ بَيْتًا" (مشکوٰۃ شریف ۵۱۳)

''پس نبی کریم علیہ التحیۃ والتسلیم منبر پر رونق افروز ہوئے اور فرمایا: بتاؤ میں کون ہوں؟ سب نے عرض کیا۔ آپ رسول اللہ ہیں، فرمایا: میں محمد ابن عبداللہ ابن عبدالمطلب ہوں، بے شک اللہ نے مخلوق کو پیدا فرمایا تو مجھے بہتر مخلوق میں سے کیا پھر ان کے دو حصے کئے (عرب و عجم) مجھ کو ان میں سے بہتر (عرب) میں سے کیا پھر (عرب کے) چند قبیلے فرمائے، مجھے ان سے بہتر قبیلے (قریش) میں سے کیا پھر (قریش کے) چند خاندان بنائے مجھے ان میں سے سب سے بہتر خاندان سے کیا، پس میں ذات اور خاندان کے اعتبار سے ان سب سے بہتر ہوں۔''

دعائے خلیل اور نوید مسیحا:

پھر سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں دعائے خلیل اور نوید مسیحا ہوں:

"اَنَا دَعْوَةُ اِبْرَاهِيْمَ بَشَارَةُ عِيْسٰى وَرُؤْيَا اُمِّيَ الَّتِيْ حِيْنَ وَضَعَتْنِيْ وَقَدْ خَرَجَ لَهَا نُوْرٌ اَضَاءَ لَهَا مِنْهُ قُصُوْرَ الشَّامِ"
(مشکوٰۃ شریف ۵۱۳)

''میں حضرت ابراہیم کی دعا (رَبَّنَا وَابْعَثْ فِيْهِمْ رَسُوْلًا یا اللہ ان میں رسول کو معبوث فرما دے۔) ہوں اور حضرت عیسیٰ کی بشارت (مُبَشِّرًا بِرَسُوْلٍ يَّاْتِيْ مِنْۢ بَعْدِي اسْمُهٗٓ اَحْمَدُ میں بشارت دیتا ہوں اس رسول کی جو میرے بعد آئے گا جس کا نام نامی احمد ہوگا۔) ہوں اور اپنی والدہ کا وہ خواب ہوں جو انہوں نے میری ولادت کے وقت دیکھا کہ ان سے ایک نور چمکا جس سے شام کی عمارتیں ان کو نظر آئیں۔''

پیر کو ولادت ہوئی:

حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

"سُئِلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ صَوْمِ الْاِثْنَيْنِ فَقَالَ فِيْهِ وُلِدْتُ" (مشکوۃ شریف ۱۸۹)

''حضور علیہ السلام سے پیر کے دن روزہ رکھنے کے متعلق پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا: اسی دن ہماری ولادت ہوئی۔''

حضراتِ گرامی:

جس محفل میں سرکار دوعالم کی آمد۔ رسالت بعثت کا ذکر ہو وہ محفل میلاد ہوتی ہے۔ سرکار نے اپنے خاندان کی شرافت۔ اپنی بعثت اور اپنی ولادت کا ان تین احادیث میں ذکر فرمایا تو محفل میں حضور کا میلاد خاندانی شرافت۔ بعثت بیان کرنا گویا کہ حضور کی سنت ہے لہٰذا میلاد النبی کی محفل خود سرکار نے بھی کی ہم بھی کرتے ہیں۔

میلاد النبی اور صحابہ کرام:

حضرات صحابہ کرام علیہم الرضوان نے بھی اکٹھے ہوکر ذکر رسالت کی محفل کی۔

ملاحظہ ہو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ

"جَلَسَ نَاسٌ مِّنْ اَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَخَرَجَ حَتّٰى اِذَا دَنٰى مِنْهُمْ سَمِعَهُمْ يَتَزَاكَرُوْنَ قَالَ بَعْضُهُمْ اِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى اِتَّخَذَ اِبْرَاهِيْمَ خَلِيْلًا وَقَالَ اٰخَرُ مُوْسٰى كَلَّمَهُ اللّٰهُ تَكْلِيْمًا وَقَالَ اٰخَرُ فَعِيْسٰى كَلِمَةُ اللّٰهِ وَرُوْحُهُ وَقَالَ اٰخَرُ اٰدَمُ اِصْطَفَاهُ اللّٰهُ تَعَالٰى" (مشکوۃ شریف ۵۱۳ ترمذی شریف جلد)

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کچھ صحابہ کرام تشریف فرما تھے۔ پس حضور علیہ السلام تشریف لائے حتیٰ کہ ان سے قریب ہوگئے تو انہیں کچھ تذکرہ کرتے ہوئے سنا ان میں سے بعض نے کہا: اللہ تعالیٰ نے حضرت

ابراہیم علیہ السلام کو اپنا دوست بنایا۔ دوسرے صاحب بولے اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کلام فرمایا: ایک اور صاحب بولے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اللہ کا کلمہ اور اس کی روح ہیں ایک دوسرے نے فرمایا: آدم علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے چن لیا۔''

حضراتِ سامعین:

یہاں سے معلوم ہوا کہ ذکر رسالت سننا نبی اکرم کی سنت ہے۔ اور کرنا صحابہ کرام کی سنت ہے اور جس محفل میں ذکر رسالت ہو وہ محفل میلاد ہوتی ہے۔ معلوم ہوا کہ حضرات صحابہ کرام نے بھی محفل میلاد منائی اور سرکار نے یہ سب کچھ سن کر منع نہیں فرمایا: بلکہ فرمایا:

"قَدْ سَمِعْتُ كَلَامَكُمْ وَعَجَبَكُمْ اِنَّ اِبْرَاهِيْمَ خَلِيْلُ اللّٰهِ وَهُوَ كَذٰلِكَ وَمُوْسٰى نَجِيُّ اللّٰهِ وَهُوَ كَذٰلِكَ وَعِيْسٰى رُوْحُهُ وَكَلِمَتُهُ وَهُوَ كَذٰلِكَ وَاٰدَمَ اِصْطَفَاهُ اللّٰهُ وَهُوَ كَذٰلِكَ اِلَّا وَاَنَا حَبِيْبُ اللّٰهِ" (مشکوۃ شریف ۵۱۳ ترمذی شریف جلد)

''تحقیق میں نے تمہارا کلام کرنا اور تعجب میں پڑنا سنا یقیناً حضرات ابراہیم علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے خلیل ہیں اور وہ ایسے ہی ہیں (جیسا کہ تم نے کہا) اور موسیٰ علیہ السلام اللہ تعالیٰ سے راز کی باتیں کرنے والے ہیں واقعی وہ ایسے ہی ہیں اور عیسیٰ علیہ السلام اللہ کی روح اور کلمہ ہیں واقعی وہ ایسے ہی ہیں حضرت آدم علیہ السلام کو اللہ نے چن لیا واقعی وہ ایسے ہی ہیں مگر خیال رکھنا کہ میں اللہ تعالیٰ کا محبوب ہوں۔''

حضراتِ محترم:

اس حدیث پاک سے معلوم ہوا کہ پہلے صحابہ کرام نے محفل میلاد کی اور جب حضور نے سماع فرمائی اور پھر حضور نے اپنے میلاد کا بیان فرمایا اور صحابہ نے سنا اور ایک اور صحابی رسول حضرت عطا ابن یسار رضی اللہ عنہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ

"لَقِیْتُ عَبْدَ اللّٰهِ ابْنَ عُمَرِو ابنَ الْعَاصَ قُلْتُ اَخْبِرْنِیْ عَنْ صِفَةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فِی التَّوْرٰةِ قَالَ اَجلْ وَاللّٰهِ اِنَّهٗ لَمَوْصَوْفٌ فِی التَّوْرٰةِ بِبَعْضِ صِفَتِهٖ فِی الْقُرْاٰنِ"
(مشکوۃ شریف ۵۱۲)

"میں عبداللہ ابن عمرو ابن عاص رضی اللہ عنہ تعالیٰ عنہ کے پاس گیا اور عرض کیا مجھے حضور علیہ السلام کی وہ نعت سناؤ کہ جو تورات میں ہے۔ انہوں نے کہا ٹھہرو سنو اللہ کی قسم وہ البتہ ضرور موصوف تھے قرآن میں ان بعض صفات سے جو توریت میں ہیں۔"

ہم بھی میلاد مناتے ہیں:

ہم بھی حضور علیہ السلام کی نعتیں پڑھتے ہیں اور بعثت رسالت مجیت و ولادت کا ذکر کرتے ہیں اور تمہیں بھی کہتے ہیں کہ جس طرح صحابہ ایک دوسرے سے یہ ذکر کراتے تھے تم بھی کرو۔ حضرت صائم چشتی فرماتے ہیں۔

؎ آؤ کریئے ذکر محمد دا سن راضی رب دی ذات ہووے
اساں آسیاں دی اس محفل تے اوہدی رحمت دی برسات ہووے

نعمت کا چرچا کرو:

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ:

"وَاَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ" (پ۳۰ سورہ الضحیٰ آیت آخری)

"اور اپنے رب کی نعمت کا چرچا کرو۔"

لہٰذا ہم اپنے رب کی نعمت کا چرچا کرتے ہیں اور بقول تاجدار بریلی یہ چرچہ ہوتا رہے گا:

آپ فرماتے ہیں کہ

؎ رہے گا یونہی ان کا چرچہ رہے گا
پڑے خاک ہو جائیں جل جانے والے

مظفر بادشاہ اربل:

اربل کا بادشاہ جو کہ ۶۳۸ ہجری میں فوت ہوا جس کا نام مظفر تھا اپنے دور میں حکومتی سطح پر محافل میلاد کرواتا تھا۔ گویا کہ آج سے ساڑھے نو صدیاں قبل بھی محافل میلاد ہوتی تھیں یہ عاشقان رسالت کا پرانا طریقہ ہے۔ اس کو بدعت کہنے والے ملاں خود بدعتی ہیں ان کا وجود حضور کے دور ظاہری میں نہ تھا۔ ملاحظہ ہو۔

ابن جوزی نے مرۃ الزمان میں لکھا تھا کہ مظفر بادشاہ اربل کی مجلس میں حاضر ہونے والے شخص نے مجھے بیان دیا کہ اس نے عید میلاد کے موقعہ پر پانچ ہزار بکریوں کے بریاں سرشار کیے۔ دس ہزار مرغ ایک لاکھ پیالے اور تیس لاکھ حلوے کے بڑے پیالے شمار کیے مقتدر علماء اور صوفیاء مشائخ محفل میلاد میں حاضر ہوتے، مظفر بادشاہ ان کا بے حد احترام کرتا اور انہیں لباس پہنایا کرتا تھا اور ہر سال میلاد شریف کے موقعہ پر تین لاکھ دینار خرچ کرتا تھا۔ (شرح مواہب لزرقانی بحوالہ حبیب اعظم ۲۶)

علامہ ابراہیم حلبی حنفی نے روح سیر میں ذکر کیا کہ ابن وحیہ نے ۶۰۴ھ ہجری میں مولد شریف میں کتاب لکھ کر بادشاہ اربل مظفر کو پیش کی تو انہوں نے اسے ایک ہزار دینار انعام دیا۔

خدا کرے:

خدا کرے پاکستانی حکمرانوں کو بھی یہی ذوق میلاد النبی میسر آجائے اور پاکستان میں صحیح معنوں میں میلاد النبی پورے جوش و خروش سے منایا جایا کرے۔

انشاء اللہ جب تک اہلسنّت و جماعت موجود ہیں

؎ صدائیں درودوں کی آتی رہیں گی
جنہیں سن کے دل شاد ہوتا رہے گا

خدا اہلسنت کو آباد رکھے
محمدؐ کا میلاد ہوتا رہے گا

جشن مناؤ:

کیونکہ قرآن کریم میں ارشاد خداوندی موجود ہے کہ

"قُلْ بِفَضْلِ اللّٰهِ وَبِرَحْمَتِهٖ فَبِذٰلِكَ فَلْيَفْرَحُوْا هُوَ خَيْرٌ مِّمَّا يَجْمَعُوْنَ" (پ۱۱ سورہ یونس آیت نمبر۸۵)

"اے محبوب: فرما دیجئے اللہ تعالیٰ کے فضل اور اس کی رحمت کے ساتھ ان کو چاہئے کہ وہ جشن منائیں اور یہ جشن منانا ان کے لئے اس سے بہتر ہے جو وہ جمع کرتے ہیں۔"

یعنی کہ جب انہیں اللہ تعالیٰ کا فضل ملے اور اس کی رحمت ان کے شامل حال ہو تو یہ جشن منائیں اور خوشی کیا کریں تاکہ اس کا شکرانہ ادا ہو جائے۔

فَلْيَفْرَحُوْا صیغہ امر ہے:

حضرات گرامی: فَلْيَفْرَحُوْا امر کا صیغہ ہے اور امر یا وجوب کے لئے آتا ہے یا استحباب کے لئے یعنی کہ اس فضل خدا اور رحمت خدا کے حصول پر جشن منانا یا واجب ہوگا یا مستحب۔ آیئے اب قرآن کریم سے معلوم کریں کہ اللہ کا فضل اور اس کی رحمت کیا ہے؟

حضورؐ اللہ کے فضل کبیر ہیں:

اللہ کریم نے اپنے محبوب پاک صاحب لولاک صلی اللہ علیہ وسلم کو مبعوث فرما کر اس مخلوق پر اپنا فضل فرمایا ہے۔

ملاحظہ ہو قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

"يٰاَيُّهَا النَّبِيُّ اِنَّا اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا وَّمُبَشِّرًا وَّ نَذِيْرًا. وَّ دَاعِيًا اِلَى

اللّٰهِ بِاِذْنِهٖ وَسِرَاجًا مُّنِيْرًا. وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِيْنَ بِاَنَّ لَهُمْ مِّنَ اللّٰهِ فَضْلًا كَبِيْرًا" (پ سورہ احزاب آیت نمبر۵۶_۴۵)

"اے نبی مکرم بے شک ہم نے آپ کو گواہ (حاضر و ناظر) خوشخبری سنانے والا ڈرانے والا اور دعوت دینے والا اللہ تعالیٰ کی طرف اور اس کے اذن سے روشن کردینے والا آفتاب بنا کر بھیجا ہے اور آپ خوشخبری دیں مومنوں کو کہ ان کے لئے اللہ تعالیٰ کی طرف سے بڑا ہی فضل ہے۔"

معلوم ہوا کہ سرکار دو عالم علیہ السلام اللہ تعالیٰ کا فضل کبیر ہیں۔

دوسرے مقام پر فرمایا:

"يَسْتَبْشِرُوْنَ بِنِعْمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ وَفَضْلٍ ۙ وَّاَنَّ اللّٰهَ لَا يُضِيْعُ اَجْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ"

"خوش ہوتے ہیں (مومن) اللہ کی نعمت اور اسکے فضل پر اور بے شک اللہ تعالیٰ مومنین کا اجر ضائع نہیں فرماتا۔"

ایک اور مقام پر فرمایا کہ

"وَلَوْ لَا فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهٗ لَاتَّبَعْتُمُ الشَّيْطٰنَ اِلَّا قَلِيْلًا." (پ سورۃ النساء آیت نمبر۵۳)

"اور اگر نہ ہوتا اللہ کا فضل تم پر اور اس کی رحمت تو ضرور تم اتباع کرتے شیطان کی سوائے چند آدمیوں کے۔"

یعنی کہ میں نے تم کو فرمایا تھا کہ

"اَنْ لَّا تَعْبُدُوا الشَّيْطٰنَ اِنَّهٗ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ" (پ۲۳ سورۃ یٰسین آیت نمبر۰۶)

"یہ کہ تم شیطان کی عبادت نہ کرنا بلاشبہ وہ تمہارا کھلا دشمن ہے۔"

یعنی کہ میں نے تم پر فضل فرمایا: اور اس فضل کے ذریعے تم اپنے کھلے دشمن شیطان سے

بچ گئے اگر میرا وہ فضل نہ ہوتا تو سوائے چند لوگوں کے تم سب شیطان کی اتباع کرتے۔

ان آیات سے پتہ چلا کہ اللہ کریم نے حضور علیہ السلام کو معبوث فرما کر مومنین پر فضل کبیر فرمایا ہے۔ لہٰذا مومنین کو چاہیے کہ وہ اس فضل کبیر کے حصول کی خوشی منائیں۔

اللہ کی رحمت حضور ہیں:

اللہ کی رحمت بھی سرکار دو عالم علیہ السلام ہیں' اللہ فرماتا ہے۔

''وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعَالَمِيْنَ'' (پ۱۷ سورۃ الانبیاء آیت ۱۸۹)

''اور نہیں بھیجا ہم نے آپ کو مگر سراپا رحمت بنا کر سارے جہانوں کے لئے۔''

معلوم ہوا حضور علیہ السلام کا وجود باجود اللہ تعالیٰ کی رحمت ہے اور حصولِ رحمت پر خوشی منانے کا حکم ہے اسی لئے اہلسنت و جماعت اس دن جشن مناتے ہیں' جس دن یہ رحمت عالم جلوہ گر ہوئے۔

عید منانا:

حضرات سامعین! جس دن اللہ تعالیٰ کا انعام و رحمت ہو اس دن خوشی منانا اور اس دن کو بطور عید منانا بھی قرآن کریم سے ثابت ہے۔ ملاحظہ ہو۔

''قَالَ عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ اللّٰهُمَّ رَبَّنَآ اَنْزِلْ عَلَيْنَا مَآئِدَةً مِّنَ السَّمَآءِ تَكُوْنُ لَنَا عِيْدًا لِّاَوَّلِنَا وَاٰخِرِنَا'' (پ سورۃ المائدہ آیت نمبر ۱۱۴)

''عرض کی عیسیٰ بن مریم (علیہما السلام) نے اے اللہ ہم سب کے پالنے والے اتار ہم پر خوان آسمان سے بن جائے۔ ہم سب کے لئے (عید) خوشی کا دن ہمارے اگلوں کے لئے بھی اور پچھلوں کے لئے بھی۔''

حضرت صدر الافاضل مولانا نعیم الدین مرادآبادی رحمۃ اللہ علیہ اس آیت کے تحت فرماتے ہیں کہ

''اس سے معلوم ہوا کہ جس روز اللہ تعالیٰ کی خاص رحمت نازل ہو اس کو

روز عید بنانا اور خوشیاں منانا' عبادتیں کرنا' شکر الٰہی بجالانا۔ طریقہ صالحین ہے اور کچھ شک نہیں کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری اللہ تعالیٰ کی عظیم ترین نعمت اور بزرگ ترین رحمت ہے۔ اس لئے حضور کی ولادت مبارکہ کے دن عید منانا اور میلاد شریف پڑھ کر شکر الٰہی بجالانا اور اظہار فرح و سرور کرنا مستحسن و محمود اور اللہ کے مقبول بندوں کا طریقہ ہے۔'' (تفسیر خزائن العرفان ۲۰۳)

مولوی شبیر احمد عثمانی:

حضرات محترم: دیوبندیوں کے شیخ الاسلام مولوی شبیر احمد عثمانی نے اسی آیت کے تحت لکھا ہے۔

''یعنی وہ دن جس میں مائدہ آسمانی نازل ہو' ہمارے اگلوں اور پچھلوں کے حق میں عید ہو جائے کہ ہمیشہ ہماری قوم اس دن کو بطور یادگار تہوار منایا کرے۔ نصاریٰ کے یہاں ہفتہ کی عید ہے اور مسلمانوں کے یہاں جمعہ کی عید منانے کا مطلب اس کے یوم نزول کو عید منانا ہے۔'' (تفسیر شبیر احمد عثمانی ۱۶۸)

حضرات محترم!

عقل کا تقاضہ یہ ہے کہ ہم بھی اس دن عید منائیں جس دن اللہ کی رحمت نازل ہوئی مگر دیوبندی کی عقل چوراہے میں گر گئی کہ وہ یہ تو لکھتا ہے عید منانے کا مطلب یوم نزول کو عید منانا ہے مگر جس دن سرکار تشریف لائے اس دن کو عید منانا اس کے نزدیک بدعت ہے۔

بدیں عقل و دانش بباید گریست

ان تمام دیوبندیوں' وہابیوں نے اس آیت کے تحت جمعہ کو عید لکھا۔ حالانکہ جمعہ کی عید کو کوئی شئی نازل نہیں ہوئی وہ تو سرکار نے فرمایا کہ جمعہ کا دن مومنین کے لئے عید ہے۔ بات تو اس دن کی ہے جس دن مائیدہ نازل ہوا۔ دیوبندی۔ وہابی اس دن کو تو

عید مناتے ہیں جس دن مائیدہ نازل ہوا اور اپنی تفسیروں میں کھل کر اس دن کو بطور عید منانا لکھتے ہیں، مگر جس دن اللہ کی رحمت اور فضل کبیر جلوہ گر ہوا اس دن عید نہیں مانتے اور نہ تحریر کرتے ہیں۔

ہم عید کیوں نہ منائیں:

حضرات سامعین! ہمارا عقیدہ ہے کہ جس دن مائیدہ نازل ہو وہ یوم عید ہے تو جس دن وہ تشریف لائے جس کے صدقے

نبیوں کو	نبوت ملی
رسولوں کو	رسالت ملی
ولیوں کو	ولائیت ملی
غوثوں کو	غوثیت ملی
قطبوں کو	قطبیت ملی
ابدالوں کو	ابدالیت ملی
اوتادوں کو	اوتادیت ملی
صدیقؓ کو	صداقت ملی
فاروقؓ کو	عدالت ملی
عثمانؓ کو	سخاوت ملی
حیدرؓ کو	شجاعت ملی
فاطمہؓ کو	عصمت ملی
حسنؓ کو	ریاضت ملی
حسینؓ کو	شہادت ملی
فصیحوں کو	فصاحت ملی
بلیغوں کو	بلاغت ملی
خطیبوں کو	خطابت ملی

تو عید کیوں نہ منائی جائے
اس لئے ہم اس دن کو عید مناتے ہیں۔
اور اعلان کرتے ہیں کہ

عید نبوی کا زمانہ آ گیا !
لب پہ خوشیوں کا ترانہ آ گیا
مست ہے ہر اک مئے توحید سے
آ گیا موسم سہانا آ گیا
پرچم شان رسالت ہے بلند
کفر کو گردن جھکانا آ گیا ہے

حضرت فاروق اعظم کا عقیدہ:

طارق ابن شہاب رضی اللہ عنہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ
"قَالَتِ الْيَهُوْدُ لِعُمَرَ اِنَّكُمْ تَقْرَؤُنَ اٰيَةً وَلَوْ نَزَلَتْ فِيْنَا لَا تَّخَذْنَا هَا عِيْدًا فَقَالَ عُمَرُ اِنِّىْ لَاَعْلَمُ حَيْثُ اُنْزِلَتْ وَاَيْنَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِيْنَ اُنْزِلَتْ يَوْمَ عَرَفَةَ وَاَنَّا وَاللّٰهِ بِعَرَفَةَ قَالَ سُفْيٰنُ وَاَشُكُّ كَانَ يَوْمُ الْجُمُعَةِ اَمْ لَا"

(بخاری شریف جلد ثانی کتاب التفسیر صفحہ ۶۹۲)

یہودیوں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ تعالیٰ عنہ نے کہا تم ایک ایسی آیت پڑھتے ہو کہ اگر وہ ہم میں نازل ہوتی تو ہم اس کے یوم نزول کو عید بنا لیتے۔
حضرت فاروق اعظم نے فرمایا بے شک میں جانتا ہوں وہ کس طرح نازل ہوئی اور کہاں نازل ہوئی اور اس وقت رسول اللہ علیہ السلام کہاں تھے۔
جب یہ نازل ہوئی تو یوم عرفہ تھا اور ہم اللہ کی قسم عرفات کے میدان میں تھے۔ سفیان نے فرمایا کہ میں شک کرتا ہوں وہ دن جمعہ کا تھا یہ نہیں۔

یعنی حضرت فاروق اعظم نے فرمایا کہ وہ عرفہ کا دن تھا اور جمعہ تھا تو اے یہودیو تم تو ایک عید مناتے ہو ہم نے اس دن دو عیدیں منائیں ایک عرفے کی اور ایک جمعہ کی۔
معلوم ہوا کہ جس دن اتمامِ نعمت ہوا اس دن کی عیدیں منانا حضرت فاروق اعظم کا عقیدہ ہے تو پھر جس دن ان نعمتوں کا قاسم تشریف لائے اس دن عید کیوں نہ منائی جائے۔

نبی اکرم علیہ السلام کا ارشاد:

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ
"اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَدِمَ الْمَدِیْنَۃَ فَوَجَدَا لْیَھُوْدَ صِیَامًا یَوْمَ عَاشُوْرَاءَ فَقَالَ لَھُمْ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَا ھٰذَا الْیَوْمُ الَّذِیْ تَصُوْمُوْنَہٗ فَقَالُوْا ھٰذَا یَوْمٌ عَظِیْمٌ اَنْجَی اللّٰہُ فِیْہِ مُوْسٰی وَ قَوْمَہٗ وَ غَرَّقَ فِرْعَوْنَ وَ قَوْمَہٗ فَصَامَ مُوْسٰی شُکْرًا فَنَحْنُ نَصُوْمُہٗ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَنَحْنُ اَحَقُّ وَ اَوْلٰی بِمُوْسٰی مِنْکُمْ فَصَامَہٗ رَسُوْلُ اللّٰہِ وَاَمَرَ بِصِیَامِہٖ" (مشکوٰۃ شریف صفحہ ۱۸۰)
جب نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام مدینہ طیبہ جلوہ افروز ہوئے تو وہاں یہودیوں کو یوم عاشورہ کا روزہ رکھتے ہوئے ملاحظہ فرمایا: آپ نے ان سے پوچھا کہ تم اس دن روزہ کیوں رکھتے ہو؟ انہوں نے جواب دیا یہ یوم عظمی ہے اس دن اللہ کریم نے موسیٰ علیہ السلام اور ان کی قوم کو نجات دی اور فرعون اور اس کی قوم کو غرق کیا تو موسیٰ علیہ السلام نے اس دن شکرانہ کا روزہ رکھا تو ہم بھی رکھتے ہیں تو نبی محترم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہم موسیٰ علیہ السلام سے تم سے زیادہ قریب ہیں پس خود بھی اس دن کا روزہ رکھا اور صحابہ کو حکم دیا کہ وہ بھی اس دن روزہ رکھیں۔
معلوم ہوا کہ جس دن اللہ کا کوئی انعام ہو اس دن شکر ادا کرنا حضور کی سنت ہے تو

جب حضور علیہ السلام اس دنیا میں جلوہ گر ہوئے۔ لوگوں کو کفر و شرک سے۔ ظلمت و بربریت سے۔ بری رسم و رواج سے نجات ملی بلکہ جہنم سے نجات کے پروانے ملے تو اس دن بطور شکرانہ خوشی کیوں نہ منائی جائے۔

آج مومن خوش ہیں آئی عید میلاد النبی
عرش پر رب نے منائی عید میلاد النبی

دل میں عشق مصطفےٰ ہونٹوں پہ ہے صلی علیٰ
اہلسنت نے سجائی عید میلاد النبی

لطف اس نے پالیا جینے کا سرور بے گماں
زندگی میں جس نے پائی عید میلاد النبی

(مصنف)

میلاد کی محفلیں سجاؤ:

حضرات محترم! سوال یہ ہے کہ اس اللہ کی نعمت کا چرچہ ہم کیسے کریں تو اللہ تعالیٰ خود فرماتا ہے۔
"وَاذْکُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰہِ عَلَیْکُمْ اِذْ کُنْتُمْ اَعْدَآءً فَاَلَّفَ بَیْنَ قُلُوْبِکُمْ فَاَصْبَحْتُمْ بِنِعْمَتِہٖ اِخْوَانًا وَّ کُنْتُمْ عَلٰی شَفَا حُفْرَۃٍ مِّنَ النَّارِ فَاَنْقَذَکُمْ مِّنْھَا" (پ سورہ آل عمران آیت نمبر ۱۰۳)
"اور یاد کرو اللہ تعالیٰ کی وہ نعمت (جو اس نے) تم پر فرمائی جبکہ تم (آپس میں ایک دوسرے کے جانی دشمن تھے پس اس نے الفت پیدا کردی تمہارے دلوں میں تو تم اس کے احسان سے بھائی بھائی بن گئے اور تم (کھڑے) تھے دوزخ کے گڑھے کے کنارے تو اس نے اس (گرنے) سے بچا لیا۔"

حضرات گرامی! یہ سب کچھ سرکار کی آمد کی بدولت ہوا۔ ورنہ حالت یہ تھی کہ جیسے علامہ الطاف حسین حالی لکھتے ہیں

کہیں گھوڑا آگے بڑھانے پر جھگڑا
لب جو کہیں مسکرانے پر جھگڑا!

جو پیدا تھی ہوتی کسی گھر میں دختر
تو وہ زندہ گاڑھ آتے تھے اس کو جا کر

تو پھر کیا ہوا؟

اتر کر حرا سے سوئے قوم آیا!
اور اک نسخہ کیمیا ساتھ لایا

وہ نبیوں میں رحمت کا لقب پانے والا
مرادیں غریبوں کی برلانے والا

غلاموں کا والی یتیموں کا مولا
وہ اپنے پرائے کا غم کھانے والا

وہ تشریف لایا تو اس کی آمد کا صدقہ۔ اس کے میلاد کا صدقہ' عرب کے اجڑے ہوئے دیار میں بہار آ گئی' عداوت کی جگہ محبت نے لے لی۔ وحشت کی جگہ انس نے۔ انتقام کی جگہ عفو نے۔ خود غرضی کی جگہ اخلاص و ایثار نے۔ اور غرور و تکبر کی جگہ تواضع انکسار نے لے لی۔

علامہ صائم چشتی صاحب فرماتے ہیں:

زندگی آ گئی رونقیں آ گئیں
بزم عالم میں کیف و سرور آ گیا

آمنہ کے مقدر پر قربان میں
گود میں جس کی خالق کا نور آ گیا

ایک انقلاب برپا ہو گیا۔ شور مچ گیا اور عرب کی کایا پلٹ گئی جس کی برکت سے عرب کے صحرا نشینوں نے تاریخ عالم کا رخ موڑ دیا۔

اللہ تعالیٰ اپنے اسی احسان عظیم کی یاد تازہ کرا رہا ہے کہ لوگو۔ غور سے دیکھو کہ کس طرح میں نے اپنے حبیب کریم علیہ التحیۃ والتسلیم کی برکت اور اس کے فیض نگاہ سے تمہارے ٹوٹے ہوئے دل جوڑ دیے اور تمہیں بھائی بھائی بنا دیا۔

ذلت و رسوائی کی پستیوں سے نکال کر ترقی و عزت کی شاہراہ پر گامزن فرما دیا۔ تم جہنم کے گڑھے پر کھڑے تھے۔ بس آنکھ بند کرنے کی دیر تھی اور تم اس گڑھے میں گر پڑتے لیکن میرے رحمت نے تمہاری دستگیری کی اور تمہیں آتش جہنم میں گرنے سے بچا لیا۔

ان احسانات کو یاد کرو۔ اور یاد کرتے رہو۔ گلی گلی کوچے کوچے۔ قریہ قریہ بستی بستی میں دھوم مچا دو کہ

آج میلاد النبی ہے کیا سہانا نور ہے
آ گیا وہ نور والا جس کا سارا نور ہے

کوچہ کوچہ نور ہے ہر قریہ قریہ نور ہے
بلکہ یوں کہیے کہ سب دنیا کی دنیا نور ہے

اور سنو۔ اکیلے اکیلے یہ شور نہ مچانا بلکہ۔ وَاذْكُرُوْا۔ سب اکٹھے ہو کر۔ محفل سجا کر۔ جھنڈیاں لگا کر۔ محرابیں بنا کر۔ ٹیوبیں۔ بلب اور مرچیں لگا کر میرے اس انعام کا ذکر کرو اور کائنات کو بتا دو کہ

رب محفلاں سجائیاں نے سرکار واسطے
کیہہ کیہہ نہ کیتا یار نے اک یار واسطے

دل یاد لئی بنایا اے تعریف لئی زبان !
اکھیاں بنائیاں سوہنے دے دیدار واسطے

حضرات سامعین!

اگلے جمعہ کے خطبہ میں سرکار دو عالم علیہ السلام کی ولادت کا ذکر خیر ہو گا۔ کیونکہ وہ جمعہ عین بارہ ربیع الاول شریف کو آئے گا۔ اس خطبہ میں تو یہ بات آپ کو سمجھائی ہے کہ محفل میلاد منانا بدعت نہیں بلکہ سنت ہے۔ اللہ کی سنت۔ انبیاء کرام کی سنت۔ خود حضور کی سنت' صحابہ کرام کی سنت' اولیاء عظام کی سنت۔

اللہ تعالیٰ قرآن و سنت کے مطابق ہمیں جشن عید میلاد مصطفیٰ منانے کی توفیق مرحمت فرمائے۔ آمین۔

"وَمَا عَلَيْنَا اِلَّا الْبَلَاغُ الْمُبِيْنُ"

دوسرا خطبہ

ولادتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم

اَلْحَمْدُ لِاَهْلِهٖ وَالصَّلٰوةُ لِاَهْلِهَا

اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

وَسَلَامٌ عَلَيْهِ يَوْمَ وُلِدَ وَيَوْمَ يَمُوْتُ وَيَوْمَ يُبْعَثُ حَيًّا

درود شریف:

اَلصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا سَيِّدِيْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ

وَعَلٰى اٰلِكَ وَاَصْحَابِكَ يَا سَيِّدِيْ يَا حَبِيْبَ اللّٰهِ

مبارک ہو کہ ختم المرسلین تشریف لے آئے
جناب رحمۃ للعالمین تشریف لے آئے

وہ دن آیا کہ پورے ہوگئے تورات کے وعدے
خدا نے آج ایفا کردیے ہر بات کے وعدے

معزز سامعین! آج کے خطبہ جمعہ کا عنوان ہے ''ولادت الرسول صلی اللہ علیہ وسلم'' کیونکہ آج بارہ ربیع الاول شریف ہے اس لئے مناسب یہی ہے کہ سرکار کی ولادت کا تذکرہ کیا جائے۔

اللہ اللہ کتنی عظمت والی وہ رات تھی کہ جس میں سرکار کی جلوہ گری ہوئی۔

شب ولادت:

حضرت امام قسطلانی فرماتے ہیں کہ لیلۃ المیلاد لیلۃ القدر سے افضل ہے۔اس کی

تین وجوہات ہیں' پہلی وجہ۔لیلۃ المیلاد میں سرکار دوعالم علیہ السلام کا ظہور ہوا۔مگر لیلۃ القدر آپ کو عطا کی گئی۔مشرف کی ذات کے سبب جو شئی شرف پائے وہ شئی سے اشرف ہوگی جو مشرف کی ذات کو عطا کی جائے اس اعتبار سے حضور کی ولادت والی رات لیلۃ القدر سے افضل ہے۔

دوسری وجہ یہ ہے کہ لیلۃ القدر میں ملائکہ نازل ہوتے ہیں اور لیلۃ القدر میں حضور جلوہ گر ہوئے۔حضور ملائکہ سے یقیناً افضل ہیں۔لہٰذا حضور سے منسوب رات بھی ملائکہ سے منسوب رات سے افضل ہے۔

تیسری وجہ یہ ہے کہ لیلۃ القدر میں صرف امت مصطفویہ پر رحم وفضل ہوتا ہے مگر لیلۃ المیلاد میں تمام موجودات پر رحم وفضل ہوا۔

(سیرت محمدیہ اردو ترجمہ مواہب اللدنیہ جلد اوّل ۱۵۶)

حقیقت ہے کہ یہ رات

☆ بہت ہی مسرتوں والی رات

☆ اپنے دامن میں اس خوشی کا احاطہ کرنے والی رات کہ جس کے عدم وجود سے کائنات میں مسرت کی کوئی چیز جنم نہ لیتی بلکہ خود کائنات ہی معرض وجود میں نہ آتی۔

☆ ان فرحتوں کو اپنے دامن میں سمیٹنے والی رات کہ جو زندگی کی تمام تر رعنائیوں کا سبب بنیں۔

کون سی رات:

شادمانی و سرور سے لبریز رات۔جملہ عظمتوں' بلندیوں اور مرتبوں کی جامع رات۔قدر و منزل کے اعتبار سے ضرب المثل رات۔وجدان وعرفان سے مزین رات۔

کون سی رات:

وہ رات کہ جس کی قسمت پر شب قدر بھی رشک کرتی ہے۔جس کی عظمت

وشوکت کے سامنے شب رات کی اہمیت بھی ہیچ ہے۔ جس کی فضیلت چاند راتوں سے بڑھ کر۔ جس کی منزلت قیامت تک کی تمام راتوں سے زیادہ۔ جس کی مرتبت ایام حج و عیدین سے فزوں تر کیونکہ

اگر یہ شب نہ ہوتی تو شب برات ہوتی نہ شب قدر۔ ایام حج ہوتے نہ عیدین۔ بلکہ

نہ زمیں نہ زماں　　نہ مکیں نہ مکاں
نہ چنیں نہ چناں　　نہ ایں نہ آں'
نہ سکندر نہ سلیماں　　نہ ملائکہ نہ رضوان
نہ حور نہ غلماں　　نہ جن نہ انساں'
نہ مہر درخشاں　　نہ نیر تاباں'
نہ پہاڑوں کی بلندیاں　　نہ دریاؤں کی جولانیاں'
نہ بحر نہ بر　　نہ خشک نہ تر
نہ باغ وشجر　　نہ برگ وثمر
نہ شمس وقمر　　نہ شام وسحر'
نہ جن وبشر　　نہ تاج وفخر'
نہ خیر وقدر　　نہ سیم اور نہ زر'
نہ خیر اور نہ شر　　نہ سفر وحضر'
نہ شاہ وگدا　　نہ جود وسخا'
نہ ارض وسماء　　نہ دونوں سرا'
نہ مہر اور نہ ماہ　　نہ فوج وسپاہ'
نہ صدیق نہ صداقت　　نہ فاروق نہ عدالت'
نہ عثمان نہ سخاوت　　نہ حیدر نہ شجاعت'

نہ فاطمہ نہ عصمت'　　نہ حسن نہ ریاضت
نہ حسین نہ شہادت　　نہ عابد نہ عبادت'
نہ صحابہ نہ صحابیت'　　نہ تابعی نہ تابعیت'
نہ غوث "ؒ" نہ غوثیت'　　نہ قطب نہ قطبیت'
نہ ابدال نہ ابدالیت'　　نہ اوتاد نہ اوتادیت'
نہ ولی نہ ولائیت'　　نہ امام نہ امامت'
نہ فصیح نہ فصاحت'　　نہ بلیغ نہ بلاغت'
نہ خطیب نہ خطابت'　　نہ نقیب نہ نقابت'
نہ نجیب نہ نجابت'　　نہ شریف نہ شرافت'
نہ وکیل نہ وکالت'　　نہ سعید نہ سعادت'
نہ سخی نہ سخاوت'　　نہ کریم نہ کرامت'
نہ امین نہ امانت'　　نہ متین نہ متانت'
نہ ذہین نہ ذہانت'　　نہ لطیف نہ لطافت'
نہ فہیم نہ فہامت'　　نہ خلیل نہ خلت'
نہ صحافی نہ صحافت'　　نہ خلیفہ نہ خلافت'
نہ امیر نہ امارت'　　نہ وزیر نہ وزارت'
نہ صدر نہ صدارت'　　نہ قرآن وتلاوت'
نہ قاری نہ یہ قرأت'　　بلکہ نہ نبی نہ نبوت'
نہ رسول نہ رسالت'

غرضیکہ! اگر یہ جان کائنات نہ ہوتے تو کائنات ہی نہ ہوتی' کیا خوب فرمایا: حضرت نگینہ نے

ایہہ دھرتی نہ ہندی نہ اسمان ہندا
جے پیدا نہ عرشاں دا مہمان ہندا

ایہہ شمس و قمر کہکشاں نہ ستارے
نہ جنت نہ جنت دا سامان ہندا

احادیثِ قدسیہ:

سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اللہ فرماتا ہے: اے محبوب علیہ السلام:

لَوْلَاكَ لَمَا خَلَقْتُ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ
لَوْلَاكَ لَمَا خَلَقْتُ الْبَرَّ وَالْبَحْرَ!

اے محبوب اگر تمہیں پیدا نہ کرتا تو شمس و قمر پیدا نہ کرتا اگر آپ کو پیدا نہ کرتا تو خشک و تر کو پیدا نہ کرتا

لَوْلَاكَ لَمَا خَلَقْتُ الْاَرْضَ وَالسَّمَآءَ
لَوْلَاكَ لَمَا خَلَقْتُ الْاَفْلَاكَ.

ترجمہ: اگر آپ نہ ہوتے تو میں زمین و آسمان کو پیدا نہ کرتا۔
اگر آپ نہ ہوتے تو میں افلاک کو پیدا نہ کرتا۔

لَوْلَاكَ لَمَا اَظْهَرْتُ الرَّبُوْبِيَّةَ

ترجمہ: اگر آپ کو پیدا نہ کرتا تو میں اپنا رب ہونا ظاہر نہ کرتا۔
(موضوعات کبیر ۱۵۹ مکتوبات امام ربانی دفتر سوم ۱۲۲)

موسیٰ علیہ السلام کی بارگاہِ خداوندی میں التجاء:

اللہ تعالیٰ کے لاڈلے پیغمبر اور اولوالعزم رسول حضرت سیّدنا موسیٰ کلیم اللہ علیہ السلام نے بارگاہ خداوندی میں عرض کیا۔
یا اللہ! میں تیرا کلیم ہوں' کیا مجھ سے زیادہ شان والا بھی تو نے کوئی پیدا فرمایا ہے۔
آواز آئی ہاں۔ عرض کیا یا اللہ کون فرمایا: اے کلیم وہ میرے محبوب آمنہ کے

در یتیم حضرت محمد مصطفیٰ ہیں اور سن لو۔

"لَوْ لَا مُحَمَّدٌ وَّاُمَّتُهٗ لَمَا خَلَقْتُ الْجَنَّةَ وَلَا النَّارَ وَلَا الشَّمْسَ وَلَا الْقَمَرَ وَلَا مَلَكًا مُّقَرَّبًا وَّلَا نَبِيًّا مُّرْسَلًا وَّلَا اِيَّاكَ مُتْ عَلٰى تَوْحِيْدٍ وَّحُبِّ مُحَمَّدٍ" (موضوعات کبیر ۱۵۹)

"اگر محمد اور ان کی امت (علیٰ صاحبها الصلوۃ والسلام) نہ ہوتے تو میں جنت جہنم' سورج' فرشتے' نبی' رسول اور کوئی شئی پیدا نہ کرتا حتیٰ کہ اے کلیم میں تجھے بھی پیدا نہ فرماتا: قائم رہ توحید اور حب محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر۔"

عیسیٰ علیہ السلام کو خطاب:

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو فرمایا:

"لَوْلَا مُحَمَّدٌ مَا خَلَقْتُ اٰدَمَ" (الوفا باحوال المصطفیٰ لابن جوزی ۳۴)

"اگر محمد صلی اللہ علیہ وسلم نہ ہوتے تو میں آدم علیہ السلام کو پیدا نہ کرتا اور ایک روایت میں حضرت آدم کو بھی فرمایا:"

"لَوْلَاكَ لَمَا خَلَقْتُكَ" (الوفا باحوال المصطفیٰ لابن جوزی ۳۳)

"اگر وہ نہ ہوتے تو میں تجھے بھی پیدا نہ کرتا۔"

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی علیہ الرحمۃ نے فرمایا:

ہے انہیں کے دم قدم سے باغ عالم میں بہار
وہ نہ تھے عالم نہ تھا گر وہ نہ ہوں عالم نہ ہو!

اور:

وہ جو نہ تھے تو کچھ نہ تھا گر وہ ہوں کچھ بھی نہ ہو
جان ہیں وہ جہان کی جان ہے تو جہان ہے

اگر میلاد النبی نہ ہوتا:

اگر حضور علیہ السلام کی ولادت باسعادت نہ ہوتی تو آدم نہ ہوتے اور آدم نہ ہوتے تو انسان ہی معرض وجود میں نہ آتا۔کائنات نہ بنتی۔

دنیا کا طول وعرض نہ ہوتا۔فرمایا: آدم علیہ السلام اگر چہ میرا محبوب تیری اولاد امجاد سے ہے مگر ہے تجھ سے بھی افضل،

کیونکہ میں نے تو تجھے بھی اسی کے لئے پیدا فرمایا ہے۔یہ رنگ و بو یہ نور و سرور۔یہ باغ و بہار۔

یہ لیل ونہار سب اسی کی بدولت ہیں۔

؎ گر ارض وسما کی محفل میں لولاک لما کا شور نہ ہو
یہ رنگ نہ ہو گلزاروں میں یہ نور نہ ہو سیاروں میں

اللہ اکبر۔فرمایا: اے محبوب یہ سب کچھ آپ کے لئے ہے۔

عرش بنایا	آپ کو بلانے کے لئے
کرسی بنائی	آپ کو بٹھانے کے لئے
لوح بنائی	آپ کو پڑھانے کے لئے
قلم بنایا	آپ کو تھمانے کے لئے
لامکاں بنایا	آپ کو سیر کرانے کے لئے

انا وانت. میں ہوں اور تو ہے۔

وَمَا سِوَاكَ خَلَقْتُ لِاَجْلِكَ

باقی سب کچھ تیرے لئے پیدا کیا ہے۔

؎ زمین و زماں تمہارے لئے مکین و مکاں تمہارے لئے
چنین و چناں تمہارے لئے بنے دو جہاں تمہارے لئے

دھن میں زباں تمہارے لئے بدن میں ہے جاں تمہارے لئے
ہم آئے یہاں تمہارے لئے اٹھیں بھی وہاں تمہارے لئے

صبا وہ چلے کہ دن ہوں بھلے وہ باغ پھلے کہ پھول کھلے
لوا کے تلے ثناء میں کھلے رضا کی زبان تمہارے لئے !

سب کائنات نے جب یہ سماع فرماتا تو اپنے مسبب کی محبت کے جوش میں آکر عرض کیا۔

یااللہ: اگر تو نے سب کچھ میرے لئے بنایا ہے تو پھر اے میرے اور تمام اسباب کے مسبب حقیقی۔

"اِنَّ صَلٰوتِیْ وَنُسُکِیْ وَمَحْیَایَ وَمَمَاتِیْ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ"

(پ سورۃ انعام آیت نمبر ۱۶۳)

میری نماز	تیرے لئے
میری قربانی	تیرے لئے
میری حیات	تیرے لئے
میری ممات	تیرے لئے

اگر تیرا سب کچھ میرے لئے ہے تو پھر میرا سب کچھ تیرے لئے سبحان اللہ کیا شان محبوبی ہے۔

؎ جناب محمد برائے الٰہی - جنابِ الٰہی برائے محمد
زہے عزت و اعتلائے محمد کہ ہے عرش حق زیر پائے محمد

(صلی اللہ علیہ وسلم)

سامعین محترم! عرض یہ کر رہا تھا کہ شب ولادت ہی وہ شب ہے کہ جس کے لئے اس قدر اہتمام وانصرام فرمایا گیا:

آسمان کو چھت بنایا گیا۔

زمین کو فرش بنایا گیا۔

چاند جیسا بلب روشن کیا گیا۔

ستاروں جیسے قمقمے لگائے گئے۔

عرش پر آرائشیوں کے سامان لگائے گئے۔

آسمانوں پر زیبائش کی گئی۔

فلکیات پر آرائش کی گئی۔

ہواؤں کو معطر کیا گیا

جنت کو سجایا گیا۔

جہنم کو بجھایا گیا۔

حوروں کا بناؤ سنگھار کیا گیا۔

شرق کو غرب کو جھنڈوں سے مزین کیا گیا۔

کعبہ کے بتوں کو لرزہ براندام کیا گیا۔

کیوں؟ کس لئے۔

صرف اور صرف اسی لیے کہ

؎ انہیں دولہا بنا کر بھیجنا تھا بزم امکاں میں۔

روز ازل سے اس رات کا یہ مقدر لکھ دیا گیا تھا۔ اسی شب کو یہ مرتبے مرحمت فرمانے تھے۔ بلندیوں سے نوازنا تھا اور ولادت محبوب سے سرفراز کرنا تھا۔

جناب حفیظ جالندھری مرحوم نے فرمایا:

؎ جو قسمت کے ئے مقسوم تھی وہ آج کی شب تھی
ازل کے روز جس کی دھوم تھی وہ آج کی شب تھی

مشیت ہی کو جو معلوم تھی وہ آج کی شب تھی
ارادے میں کہ جو مرقوم تھی وہ آج کی شب تھی

وہ دن آیا کہ پورے ہوگئے تورات کے وعدے
خدا نے آج ایفا کے دیئے ہر بات کے وعدے

صبح شب ولادت:

اسی شب مبارک کی وہ صبح سعید تھی کہ جس کی قسم رب کائنات نے خود بیان فرمائی، فرمایا کہ: والفجر. مجھے اس فجر کی قسم کہ جس میں آپ کی ولادت ہوئی۔ مجھے میلاد والی فجر کی قسم

یہیں اسٹاپ نہیں بلکہ فرمایا:

میلاد والے شہر کی قسم:

"لَآ اُقۡسِمُ بِهٰذَا الۡبَلَدِ وَاَنۡتَ حِلٌّۢ بِهٰذَا الۡبَلَدِ"

(پ سورۃ البلد آیت نمبر۲۔۱)

میں اس شہر کی قسم فرماتا ہوں، جس میں آپ کی ولادت ہوئی۔ بلکہ فرمایا۔

والد و ولد کی قسم:

"وَوَالِدٍ وَّ مَا وَلَدَ" (پ سورۃ البلد آیت نمبر۳)

"باپ کی اور اولاد کی قسم۔"

؎ وہ خدا نے ہے مرتبہ تجھ کو دیا نہ کسی کو ملے نہ کسی کو ملا!
کہ کلام مجید نے کھائی شہا تیرے شہر و کلام و بقام کی قسم

تیری عمر کی قسم:

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے محبوب مجھے تیری عمر کی قسم

"لَعَمۡرُكَ اِنَّهُمۡ لَفِىۡ سَكۡرَتِهِمۡ يَعۡمَهُوۡنَ" (پ سورۃ الحجر آیت نمبر۷۲)

"اے محبوب آپ کی عمر کی قسم یہ (اپنی طاقت کے) نشہ میں مست ہیں اور بہکے بہکے پھر رہے ہیں۔"

؎ کہ کلام مجید نے کھائی شہا تیرے شہر وکلام و بقا کی قسم!

تیرے کلام کی قسم:

فرمایا: تیرے کلام کی قسم۔

"وَقِيْلِهٖ يٰرَبِّ اِنَّ هٰٓؤُلَآءِ قَوْمٌ لَّا يُؤْمِنُوْنَ"

(پ سورۃ الزخرف آیت نمبر ۸۸)

"اور قسم ہے میرے رسول کے اس قول کی کہ اے میرے رب یہ وہ لوگ ہیں جو ایمان نہیں لاتے۔"

؎ کہ کلام مجید نے کھائی شہا تیرے شہر وکلام و بقا کی قسم!

تو عرض کر رہا تھا کہ میلاد کی فجر کی قسم اللہ نے بیان فرمائی۔ گویا کہ اسی فجر کو ملائکہ سے حکم فرمایا:

اے فرشتو! جنت کو سجا دو۔ جہنم کو بجھا دو۔ شرق و غرب میں جھنڈے لہرا دو۔ اور اے جبرئیل و میکائیل۔ اے اسرافیل و عزرائیل اور اے تمام نوری فرشتو میرے محبوب کے جشن میلاد میں شامل ہو جاؤ۔

یا اللہ! یہ انتظام و انصرام کس لئے اور یہ اتنا وسیع و عریض اہتمام کیوں؟ آواز آئی میرے محبوب نے دنیا میں جلوہ افروز ہونا ہے نہ تم فارغ رہو نہ میں آؤ مل کر محبوب کی مدحت کریں۔

یا اللہ وہ کیسے؟

فرمایا: آؤ محبوب کی تشریف آوری پر مل کر درود پڑھیں۔

"اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ"

(پ سورۃ احزاب آیت نمبر ۵۶)

"اور اے قیامت تک پیدا ہونے والے عشاقانِ رسالت کی ارواح۔"

"صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا" (پ سورۃ احزاب آیت نمبر ۵۶)

"تم بھی میرے اس محبوب پر درود و سلام بھیجو۔"

گویا کہ اللہ کریم۔ ملائکہ اور جملہ ارواح مومنین نے صلوٰۃ و سلام بر آمد خیر الانام پڑھ کر جلسہ میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم کو دوبالا کر دیا۔

عشاقانِ رسالت:

یقیناً جو عاشاقانِ رسالت آج بھی مستانہ وار درود و سلام کی صدائیں بلند کر کے پورے عالم میں گونج ڈالتے ہیں انہوں نے عالم ارواح میں میلاد کے جلسہ میں پڑھا ہوگا۔

؎ مصطفیٰ جانِ رحمت پہ لاکھوں سلام!
شمع بزم ہدایت پہ لاکھوں سلام

گستاخانِ رسالت:

کئی بیچارے توحید کی آڑ میں شرک و بدعت کے فتووں کی بمبارمنٹ کرنے والے۔ کفر کی مشینیں چلانے والے رب قدوس کے سامنے اڑ تو نہیں سکتے تو پھنسوں ہوؤں کو مجبوراً پڑھنا پڑا ہوگا۔ جیسے آجکل کہیں پھنس جائیں تو مجبوراً ہمارے ساتھ قیام فرما ہو کر صلوۃ و سلام پڑھ لیتے ہیں مگر آجکل تو ووٹوں اور نوٹوں کے لئے پڑھتے ہیں جانے وہاں کس لئے پڑھا ہوگا۔

حضراتِ گرامی!

انتظام و انصرام ہو گئے سیرت کی شہرہ آفاق کتابوں میں لکھا ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کو حکم فرمایا:

تین جھنڈے:

ایک جھنڈا مشرق میں ایک مغرب میں ایک بیت اللہ کی چھت پہ گاڑھ دو۔

حضرت سیّدہ آمنہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

علامہ سیوطی وامام نبہانی:

"وَرَئَیْتُ ثَلَاثَةَ اَعْلَامٍ مَضْرُوْبَةٍ عَلَمًا فِی الْمَشْرِقِ وَعَلَمًا فِی الْمَغْرِبِ وَعَلَمًا عَلٰی ظَهْرِ الْكَعْبَةِ" (الخصائص الکبریٰ)

شیخ محقق:

"اور میں نے دیکھا کہ تین علم ہیں' ایک مشرق میں ایک مغرب میں اور ایک خانہ کعبہ کے اوپر نصب ہے۔" (مدارج النبوت ج دوم ص ۲۶)

مجدد الوہابیہ صدیق بھوپالوی:

مجدد الوہابیہ مولوی صدیق الحسن بھوپالوی لکھتے ہیں کہ حضرت آمنہ کہتی ہیں۔ "میں نے تین علم دیکھے' ایک مشرق میں ایک مغرب میں ایک پشت کعبہ پر۔"

(الشمامۃ العنبر یہ من مولد خیر البریہ مصنف صدیق الحسن بھوپالی ۹)

علاوہ ازیں مولوی اشرفعلی تھانوی نے نشر الطیب میں اور علامہ قسطلانی نے مواہب لدنیہ میں صراحت کے ساتھ ذکر فرمایا ہے اور بہت سی کتب میں ان تینوں جھنڈوں کا ذکر موجود ہے۔ حضرت حسن رضا بریلوی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں۔

روح الامین نے گاڑھا کعبے کی چھت پہ جھنڈا
تا عرش اڑا پھریرا صبح شب ولادت!

آئی نئی حکومت سکہ نیا چلے گا!
عالم نے رنگ بدلا صبح شب ولادت

پر نور ہے زمانہ صبح شب ولادت
پردہ اٹھا ہے کس کا صبح شب ولادت

سنت ہے بدعت نہیں:

حضرات محترم! میلاد مصطفویہ پر خوشی میں جھنڈے لگانا۔ جھنڈیاں سجانا سنت خداوندی ہے۔

ملاں سنت کو بدعت کہتا ہے۔

جو چاہے آپ کا حسن کرشمہ ساز کرے!

مولوی شبلی نعمانی:

مولوی شبلی نعمانی جیسا متعصب مؤرخ بھی صبح ولادت کو بڑے پیارے انداز میں بیان کر گیا وہ لکھتا ہے کہ

"آج کی صبح وہ صبح جان نواز وہی ساعت ہمایوں وہی دور فرخ فال ہے۔ ارباب سیر اپنے محدود پیرایہ میں لکھتے ہیں کہ آج کی رات ایوان کسریٰ کے چودہ کنگرے گر گئے۔ آتش کدہ بجھ گیا دریائے سارہ خشک ہو گیا لیکن سچ یہ ہے کہ ایوان کسریٰ نہیں بلکہ شان عجم شوکت روم اوج چین کے قصر ہائے فلک بوس گر پڑے۔ آتش فارس نہیں بلکہ جحیم شر آتش کدۂ کفر کدہ گمراہی سرد ہو کر رہ گئے۔ صنم خانوں میں ڈاک اڑنے لگی' بت کدے خاک میں مل گئے۔ شیرازہ مجوسیت بکھر گیا۔ نصرانیت کے اوراق خزاں دیدہ پھیل گئے۔ اخلاق انسانی کا آئینہ پرتو قدس سے چمک اٹھا۔ یعنی یتیم عبداللہ جگر گوشہ آمنہ' شاہ حرم حکمران عرب فرمانروائے عالم' شہنشاہ کونین عالم قدس سے عالم امکان میں تشریف فرما ہوئے۔ عزت و اجلال ہوا۔"

(سیرت النبی جلد اوّل ۱۰۸)

جب عرب کے چمن میں وہ نور خدا
ہر طرف جلوہ اپنا دکھانے لگا

کفر غارت ہوا بت گر کے ٹوٹ کر

منہ پہاڑوں میں شیطان چھپانے لگا

حضرت مریم و آسیہ رضی اللہ عنہما

حضرت آمنہ فرماتی ہیں۔ میں نے دیکھا کہ اچانک کچھ عورتیں میرے کمرے میں آئیں:

"ثُمَّ رَئَيْتُ نِسْوَةً كَالنَّخْلِ الطِّوَالِ كَأَنَّهُنَّ مِنْ بَنَاتِ عَبْدِ مَنَافٍ"

پھر میں نے دیکھا کہ درختوں جیسی لمبی لمبی عورتیں جیسا کہ وہ عبد مناف کے قبیلہ سے ہوں۔ میں تعجب میں پڑ گئی۔ میں نے دیکھ کر انہیں پوچھا:

"مِنْ اَيْنَ عَلِمْنَ بِیْ هٰؤُلَاءِ"

"تمہیں کہاں سے میرا پتہ چل گیا۔"

تو انہوں نے کہا:

"نَحْنُ اٰسِيَةُ اِمْرَءَةُ فِرْعَوْنَ وَ مَرْيَمُ بِنْتُ عِمْرَانَ وَ هٰؤُلَاءِ مِنَ الْحُوْرِ الْعَيْنِ" (حجتہ اللہ علی العالمین ۲۲۴)

"ہم آسیہ فرعون کی بیوی اور مریم عمران کی بیٹی اور یہ حوریں ہیں۔"

تو زندہ ہے واللہ:

حضرات محترم! حضرت آسیہ بھی دنیا سے جا چکی تھیں اور حضرت مریم بھی۔ دونوں قبروں سے زندہ ہو کر آئیں یا یہ ماننا پڑے گا کہ وہ اپنی قبروں میں زندہ تھیں' اللہ کے حکم سے آ گئیں۔ انہوں نے کلام بھی فرمایا اور حضرت آمنہ کے امور زچگی میں مدد بھی فرمائی۔

ملاں پھر بھی یہ رٹ لگاتا ہے۔

؎ توں لکھ پیا نکر اں مارتے مردے نہیں سندے

اب مجھے یہ کہنے دیجئے کہ جو نبی آتے ہی قبروں والوں زندہ کر دیتا ہے وہ آپ

کیسے مردہ ہو سکتا ہے؟

؎ تو زندہ ہے واللہ تو زندہ ہے واللہ

میرے چشم عالم سے چھپ جانے والے

قبروں والے آسکتے ہیں:

اس واقعہ سے یہ بھی ثابت ہوا کہ قبر والوں کو دیوار حائل نہیں ہوتی وہ اندر آ سکتے ہیں کیونکہ آمنہ فرماتی ہیں' میرے کمرے کے روشن دان اور دروازے بند تھے۔ جب یہ بیبیاں تشریف لائیں۔

سامعین مکرم عرض کر رہا تھا کہ اللہ نے فرمایا شب ولادت۔

اے آسیہ و مریم حوروں کو معیت میں لے لو اور میرے محبوب کے در دولت پہ حاضر ہو جاؤ۔ فرشتو مشرق و مغرب بیت اللہ اور سیدہ آمنہ کی چوکھٹ پر حاضری دو اور میرے محبوب کی ولادت باسعادت کا اعلان کر دو دنیا والوں کو معلوم ہو جائے کہ"

؎ ربیع الاول امیدوں کی دنیا ساتھ لے آیا!

دعاؤں کی قبولیت کو ہاتھوں ہاتھ لے آیا!

مبارک باد ہے ان کے لئے جو ظلم سہتے ہیں

کہیں جن کو اماں ملتی نہیں ہے برباد رہتے ہیں

مبارک ہو "رَبَّنَا وَابْعَثْ فِيْهِمْ رَسُوْلًا" کی دعا کرنے والے قبولیت کا وقت آ پہنچا۔

تہنیت اے مُبَشِّرًا بِرَسُوْلٍ يَّاْتِیْ مِنْ بَعْدِی اسْمُهٗ اَحْمَدُ کی بشارت دینے والے ظہور بشارت کی ساعت سعیدہ تشریف لے آئی۔

خوش ہو جاؤ یتیمو کہ تمہارا سہارا جلوہ فرما ہو گیا۔

جشن مناؤ غریبو کہ تمہارا آقا و مولیٰ تشریف لے آیا۔

مسرور ہو جاؤ مومنو کہ سراپا ایمان تم میں آ گیا۔

الغرض بے کسوں و بے بسوں۔ بیواؤں یتیموں۔ بے سہاروں غریبوں غلاموں

مظلوموں اور جملہ عشاقِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو بشارت ہو کہ رحمت دو جہان تشریف لے آئے۔اور

؎ آواز دریچے کھول دو ایوانِ قدرت کے
نظارے خود کرے گی آج قدرت شان قدرت کے

؎ جہاں میں جشنِ صبحِ عید کا سامان ہوتا تھا
ادھر شیطان تنہا اپنی ناکامی پہ روتا تھا

شیطان نے عالم مایوسی میں واویلا کیا:

ایک طرف تو خوشیاں ہی خوشیاں تھیں ملائکہ ایک دوسرے کو مبارک باد دے رہے تھے۔مگر دوسری طرف شیطان رو رہا تھا اپنی ناکامی پر اشک بہارہا تھا کہ ہائے افسوس۔(شواہد النبوۃ ۱۵)

یہ کیا بن گیا۔
اب مجھے کون پوچھے گا۔
میلاد کا تو بول بالا ہوگیا۔
دنیا کا ہر فرد تو میلاد والا ہوگیا۔
جشن میلاد دوبالا ہوگیا۔
اب میں اپنی داستانیں کسے سناؤں گا۔
میری لچھے دار تقریریں کون سنے گا؟
میرے دام فریب میں کون آئے گا؟
گمراہی کی وادیوں میں کسے دھکیلوں گا؟
اس نورانیت کی دنیا میں اب اندھیرا کون پسند کرے گا؟
اب میری بات کون مانے گا؟
اس سراپا برہان کے سامنے میری براہین قاطعہ کا کیا حشر ہوگا؟

آواز آئی؟
تیری نہ پہلے مانی گئی ہے نہ اب مانی جائے گی۔
یہ دیوانے جشن میلاد منا رہے ہیں اور قیامت تک مناتے رہیں گے اور تم قیامت تک روتے رہو گے کیونکہ

تو روتا ہی رہے گا:

"وَ لَلْاٰخِرَةُ خَیْرٌ لَّكَ مِنَ الْاُوْلٰى" (پ سورۃ ضحیٰ آیت نمبر۴)

میرے محبوب کی ہر آنے والی ساعت گذشتہ ساعات سے بڑھ کر افضل و اعلیٰ ہوگی۔لہٰذا یہ میلاد پہلے سے بڑھ کر منایا جائے گا۔اور اے ابلیس تجھے خوب خوب رلایا جائے گا۔گلی گلی۔کوچہ کوچہ۔بستی بستی۔قریہ قریہ میں میلاد ہوتا رہے گا اور تو یونہی روتا رہے گا۔اسی کی ترجمانی اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ نے یوں فرمائی:

؎ حشر تک ڈالیں گے ہم پیدائش مولا کی دھوم
مثل فارس نجد کے قلعے گراتے جائیں گے

خاک ہوجائیں عدو جل کر مگر ہم تو رضاؔ
دم میں جب تک دم ہے ذکر انکا سناتے جائیں گے

اسی لئے عشاقانِ رسالت کو مجدد دوراں امام اہلسنّت اعلیٰ حضرت تاجدار بریلی مولانا شاہ احمد رضا خان فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ مزید یہ سبق دے گئے کہ

؎ غیظ میں جل جائیں بے دینوں کے دل
ذکر آیات ولادت کیجئے!

؎ جو نہ بھولے ہم غریبوں کو رضاؔ
ذکر ان کا اپنی عادت کیجئے!

؎ ذکر ان کا چھیڑیئے ہر عادت میں
چھیڑنا شیطان کا عادت کیجئے!

حضرات محترم!

تمام انتظام واہتمام ہو چکا۔

جھنڈے لگ چکے اور صبح سحر کا وقت ہوا تو آمنہ فرماتی ہیں کہ میں نے دیکھا کہ سبز پروں والے پرندے میرے مکان پر چہچہا رہے ہیں۔ستارے میرے گھر کی طرف جھک رہے ہیں اور اچانک ایک سفید پروں والا پرندہ آیا جس نے اپنے پروں کو میرے جسم سے مس کیا تو میرا دل قوی ہوگیا اور میرے دل میں جو رعب تھا جاتا رہا۔اچانک میرا کمرہ خوشبوؤں سے معطر ہوگیا اور پھر

نور خارج ہوا:

"خَرَجَ مِنِّیْ نُوْرٌ اَضَاءَتْ لِیْ قُصُوْرَ الشَّامِ وَالْبَصْرَۃِ"

(حجۃ اللہ علی العالمین ۲۲۶)

"مجھ سے نور خارج ہوا جس کی روشنی سے میں نے شام اور بصرے کے محلات دیکھ لئے۔"

اللہ کریم کا ارشاد ہے کہ۔تمہارے پاس آیا نور۔

"قَدْ جَآءَ کُمْ مِنَ اللّٰهِ نُوْرٌ" (پ سورہ مائدہ آیت نمبر ۱۵)

آمنہ فرماتی ہیں کہ۔میرے ہاں تشریف لایا نور۔

"خَرَجَ مِنِّیْ نُوْرٌ"

آنے والے کا ارشاد ہے کہ مجھ کو اللہ نے بنایا نور۔

"اَنَا مِنْ نُوْرِ اللّٰهِ"

جو کتاب لائے وہ فرماتی ہے کہ۔مجھے بنا کر ارسال فرمایا نور۔

"وَاتَّبَعُوْا النُّوْرَ الَّذِیْٓ اُنْزِلَ مَعَهٗٓ" (پ سورۃ الاعراف آیت نمبر ۱۵۷)

اور اس نور کا کام کیا ہے۔اس نے ظلمتوں سے نکال کر دکھلایا نور۔

"یُخْرِجُهُمْ مِنَ الظُّلُمَاتِ اِلَى النُّوْرِ" (پ سورۃ المائدہ آیت نمبر ۱۶)

اب بھی اگر کوئی مِنْـكُـمْ کہتے تو اس کے دماغ کی حماقت ہے عقل کی ضلالت ہے۔ذہن کی شرارت ہے۔مقدر کی شقاوت ہے۔گویا اس کو اس نور سے قلبی عداوت ہے مگر

ع نور حق شمع الٰہی کو بجھا سکتا ہے کون!
جس کا حامی ہو خدا اس کو مٹا سکتا ہے کون

"یُرِیْدُوْنَ لِیُطْفِؤُا نُوْرَ اللّٰهِ بِاَفْوَاهِهِمْ وَاللّٰهُ مُتِمُّ نُوْرِهٖ وَلَوْ كَرِهَ الْكٰفِرُوْنَ" (پ سورۃ صف آیت نمبر ۸)

ع پھوکاں مار بجھائیو لوڑن نور محمد والا
نور محمد کدی نہ بجھ سی وعدہ ہے رب تعالیٰ

عرب کے بدوؤں کی تاریک ترین جہالت:

حضرات محترم! چونکہ عرب میں جہالت کا دور دورہ تھا۔کفر وظلمت کی آندھیاں عروج پر تھیں تو یہ آندھیاں نور کی متلاشی۔یہ اندھیرے روشنی کے متقاضی۔یہ عصر کفر اسلام کا متمنی تھا لہٰذا اسی جہالت میں ہدایت کی ضرورت کے پیش نظر رب کائنات نے نور سے ظلمات کا۔ایمان سے کفر کا۔ہدائیت سے جہالت کا خاتمہ فرمایا:

"وَقُلْ جَآءَ الْحَقُّ وَ زَهَقَ الْبَاطِلُ اِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوْقًا" (پ سورۃ بنی اسرائیل آیت نمبر ۱۵)

ع اندھیری رات کے پردے سے کی حق نے سحر پیدا
ہوا بہر بصیرت کحل مازاغ البصر پیدا

خدا نے ناخدائی کی خود انسانی سفینے کی
کہ رحمت بن کے چھائی بارہویں شب مہینے کی

نئے سر سے فلک نے آج بخت نوجواں پایا
خزاں دیدہ زمیں پر دائمی رنگ بہار آیا

میں نے پچھلے جمعہ عرض کیا تھا کہ عرب کی حالت یہ تھی کہ قبیلے لڑتے اور یہ لڑائیاں جدی پشتی نسل بعد نسل جاری رہتی تھیں۔خون اور قتل ان کے نزدیک تماشہ تھا۔لڑکیوں کو زندہ درگور کر دیتے تھے۔جس آدمی کی بیوی فوت ہو جاتی وہ معاذ اللہ بے راہروی کا شکار ہو جاتا اور جس عورت کا شوہر فوت ہو جاتا اس کا بیٹا اس کا شوہر بن جاتا۔

اندھیرا ہی اندھیرا کفر نے ہر سمت پھیلایا
تو پیغمبر کو پھر اللہ نے مبعوث فرمایا

مٹا ڈالے بتوں کو توڑ کر اوہام مرسل نے
دیا بندوں کو پھر اللہ کا پیغام مرسل نے

"قَدْ جَآءَكُمْ مِّنَ اللّٰهِ نُوْرٌ وَّ كِتٰبٌ مُّبِيْنٌ"
(پ سورۃ مائدہ آیت نمبر۱۵)
"تحقیق آ گیا تمہارے پاس اللہ کا نور اور روشن کتاب۔"

نور ازلی چمکیا غائب اندھیرا ہوگیا
کملی والا آ گیا تھاں تھاں سویرا ہوگیا

کملی والا آ گیا:

دھوم مچ گئی کہ — کملی والا آقا آ گیا
طٰہٰ والا — آ گیا
الم نشرح والا — آ گیا
والضحیٰ والا — آ گیا
واللیل والا — آ گیا
والنجم والا — آ گیا
والشمس والا — آ گیا
والقمر والا — آ گیا

یٰسین والا — آ گیا
حم والا آ گیا — آ گیا
طس والا — آ گیا
مزمل والا — آ گیا
مدثر والا — آ گیا
عبداللہ کا پیارا — آ گیا
آمنہ کا دلارا — آ گیا
عرش اعظم کا ستارا — آ گیا
امت کا سہارا — آ گیا
ابوبکر کا دلدار — آ گیا
عمر کا غمخوار — آ گیا
علی کا شہریار — آ گیا
حبیب کردگار — آ گیا
معدن انوار — آ گیا
مخزن اسرار — آ گیا
شفیع روز شمار — آ گیا
مولائے غمگسار — آ گیا
دو عالم کا تاجدار — آ گیا
رسول محتشم — آ گیا
نور مجسم — آ گیا
فخر آدم و بنی آدم — آ گیا
کاشف اسرار لوح و قلم — آ گیا
ملجائے معظم — آ گیا

شفیع دو عالم آ گیا

جمیل الشیم آ گیا

شفیع الامم آ گیا

تاجدار عرب و عجم آ گیا

حبیب مکرم آ گیا

رحمت عالم آ گیا

مصدر انبیاء آ گیا

معدن جود و سخا آ گیا

مخزن حلم و حیاء آ گیا

شب اسریٰ کا دولہا آ گیا

شمس الضحیٰ آ گیا

بدر الدجے آ گیا

صدر العلی آ گیا

نور الہدیٰ آ گیا

کہف الوریٰ آ گیا

سراجاً منیر آ گیا

محبوبِ خدا آ گیا

مولائے کل آ گیا

ختم رسل آ گیا

دانائے سبل آ گیا

احمد مجتبیٰ آ گیا

محمد مصطفیٰ آ گیا

من اللہ والا آ گیا

مع اللہ والا آ گیا

ید اللہ والا آ گیا

وجہ اللہ والا آ گیا

بلکہ یوں کہیے کہ

واللہ والا آ گیا (صلی اللہ علیہ وسلم)

مل کر پڑھیے:

؎ کملی والا آ گیا تھاں تھاں سویرا ہوگیا
کملی والا آ گیا تھاں تھاں سویرا ہوگیا

تو پھر

؎ بصد انداز یکتائی بغائیت شان زیبائی
امین بن کر کر امانت آمنہ کی گود میں آئی

فرشتوں کی سلامی دینے والی فوج گاتی تھی
جناب آمنہ سنتی تھیں یہ آواز آتی تھیں!

سلام اے آمنہ کے لال اے محبوب سبحانی
سلام اے فخر موجودات، فخر نوع انسانی

تیرے آنے سے رونق آ گئی گلزار ہستی میں
شریک حال قسمت ہوگیا پھر فضل ربانی!

سلام اے آتشیں زنجیر باطل توڑنے والے
سلام اے خاک کے ٹوٹے ہوئے دل جوڑنے والے

فرشتوں نے گارڈ آف آنر پیش کیا:

؎ اج پاک محمد آیا اے اج پاک محمد آیا اے
فرشاں تو لکیے عرشاں تیکر نور دا بدل چھایا اے

اَج پاک محمد آیا ہے۔

حوروں نے گلہائے عقیدت پیش کیے:

دونوں جگ وچہ ہوئے اجالے آئے محمد رحمتاں والے
رحمتاں والے برکتاں والے آئے محمد رحمتاں والے

دیکھو نیں سئیو ہادی آیا حق دی کرن منادی آیا
کھل گئے اَج بہشتاں دے تالے آئے محمد رحمتاں والے

جانور بھی خاموش نہ رہ سکے:

"وَمَرَّتْ وَحُشُ الشَّرْقِ اِلٰی وحُشِ الْغَرْبِ بِالْبَشَارَاتِ"
(حجۃ اللہ علی العالمین ۲۲۳)

مشرق کے جانور مغرب کے جانوروں کی طرف گئے اور انہیں مبارکباد دی۔ حضور علیہ السلام کی آمد مبارک ہو۔

تارے گئے اڈ کیدے پوہ پھٹی چڑیاں چونکیاں دریتیم آیا!
کعبہ مہکیا ٹہکیا بت ڈگ پئے کے وچہ جاں نبی کریم آیا
والضحیٰ مکھڑا تے واللیل زلفاں سوہنا لے کے خلق عظیم آیا
چے پیر منظور فرشتیاں نے ویکھن پوترے نوں ابراہیم آیا

جنت نے اپنے مکینوں کو خوشخبری سنائی:

ہوئی انوار کی بارش قدم رکھا محمد نے
زمین کو چومنے جنت کی خوشبو بار بار آئی!

زمین نے وجد میں آ کر کہا:

وہ دیکھو نور برساتا عرب کا تاجدار آیا!
ملی راحت غلاموں کو یتیموں کو قرار آیا

شب ولادت کعبہ بھی جھک گیا:

سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے جد امجد حضرت سیّدنا عبد المطلب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں' شب ولادت حضور کی ولادت کے وقت میں طواف کعبہ میں مصروف تھا۔ میں نے دیکھا کہ کعبہ مشرفہ مقام ابراہیم کی طرف (جس سائیڈ پر حضرت آمنہ کا مکان تھا۔) جھک گیا۔ (شواہد النبوت)

تیری آمد تھی کہ بیت اللہ مجرے کو جھکا!
اور تیری ہیبت تھی کہ ہر بت تھرتھرا کر گر گیا

غیر اللہ کو سجدہ:

حضرات سامعین! ٹائم ختم ہو رہا ہے' بس ایک بات عرض کر کے اجازت چاہوں گا یہ منکرین عظمت رسالت وولائیت کہا کرتے ہیں کہ جو غیر اللہ کی طرف جھک جائے وہ مشرک ہے اب وہ بتائیں کہ کس کعبہ کی طرف منہ کر کے نماز پڑھتے ہیں۔ اگر وہ کہیں کہ کعبہ تو مکلف بالشرع نہیں تو ہم پوچھتے ہیں سجدہ تو کعبہ نے کیا ہے اگرچہ وہ شریعت کا مکلف نہیں تو وہ جھک رہا ہے تم کیوں نہیں جھکتے؟

ہمارا عقیدہ:

اگر ہمارا عقیدہ پوچھتے ہو تو وہ یہ ہے کہ

جھکتے ہیں ہم نماز میں کعبہ کے روبرو!
کعبہ جھکا ہوا ہے تیرے در کے سامنے

اب تو ہی بتا میں سجدہ کروں تو کدھر کروں
کعبہ کے سامنے یا تیرے در کے سامنے

نہد شاخ پر میوہ سر برزمیں:

اصل بات یہ ہے کہ پھل دار ٹہنی اپنی جڑ کی طرف جھکتی ہے۔ سعدی فرماتے ہیں۔

ع نہد شاخِ پر میوہ سر بزمیں!

تو سنی پھلدار ہے اس لئے اپنی اصل کی طرف جھکتا ہے۔ کیونکہ حضور اصل کائنات ہیں، سنی ہی کیا درخت حضور کو سجدہ کرتے ہیں۔

جانور سجدہ کرتے ہیں۔

ع چاند شق ہو پیڑ بولیں، جانور سجدہ کریں
بارک اللہ مرجع عالم یہی سرکار ہے

اللہ کا قبلہ:

تفسیر روح المعانی میں علامہ محمود آلوسی فرماتے ہیں کہ ساری روئے زمین کا قبلہ کعبہ ہے اور سارے آسمان والوں کا قبلہ بیت المعمور ہے اور اس سے اوپر والوں کا قبلہ عرش ہے اور سب قبلوں کا قبلہ ذات باری ہے اور ذات باری نے فرمایا:

"اَنْتَ قِبْلَتِیْ" (تفسیر روح المعانی زیر آیت فول وجھک الخ)

اے محبوب میرا قبلہ تو ہے۔

اللہ سجدہ نہیں کرتا:

اس کا مطلب یہ ہرگز نہیں کہ اللہ حضور کو سجدہ کرتا ہے۔ بلکہ مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کا قدرت والا منہ مبارک، حضور کی طرف ہے کیونکہ ہم بھی سجدہ کعبہ کو نہیں کرتے بلکہ سجدہ اللہ تعالیٰ کو کرتے ہیں اور منہ کعبہ کی طرف کرتے ہیں۔

اگلا مضمون اگلے جمعہ کو بیان ہوگا:

حضرات محترم!

اگلا مضمون اگلے جمعہ کو انشاء اللہ بیان ہوگا۔

وَمَا عَلَیْنَا اِلَّا الْبَلَاغُ الْمُبِیْنُ

تیسرا خطبہ

میلاد شریف

جس سہانی گھڑی چمکا طیبہ کا چاند!
اس دل افروز ساعت پہ لاکھوں سلام

"حَامِدًا وَّمُصَلِّیًا۔

اَمَّا بَعْدُ !

حضرات سامعین کرام!

سرکارِ دوعالم علیہ السلام کی ولادت باسعادت ہوئی تو کس تاریخ کو اور کون سے دن اکثر سیرت کی کتابوں میں یہ لکھا ہے کہ

میلاد کا دن اور تاریخ:

پیر کے دن بارہ ربیع الاول شریف صبح صادق کے وقت سرکار اس عالم رنگ و بو میں جلوہ افروز ہوئے۔

نواب صدیق الحسن بھوپالی:

مجدد الوہابیہ نواب صدیق الحسن بھوپالی نے لکھا:

''ولادت شریفہ مکہ مکرمہ میں وقت طلوع فجر کے شب دوازدہم ربیع الاول عام الفیل کو ہوئی۔ جمہور علماء کا قول یہی ہے۔ ابن الجوزی نے اس پر اتفاق نقل کیا ہے' مختار اہلحدیث یہ ہے کہ ہشتم ربیع الاول کو پیدا ہوئے قالہ القسطلانی ابن عباس جبیرین مطعم بھی اسی طرف گئے ہیں' مختار اہل معرفت تواریخ بھی یہی ہے اس کو حمیدی وابن حزم وقضاعی نے اختیار کیا ہے اہل سیر کا اس پر کامل اجماع ہے۔ بعض نے کہا دہم اور بعض نے کہا دوازدہم ماہ مذکور کو اہل مکہ کا عمل اسی پر ہے۔ طیبی نے کہا روز دوشنبہ دوازدہم ربیع الاول کو پیدا ہوئے۔'' (الشمامۃ العنبر یہ مولد خیر البریہ ص ۷)

علامہ مومن شبلنجی:

علامہ مومن شبلنجی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:

سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ مکرمہ میں اصحاب فیل کے حملہ کے سال ربیع الاول کی بارہ تاریخ کو پیر کے دن عین طلوع فجر کے وقت تولد فرمایا:

(تنویر الازھا ترجمہ نور الابصار صفحہ ۳۲)

علامہ قسطلانی

مشہور قول یہ ہے کہ آپ پیر کے دن بارہ ربیع الاول کو پیدا ہوئے۔

(سیرت محمدیہ ترجمہ مواہب لدنیہ اللدینہ جلد اول ۱۵۳)

علی ہذا القیاس تمام کتابوں میں مشہور قول اور صحیح قول یہی ہے کہ آپ بارہ ربیع الاول پیر کے دن عام الفیل میں پیدا ہوئے اور آپ کی پیدائش ہماری طرح کی نہ تھی بلکہ آپ بالکل پاکیزہ پیدا ہوئے۔

ناف بریدہ ختنہ شدہ:

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے اپنے والد حضرت عباس سے روائیت کی کہ

"وُلِدَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَخْتُوْنًا مَسْرُوْرًا"

(حجۃ اللہ علی العالمین ۲۲۸)

''حضور علیہ السلم ختنہ شدہ اور ناف بریدہ پیدا کئے گئے۔''

اور مولوی صدیق الحسن بھوپالی اہلحدیث نے لکھا:

اور شکم مادر سے ہاتھ پر شفا ام عبدالرحمان ابن عوف کے اوتری نگاہ طرف آسمان کے تھی' دونوں ہاتھ زمین پر تھے اس میں جو اشارہ ہے

مخفی نہیں ہے سرگیں چشم پاکیزہ تن ناف بریدہ ختنہ شدہ پیدا ہوئے۔

(الشمامۃ العنبر یہ من مولد خیر البریہ ۸)

علامہ غلام رسول رضوی:

آپ کا پیدائشی ختنہ تھا اور آپ مسرور (ناف بریدہ) تھے ولادت کے وقت ایک ہاتھ دونوں آنکھوں پر اور دوسرا ناف پر تھا۔

(کتاب حبیب اعظم مصنفہ علامہ غلام رسول رضوی شارح بخاری)

علامہ قسطلانی:

علامہ قسطلانی شارح بخاری فرماتے ہیں:

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایسے حال میں پیدا ہوئے کہ ختنہ کیے ہوئے اور ناف بریدہ تھے۔''

(سیرت محمدیہ ترجمہ مواہب اللدنیہ جلد اوّل ۱۴۸)

محدث ابن جوزی:

محدث ابن جوزی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں

''قَالَتْ اٰمِنَةُ لَمَّا وَضَعْتُ وَلَدِیْ مُحَمَّدًا صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَضَعْتُهٗ مَكْحُوْلًا مَدْهُوْنًا مَسْرُوْرًا مُطَیَّبًا مَخْتُوْنًا''

(مولد العروس ۹)

سیّدہ آمنہ امینہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ جب میرے لخت جگر حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت باسعادت ہوئی تو اس وقت آپ کی مبارک آنکھیں سرگیں جسم مبارک پر تیل لگا ہوا ناف بریدہ خوشبو لگی ہوئی اور ختنہ شدہ تھے۔

حضرات سامعین!

حوالہ جات سے تقریر طویل ہوتی چلی جاتی ہے اور جمعہ کا وقت بہت مختصر ہوتا ہے۔ گذارش یہ ہے کہ ملاں کہتا ہے میں نبی جیسا ہوں حالانکہ ملاں پیدا ہو تو

خود ناپاک

اس کی والدہ ناپاک

وہ جگہ ناپاک

چالیس دن تک وہاں نماز ادا نہیں ہو سکتی مگر حضور علیہ السلام جلوہ گر ہوئے تو پاکیزہ تن اور بعض کتابوں میں لکھا ہوا ہے کہ سجدہ فرماتے ہوئے اور یہ کلمہ پڑھتے

ہوئے پیدا ہوئے۔

(شواہد النبوت ۵۶)

''لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ اِنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ''

معلوم ہوا نبی پیدا ہوتے ہی جانتا ہے میں اللہ کا رسول ہوں۔ آیئے قرآن پڑھ کر دیکھ لیجئے۔

حضرت عیسیٰ کا ارشاد:

حضرت مریم علیہا السلام جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو لے کر قوم میں آئیں تو قوم نے طعنہ دیا:

''وَمَا كَانَ اَبُوْكِ امْرَاَ سَوْءٍ وَّمَا كَانَتْ اُمُّكِ بَغِیًّا''

(پ ۱۶ سورۃ مریم آیت نمبر ۲۸)

''اے مریم نہ تو تیرا باپ ایسا تھا اور نہ تیری ماں۔ بتا یہ بچہ کیسے آیا۔ فرمایا میں نے تو چپ کا روزہ رکھا ہوا ہے' بچے کی طرف اشارہ کیا کہ اس سے ہی پوچھو۔''

قوم نے کہا بچہ تو بول ہی نہیں سکتا۔

قدرت کی آواز آئی۔

یہ ٹھیک ہے بچہ کبھی نہیں بولتا لیکن جب عصمت ولی کا معاملہ ہو تو بچہ بولتا ہے۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام بولے:

''اِنِّیْ عَبْدُ اللّٰهِ اٰتٰنِیَ الْكِتٰبَ وَجَعَلَنِیْ نَبِیًّا''

(پ سورہ مریم آیت نمبر ۰۳)

''میں اللہ کا بندہ ہوں اس نے مجھے کتاب عطا فرمائی ہے۔ اور نبی بنایا ہے۔''

حضرات سامعین!

معلوم ہوا کہ پیدائش کے فوراً بعد بھی نبی نبی ہی ہوتا ہے۔ میرے آقا علیہ السلام بھی جانتے تھے کہ میں نبی ہوں۔

سرمہ لگا ہوا تھا:

سرمہ لگا ہوا تھا' مولانا غلام رسول عالم پوری فرماتے ہیں!

؎ اکھاں وچہ قدرتی سرمے دی دھاری!
دلاں نوں قتل کردی جئیوں کٹاری!

ناف کٹی ہوئی تھی:

ناف کٹی ہوئی تھی' ڈاکٹر حضرات کہتے ہیں کہ بچہ کی ناف اس لئے ہوتی ہے کہ شکم مادر میں اسے خوراک دی جائے' اللہ تعالیٰ ناف کے ذریعہ خوراک دیتا ہے کیونکہ اس وقت خوراک پلید ہے اور انسان کا منہ پاک تو اللہ فرماتا ہے میں یہ ناپاک خوراک تجھے منہ کے ذریعہ نہیں دوں گا۔ اس لئے ناف پیدا کی جس کے ذریعہ خوراک ملتی ہے اگر ناف نہ ہو تو بچہ زندہ نہیں رہ سکتا۔

معلوم ہوا کہ ناف کے بغیر زندہ رہنا محال شکم مادر میں انسان ناف کا محتاج ہے لیکن حضور ناف بریدہ پیدا ہوئے تاکہ کائنات کو پتہ چل جائے کہ تم اپنی زندگی کی بقاء کے لئے ناف کے محتاج ہو مگر اللہ کا محبوب اس کا محتاج نہیں وہ ناف کے بغیر بھی زندہ ہے۔

سیّدہ آمنہ مغموم ہوئیں:

حضرات سامعین! سیّدہ آمنہ رضی اللہ عنہ نے یہ سب کچھ ملاحظہ فرمایا تو غائیت مسرت وشادمانی سے دل لبریز ہوا۔ مگر ساتھ ہی چشمان معنبرہ میں آنسو آ گئے خوشی تو اس پر کہ مجھے کیسا پیارا محبوب عطا فرمایا گیا ہے کہ جس کے

ہاتھ دیکھو تو	ید اللہ
وطن دیکھو تو	من اللہ
سیر دیکھو تو	مع اللہ
چہرہ دیکھو تو	وجہ اللہ

سینہ دیکھو تو	الم نشرح
آنکھیں دیکھو تو	مازاغ
کنڈل دیکھو تو	یٰسین
سہرا دیکھو تو	طٰس
پیشانی دیکھو تو	طٰہٰ

گویا کہ وجد میں پکار اٹھیں کہ یہ

؎ یہ نبیوں میں نبی ایسے امام الانبیاء ٹھہرے
حسینوں میں حسیں ایسے کہ محبوب خدا ٹھہرے

اور مغموم اس بات سے کہ کاش آج میرے سرتاج عبداللہ ہوتے تو خوشیاں اور بھی دوبالا ہو جاتیں۔ ساری خوشیاں برحق مگر کاش یہ یتیمی نہ ہوتی۔ ادھر ملائکہ نے بارگاہ ایزدی میں آ کر عرض کیا:

"فَقَالَتِ الْمَلٰٓئِكَةُ اِلٰهَنَا وَسَيِّدُنَا يَبْقِىْ نَبِيُّكَ هٰذَا يَتِيْمًا"

"عرض کی ملائکہ نے اے ہمارے اللہ اے ہمارے سردار تیرا یہ نبی یتیم پیدا ہوگا۔"

"فَقَالَ عَزَّوَجَلَّ لِلْمَلٰٓئِكَةِ اَنَا لَهٗ وَلِيٌّ وَحَافِظٌ"

(حجۃ اللہ علی العالمین ۲۲۴)

"اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ملائکہ کو کہ میں اس کا ولی اور حفاظت کرنے والا ہوں۔ یہ یتیم نہیں در یتیم ہے۔ تم نے صرف سائیہ پدری کے نہ ہونے کا خیال کیا ہے اور یہی خیال میری بندی آمنہ کو آیا ہے لیکن دیکھو تو سہی یہ جسماً بھی بے سایہ ہے۔

؎ یہی منظور تھا قدرت کو کہ سایہ نہ بنے!
ایسے یکتا کے لئے ایسی ہی یکتائی ہو!

عرض کیا مولا ایسا کیوں۔ فرمایا: اس لئے تاکہ نہ تو کوئی اس کی ہمسری کا دعویٰ

کر سکے اور نہ یہ کہہ سکے کہ اسے میں نے پالا ہے۔کفالت میں نے کی ہے سہارا میں نے دیا نہیں بلکہ

اسے پالنے والا بھی	میں
کفالت کرنے والا بھی	میں
سہارا دینے والا بھی	میں

اور پھر کل شب ہجرت دشمنوں کے نرغہ سے نکالنے والا بھی میں۔

غاروں میں اس کا کارساز بھی میں۔

شب معراج عرش پہ بلوا کے اس سے راز و نیاز کرنے والا بھی میں۔

خزائن ارض وسما کی چابیاں عطا کر کے مختار بنانے والا بھی میں۔

اس کا میں سہارا	کائنات کا یہ سہارا
اس کو میں پالوں گا	کائنات کو یہ پالے گا

اس کی کفالت میں کروں گا۔کائنات کی کفالت یہ کرے گا۔

"سُبْحَانَ اللّٰهِ وَ بِحَمْدِهٖ سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَظِيْمِ"

حضور قبلہ والدی اعظمی حضرت امام خطابت رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

؎ یتیم ہو کے یتیموں کو پالنے والے!
سنبھال ہم کو بھی اے سب کے سنبھالنے والے

اس لئے سائے اٹھا کر در یتیم بنایا گیا۔

اللہ اکبر! کیا خوب فرمایا حضرت سلطان الواعظین علامہ ابوالنور قبلہ نے

؎ پیدا ہوئے تو باپ کا سایہ اٹھا لیا!
گھٹنوں چلے تو داد عدم کو رواں ہوا

چلنے لگے تو مادر و عم ہو گئے خدا
ایک ایک سایہ یونہی اٹھتا چلا گیا

سائے پسند نہ آئے نہ پروردگار کو
بے سایہ کر دیا گیا اس سایہ دار کو

حضرات محترم!

بوقت ولادت حور و ملائکہ خوش۔غلمان و رضوان خوش۔بلکہ خود رب رحمان خوش اور خوشی کو دوام دینے کے لئے فرمایا۔

"قُلْ بِفَضْلِ اللّٰهِ وَ بِرَحْمَتِهٖ فَبِذٰلِكَ فَلْيَفْرَحُوْا"

اے میرے نبی کے غلامو۔تم بھی خوشیاں مناتے رہنا۔لہٰذا اب سارا جہان خوش۔

؎ زندگی آ گئی رونقیں آ گئیں بزم عالم کیف و سرور آ گیا!
آمنہ کے مقدر پہ قربان میں گود میں جس کی خالق کا نور آ گیا

(علامہ صائم چشتی)

حضور کس وقت جلوہ گر ہوئے:

ذرا پیچھے آیئے میں عرض کر رہا تھا کہ سرکار بارہ ربیع الاوّل بروز پیر صبح صادق کے وقت تشریف لائے۔تاکہ دن اور رات دونوں آپ کی رحمت سے مستفید و مستفیض ہوں۔

حضرت شیخ فرید الدین عطار رحمۃ اللہ علیہ نے صرف یہی مسئلہ سمجھانے کے لئے ایک بہت بڑے جلسہ میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم کا انعقاد فرمایا:

اور پانچ صد جید علماء کو بلا کر صرف یہی سوال کیا کہ مجھے یہ بتاؤ شب اسریٰ کے دولہا دن کو تشریف لائے یا رات کو جلوہ گر ہوئے۔

کچھ علماء کی تحقیق کے مطابق دن اور کچھ کی ریسرچ کے مطابق رات کو میلاد النبی ہوا۔آپ نے فرمایا میں دونوں باتوں کو تسلیم نہیں کرتا۔کیونکہ حضور علیہ السلام رحمت اللعالمین ہیں اگر دن کو تشریف لاتے تو رات آپ کی رحمت سے محروم رہتی اگر رات کو

جلوہ گر ہوتے تو دن اس رحمت کو نہ پا سکتا۔علماء نے تقاضا کیا پھر حضور آپ خود ہی ارشاد فرمائیں تو فرمایا:

رات جا رہی تھی دن آ رہا تھا۔بوقت صبح صادق نبی صادق جلوہ افروز ہوگئے۔

؎ وہ تشریف لائے سویرے سویرے
گلے مل رہے تھے اجالے اندھیرے

چمکا طیبہ کا چاند:

میرے اعلیٰ حضرت مجدد دین و ملت الشاہ امام احمد رضا خان فاضل بریلوی رحمتہ اللہ علیہ نے جب یہ سب واقعات ملاحظہ فرمائے تو آپ کی روح پرفتوح وجد میں آ گئی اور اسی عالم وجد و کیف و مستی میں ڈوب کر آپ نے فرمایا کہ

؎ جس سہانی گھڑی چمکا طیبہ کا چاند!
اس دل افروز ساعت پہ لاکھوں سلام

مل کر پڑھ لیجئے ولادت کا ذکر پاک ہو رہا ہے۔

؎ جس سہانی گھڑی چمکا طیبہ کا چاند۔ چمکا طیبہ۔ چمکا طیبہ کا چاند

فرشتے کہہ رہے ہیں چمکا طیبہ کا چاند
حوریں کہہ رہی ہیں چمکا طیبہ کا چاند
غلمان کہہ رہے ہیں چمکا طیبہ کا چاند
رضوان کہہ رہے ہیں چمکا طیبہ کا چاند

نہیں نہیں بلکہ خود رحمان کہہ رہا ہے

چمکا طیبہ کا چاند۔
چمکا طیبہ کا چاند۔
چمکا طیبہ کا چاند۔
چمکا طیبہ کا چاند۔

سراجاً منیراً:

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں ارشاد فرمایا:

سِرَاجًا مُّنِیْرًا (پ سورۃ احزاب آیت نمبر ۴۶)

میرا محبوب چمکتا ہوا چراغ ہے۔سراج کا معنیٰ چراغ۔

چمکا طیبہ کا چاند۔
چمکا طیبہ کا چاند۔

یہ ہمیشہ روشن رہے گا:

ملاں نے لفظ سراج پر سرخ پنسل سے نشان لگایا اور بڑا خوش ہوا کہ سراج کا معنیٰ ہے چراغ اور چراغ بجھ بھی جاتا ہے۔

مگر اللہ نے فرمایا جبریل ساتھ ہی کہہ دے منیراً۔یہ بجھنے والا چراغ نہیں یہ تو روشنی دینے والا ہے اور روشنی دیتا رہے گا۔یہاں بھی روشن رہے گا قبر میں بھی روشن رہے گا اور حشر میں بھی روشن رہے گا۔

چمکا طیبہ کا چاند۔
چمکا طیبہ کا چاند۔
چمکا طیبہ کا چاند۔

کیونکہ اسے روشن کرنے والا کوئی نتھو پتھو نہیں کوئی مولوی ملوانا نہیں بلکہ خود خالق کریم ہے۔ارشاد ہوتا ہے کہ

"وَاللّٰہُ مُتِمُّ نُوْرِہٖ وَلَوْ کَرِہَ الْکٰفِرُوْنَ"
(پ سورۃ الصف آیت نمبر ۸)

"لیکن اللہ اپنے نور کو کمال تک پہنچا کے رہے گا۔خواہ کافر اسے سخت ناپسند کریں۔"

اس لئے یہ نہیں بجھ سکتا کیونکہ۔بجھانے والا ابوجہل۔اس کی حفاظت فرمانے والا

خداوند کریم۔ بجھانے والے مولوی ملوانے۔اس کی حفاظت کرنے والے علماء اہلسنت۔ بجھانے والا قاسمی ہےاور حفاظت کرنے والا غلام رسول۔ مقبول۔ افتخار ملت ہے۔

نورِ حق شمع الٰہی کو بجھا سکتا ہے کون!
جس کا حامی خدا ہو اس کو مٹا سکتا ہے کون

اور

نور خدا ہے کفر کی حرکت پر خندہ زن!
پھونکوں سے یہ چراغ بجھایا نہ جائے گا

اس لئے ذرا بلند آواز سے کہو کہ
چمکا طیبہ کا چاند۔
چمکا طیبہ کا چاند۔
چمکا طیبہ کا چاند۔

طَلَعَ الْبَدْرُ عَلَیْنَا:

شب ہجرت مدینہ طیبہ کے قبیلہ بنی نجار کی چھوٹی چھوٹی بچیاں کہہ رہی ہیں کہ

طَلَعَ الْبَدْرُ عَلَیْنَا مِنْ ثَنِیَّاتِ الْوَدَاعِ!
وَجَبَ الشُّکْرُ عَلَیْنَا مَا دَعٰی لِلّٰہِ دَاعِیْ

(شواہد النبوت ۱۲۱)

اب طَلَعَ الْبَدْرُ عَلَیْنَا کا ترجمہ کیا ہے۔
’’ہم پر چودھویں کا چاند طلوع ہوگیا۔‘‘ اللہ اکبر
گویا کہ وہ بھی سرکار کی آمد پر یہی ترانہ گا رہی ہیں کہ
چمکا طیبہ کا چاند۔
چمکا طیبہ کا چاند۔
چمکا طیبہ کا چاند۔

چاند سے تشبیہ دینا:

حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ایک دن رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے سعد کیا تمہاری شادی ہوگئی؟۔عرض کیا حضور نہیں۔فرمایا کیوں؟ عرض کیا یارسول اللہ رنگ کالا ہونے کی وجہ سے حقیقی چچا رشتہ سے انکاری ہے۔فرمایا جاؤ اور جا کر چچا سے کہہ دو کہ میرا نکاح تمہاری بیٹی سے میرے آقا نے فرمادیا ہے۔لہٰذا تم اسے رخصت کردو چونکہ میرا نبی مالک ومختار ہے۔جیسے چاہے فرمادے۔

سعد آئے' پیغام دیا۔چچا نے انکار کیا۔لڑکی چونکہ تمام ماجرا سن رہی تھی' چنانچہ وہ بول اٹھی کہ ابا

میں یہ کب کہتی ہوں اس کے رنگ تو کالے کو دیکھ!
میں یہ کہتی ہوں کہ اس کے بھیجنے والے کو دیکھ!

رنگ اس کالا ہے اور شکل میں یہ ماند ہے
بھیجنے والا تو ابا چودھویں کا چاند ہے

گویا کہ ان کا بھی یہی عقیدہ تھا کہ ہمارے آقا
چمکا طیبہ کا چاند۔
چمکا طیبہ کا چاند۔
چمکا طیبہ کا چاند۔

جس سہانی گھڑی چمکا طیبہ کا چاند
اس دل افروز ساعت پہ لاکھوں سلام

حضرت سعد کا عشق رسول:

لڑکی کا یہ جواب سن کر حضرت سعد نے لڑکی کو خطاب کرکے فرمایا کہ

چاند سے تشبیہ دینا یہ کہاں کا انصاف ہے
چاند پر ہیں چھائیاں مدنی کا مکھڑا صاف ہے

چمکا طیبہ کا چاند۔

چمکا طیبہ کا چاند۔

چمکا طیبہ کا چاند۔

چاند سے زیادہ حسین چہرہ:

چاندنی رات تھی شبِ اسریٰ کے دولہا علیہ الصلوٰۃ والسلام سرخ چادر اوڑھ کر استراحت فرما رہے تھے کہ حضرت جابر بن سمرہ نے دیکھا۔ پھر چاند کی طرف دیکھا تو پکار اٹھے کہ

"فَاِذَا هُوَ عِنْدِیْ اَحْسَنُ مِنَ الْقَمَرِ"

(الخصائص الکبریٰ جلد اول ۱۷۵ اردو)

آپ کا حسن چاند سے زیادہ تھا۔

چمکا طیبہ کا چاند۔

چمکا طیبہ کا چاند۔

چمکا طیبہ کا چاند۔

گمشدہ سوئی مل گئی:

ابن عساکر نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی ہے کہ وہ فرماتی ہیں۔ میں سحری کے وقت سی رہی تھی کہ میرے ہاتھ سے سوئی گر گئی۔ بہت تلاش کی مگر نہ ملی اتنے میں رسول اللہ علیہ السلام داخل ہوئے تو آپ کے چہرہ انور کی روشنی کی وجہ سے سوئی نظر آ گئی۔ (الخصائص الکبریٰ اوّل ۱۵۹)

ہے نبی پاک کیتی دنداں روشنائی سی !
لبھی پھر اوہ سوئی جیہڑی عائشہ گوائی سی

چمکا طیبہ کا چاند۔

چمکا طیبہ کا چاند۔

چمکا طیبہ کا چاند۔

حضرت ہند ابی کا عقیدہ:

حضرات ہند ابی ہالہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں۔

"کَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَخْمًا مُفَخَّمًا يَتَلَألَأُ وَجْهُهٗ كَتَلَأْلُؤِ الْقَمَرِ لَيْلَةَ الْبَدْرِ"

(الخصائص الکبریٰ اوّل ۱۵۸)

"نبی کریم علیہ السلام کا چہرہ اقدس چودھویں کے چاند کی طرح چمکتا تھا۔"

چمکا طیبہ کا چاند۔

چمکا طیبہ کا چاند۔

چمکا طیبہ کا چاند۔

سیّدہ عائشہ کا عقیدہ:

حضرت عائشہ فرماتی ہیں:

"لَمْ يَصِفْهُ وَاصِفًا قَطُّ اِلَّا شَبَّهَ وَجْهَهٗ بِالْقَمَرِ لَيْلَةَ الْبَدْرِ"

(زرقانی علی المواہب جلد نمبر ۴ ۲۲۵)

"جب بھی کسی نے آپ کی توصیف کی چودھویں کے چاند سے تشبیہ دی۔"

چمکا طیبہ کا چاند۔

چمکا طیبہ کا چاند۔

چمکا طیبہ کا چاند۔

سیّدنا صدیق اکبر کا عقیدہ:

حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

"كَانَ وَجْهُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَدَارَةِ الْقَمَرِ"

(سبل الہدیٰ جلد دوم ۵۶)

''نبی کریم علیہ السلام کا چہرہ انور چاند کے ہالے کی طرح تھا۔''

چمکا طیبہ کا چاند۔

چمکا طیبہ کا چاند۔

چمکا طیبہ کا چاند۔

حضرت براء ابن عازب کا عقیدہ:

حضرت براء ابن عازب سے کسی نے پوچھا:

''اَكَانَ وَجْهُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَ السَّيْفِ''

کیا رسول اللہ علیہ السلام کا چہرہ اقدس تلوار کی طرح (چمکدار) تھا۔

فرمایا:

''لَابَلْ مِثْلُ الْقَمَرِ''

''نہیں بلکہ چاند کی طرح تھا۔''

(بخاری شریف جلد اوّل ۵۰۲)

چمکا طیبہ کا چاند۔

چمکا طیبہ کا چاند۔

چمکا طیبہ کا چاند۔

حضرت ابو ہریرہ کا عقیدہ:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: سرکار دو عالم علیہ السلام کا چہرہ اقدس ایسے تھا جیسے:

''كَاَنَّ الشَّمْسَ تَجْرِيْ فِيْ وَجْهِهٖ'' (ترمذی شریف جلد ۲ ص ۵۰۶)

''گویا کہ سورج آپ کے چہرہ اقدس میں جاری ہے۔''

چمکا طیبہ کا چاند۔

چمکا طیبہ کا چاند۔

چمکا طیبہ کا چاند۔

حضرت ربیع بنت معوذ کا عقیدہ:

حضرت ابو عبیدہ نے حضرت ربیع بنت معوذ رضی اللہ عنہما سے پوچھا کہ مجھے سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے حسن و جمال کے بارہ میں کچھ فرمایئے تو آپ نے فرمایا:

اے میرے بیٹے!

''لَوْ رَاَيْتَهٗ لَقُلْتَ رَاَيْتَ الشَّمْسَ طَالِعَةً''

(دارمی شریف جلد اوّل ص ۳۳ سبل الہدیٰ جلد دوم ۵۸)

''اگر تو آپ کو دیکھتا تو کہتا سورج کو طلوع ہوتے دیکھا ہے۔''

چمکا طیبہ کا چاند۔

چمکا طیبہ کا چاند۔

چمکا طیبہ کا چاند۔

؎ جس سہانی گھڑی چمکا طیبہ کا چاند!

کئی احادیث کا ترجمہ:

ملاں جی اعلیٰ حضرت کا شعر کئی احادیث کا ترجمہ ہوتا ہے اور کئی آیات کا ماحصل ہے میں نے کتنی حدیثیں پیش کر دی ہیں اسلئے اب آپ بھی پڑھیں اگر آپ اہل حدیث ہیں تو؟

؎ جس سہانی گھڑی چمکا طیبہ کا چاند!
اس دل افروز ساعت پہ لاکھوں سلام

اللہ فرماتا ہے:

یوم ولادت پر سلام:

''وَسَلٰمٌ عَلَيْهِ يَوْمَ وُلِدَ وَيَوْمَ يَمُوْتُ وَيَوْمَ يُبْعَثُ حَيًّا''

(پ ۱۶ سورۃ مریم آیت نمبر ۱۴)

''اور سلامتی ہو اس پر جس روز وہ پیدا ہوا اور جس روز وہ انتقال کرے گا اور جس روز اسے زندہ کرکے اٹھایا جائے گا۔''

؎ اس دل افروز ساعت پہ لاکھوں سلام
اس دل افروز ساعت پہ لاکھوں سلام

میرے آقا اس کرۂ ارض پر جلوہ فرما ہوئے تو بے مثل طریقہ سے۔

ماوشما پیدا ہوں تو	سراپا غلاظت
حضور تولد ہوں تو	سراپا طہارت
ماوشما پیدا ہوں تو	گندگیں چشم
میرے آقا تولد ہوں	سرگیں چشم

بعد از ولادت پہلا سجدہ:

حضرات ہم پیدا ہوں تو روتے ہوئے۔
میرا نبی پیدا ہو تو ہنستے ہوئے۔
ہم پیدا ہوں تو کراہتے ہوئے۔
حضور پیدا ہوں تو سجدہ فرماتے ہوئے۔
حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ

"فَوَضَعْتُ مُحَمَّدًا فَنَظَرْتُ اِلَیْهِ فَاِذَا هُوَ سَاجِدٌ قَدْ رَفَعَ اِصْبَعَهُ اِلَی السَّمَآءِ" (انوار المحمدیہ ص ۳۳)

جب میرے ہاں حضور علیہ السلام کی ولادت باسعادت ہوئی تو آپ کی طرف دیکھا تو آپ سجدہ ریز تھے۔ دونوں شہادت کی انگلیاں آسمان کی طرف اٹھی ہوئی تھیں۔

اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں:

؎ پہلے سجدہ پہ روزِ ازل سے درود!
یادگاریٔ امت پہ لاکھوں سلام

میلاد شریف سننے اور منانے والو:

نبی کا پہلا مبارک فعل سجدہ ہے اب اگر ہم سجدے کے قریب بھی نہ جائیں اور امتی ہونے کا دعویٰ بھی کریں تو محض دعویٰ ہے اور وہ بھی بے دلیل۔ اگر ہم سچے امتی ہیں تو پھر ہمیں چاہئے کہ ہم سجدہ کو نہ بھولیں کیونکہ

سجدہ	معراج مومن ہے۔
سجدہ	امتیاز مسلم ہے۔
سجدہ	علم اسلام ہے۔
سجدہ	نشان توحید ہے۔
سجدہ	آنکھوں کی ٹھنڈک ہے۔
سجدہ	راہ نجات ہے۔
سجدہ	مسلم و کافر میں حد فاصل ہے۔
اور سجدہ	لقائے خالق ہے۔

لہٰذا اقامت صلوٰۃ کے لئے عملی طور پر محرک بنیں اور نماز پڑھیں، پڑھائیں۔ نماز جیسے زرّیں عمل کو کل پر مت چھوڑیں۔ کل کا کیا علم یہاں تو لمحہ بھر کا اعتبار نہیں۔

؎ سونے والے رب کو سجدہ کرکے سو!
کیا خبر اُٹھے نہ اُٹھے صبح کو

کیونکہ

؎ آگاہ اپنی موت سے کوئی بشر نہیں!
سامان سو برس کا پل کی خبر نہیں

شانِ غوث اعظم:

حضرات مکرم! نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے آتے ہی سجدہ فرمایا: اور غوث اعظم رضی اللہ عنہ نے آتے ہی روزہ رکھا۔

سرورِ کائنات تولد ہوں تو ۔ سجدہ ریزی فرماتے ہوئے
شہنشاہِ بغداد تولد ہوں تو ۔ روزہ داری دکھلاتے ہوئے
شہنشاہِ مدینہ جلوہ افروز ہوں تو ۔ انبیاء آئیں اور مبارک باد دیں
شہنشاہِ بغداد جلوہ افروز ہوں تو ۔ خود امام الانبیاء آئیں اور مبارکباد دیں
شہنشاہِ انبیاء بارھویں والے ۔ شہنشاہ اولیاء گیارھویں والے۔
ان کی طرف عطائے خدا ۔ ان کی طرف عطائے مصطفیٰ
وہ بشارت انبیاء ۔ یہ بشارت مصطفیٰ
نبیوں میں وہ بے مثال ۔ ولیوں میں یہ بے مثال

کیا خوب فرمایا: حضرت مولائے روم علیہ الرحمۃ نے کہ

؎ غوثِ اعظم درمیانِ اولیاء
چوں محمدؐ درمیان انبیاء

اور اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی فرماتے ہیں۔

؎ تیری جد کی ہے بارھویں غوث اعظم
ملی تجھ کو گیارھویں غوث اعظم

عرب کا رواج:

حضراتِ گرامی عرب کا رواج تھا کہ دائیاں دیہات سے آتیں اور دودھ پلانے کے لئے بچوں کو لے جاتی تھیں۔

حضرت محدث ابن جوزی نے تفصیل سے لکھا ہے کہ

"وَكَانَ مِنْ عَادَةِ الْعَرَبِ اِذَا وُلِدَ لَهُمْ مَوْلُوْدٌ اَلْتَمَسُوْا لَهُ الْمَرَاضِعَ وَلَا تُرْضِعُهُ اُمُّهُ"

اہل عرب کا دستور تھا کہ جب کہ ان میں کوئی مولود جنم لیتا تو وہ اس کے لئے دائیاں اور.........دودھ پلانے والی عورتوں کو تلاش کرتے اور بچہ جننے والی ماں اس

بچے کو دودھ نہیں پلایا کرتی تھی۔ (مولد العروس ص ۰۳)

جب حضور کی ولادت باسعادت ہوئی تو اس دستور کے مطابق دائیاں آئیں اور حضرت عبدالمطلب نے ان سے پوچھا کہ کون ہے جو میرے لال کو دودھ پلائے گی۔

"فَكُلٌّ تَقُوْلُ اَنَا اَرْضِعُهُ" (مولود العروس ص ۳۰)

''ہر عورت نے کہا میں پلاؤں گی۔''

لیکن مشیّت ایزدی کو یہ منظور تھا کہ سیّدہ حلیمہ سعدیہ ہی حضور کو دودھ پلائیں۔

حلیمہؓ فرماتی ہیں:

حضرت حلیمہ سعدیہ فرماتی ہیں جس سال حضور علیہ السلام کی ولادت باسعادت ہوئی تو اس سال لوگ سخت تکلیف اور شدت عظیمہ میں مبتلا تھے۔ آپ کی ولادت باسعادت سے قبل والا سال قحط کا سال تھا۔ نیز یہ کہ ہم تمام لوگوں سے زیادہ فقر و افلاس میں مبتلا تھے۔

میں قبلہ بنی سعد کی خواتین کے ہمراہ نکل کر روانہ ہوئی تا کہ دودھ پلانے والے بچے لاؤں اور میں دوسری خواتین کے ہمراہ سواری کے خچر پر سوار تھی یہ خچر بہت ہی کمزور نحیف اور تدار تھا اس وقت ہمارے گھر کے اندر دودھ کا قطرہ تک نہ تھا۔ نیز ہم رات بھر سو بھی نہیں سکتے تھے کیونکہ ہمارے بچے روتے تھے اور شور مچاتے تھے جس سے ہم رات بھر جاگتے رہتے تھے اور نہ ہی میرے سینے کے اندر اس قدر دودھ تھا کہ جس سے میرا بچہ سیر شکم ہو جاتا۔

جب ہم مکہ مکرمہ میں داخل ہوئے (اللہ سبحانہ اس کو مشرف و مکرم بنائے۔)

تو دائیاں اور خواتین اس امر کے لئے روانہ ہو گئیں کہ دودھ پلانے والے بچوں کو تلاش کریں ادھر میں اور میرے ساتھ سات دائیاں باقی رہ گئیں اور ہماری ملاقات۔

حضرت عبدالمطلب سے ملاقات:

سیّدنا عبدالمطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہوئی اور عبدالمطلب نے فرمایا: میرے

پاس ایک چھوٹا بچہ ہے اور اسے دودھ پلانے والیو تم ادھر آؤ تا کہ اس بچے کو دیکھ لو اور جس آیا کی مرضی ہو یا جس کے مقدر میں ہو اس کو یہ بچہ لے جانا چاہیے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت:

حضرت حلیمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ہم سب آیا خواتین حضرت عبدالمطلب رضی اللہ عنہ کے ہمراہ چلی گئیں اور ہم دودھ پلانے والیوں نے جب حضور علیہ السلام کی ذات گرامی کو دیکھا تو ہم میں سے ہر خاتون کہنے لگی کہ میں حضور علیہ السلام کی ذات گرامی واقدس کو دودھ پلاؤں گی۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا اپنا انتخاب:

اور جب یہ عورتیں حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ اقدس میں آگے بڑھ کر حاضر ہوئیں تو حضور پرنور ان میں سے ہر آیا سے روگردانی اور اعراض فرمالیا کرتے۔لیکن جونہی میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آگے بڑھی اور جب حضور نے مجھے ملاحظہ فرمایا تو آپ مسکرائے اور میری طرف بڑھے۔

اپنے اپنے مقدر دی ہندی اے گل
دائیاں دائیاں ہزاراں سی تکے دے ول
جسدی ڈاچی قدم وی نہ سکدی سی چل
عرش دے شہسواراں دے کم آ گئی!!

حضور صلی اللہ علیہ وسلم حضرت حلیمہ کی گود میں:

میں نے حضور سرور سروراں صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی گود میں رکھ لیا پھر سرکار علیہ السلام کو اپنا پستان آپ کے منہ مبارک میں دیا۔سب سے پہلے آپ نے دایاں پستان منہ مبارک میں لیا اور دودھ نوش فرمایا: جب بایاں پستان میں نے آپ کو پیش کیا تو آپ نے اس سے اعراض اور روگردانی اختیار فرمالی کیونکہ اس وقت بھی آپ کو اس

بات کا علم تھا کہ یہ آپ کے رضاعی بھائی کا حصہ ہے۔(مولوالعروس ص ۳۱-۳۰)

یہ حلیمہ بھید کھلا نہیں یہ مقام چون و چرا نہیں
تو خدا سے پوچھ یہ کون ہیں تیری گود میں ہیں جو آ گئے

حضرات گرامی! بہت سے واقعات سے اعراض کرتے ہوئے مختصر وقت میں میں نے جو کچھ بیان کیا ہے اسے قبول فرمایئے۔کیونکہ پچھلے دنوں خطبات جمعہ میں ہم لیٹ ہو گئے تھے اس لئے آج بروقت تقریر ختم کرتے ہیں۔

وَمَا عَلَيْنَا اِلَّا الْبَلَاغُ الْمُبِيْنُ

چوتھا خطبہ

خلیفۃ اللہ الاعظم
صلی اللہ علیہ وسلم

نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ وَنُسَلِّمُ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ
اَمَّا بَعْدُ! فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ۔
بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔
"وَاِذْ قَالَ رَبُّکَ لِلْمَلٰٓئِکَۃِ اِنِّیْ جَاعِلٌ فِی الْاَرْضِ خَلِیْفَۃً"
صَدَقَ اللّٰہُ الْعَظِیْمُ

درود شریف:

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا سَیِّدِیْ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ
وَعَلٰی اٰلِکَ وَاَصْحَابِکَ یَا سَیِّدِیْ یَا حَبِیْبَ اللّٰہِ

حضرات سامعین!

آج کے خطبہ جمعہ میں حضور علیہ السلام کا تمام خلفاء باری سے افضل واشرف ہونا بیان کیا جائے گا۔ چنانچہ میں نے جو آیت کریمہ تلاوت کی ہے اس کا ترجمہ سماعت فرمایئے:

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

"وَاِذْ قَالَ رَبُّکَ لِلْمَلٰٓئِکَۃِ اِنِّیْ جَاعِلٌ فِی الْاَرْضِ خَلِیْفَۃً"
(پ سورۃ البقرۃ آیت نمبر ۳۰)

"اور یاد کیجئے اے محبوب جب فرمایا آپ کے رب نے فرشتوں سے میں مقرر کرنے والا ہوں زمین میں ایک نائب۔"

خلیفہ اعظم:

حضرات گرامی! اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے حضرت سیّدنا آدم علیہ السلام

کو خلیفہ بنانے کا ذکر فرمایا ہے اور اس آیت کے تحت علامہ محمود آلوسی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ

"کَانَ...... رَمْزًا اِلٰی اَنَّ الْمُقْبِلَ عَلَیْهِ بِالْخِطَابِ لَهُ الْخَطُّ الْاَعْظَمُ فَهُوَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى الْحَقِيْقَةِ الْخَلِيْفَةُ الْاَعْظَمُ وَلَوْ لَاهُ لَمَا خُلِقَ اٰدَمُ وَلَا وَلَا"

(تفسیر روح المعانی زیر آیت مذکورہ)

"یعنی کہ حضور علیہ السلام کی ذات مقدسہ ہی حقیقت میں خلیفہ اعظم ہے اور اگر یہ ذات گرامی نہ ہوتی تو آدم علیہ السلام ہی پیدا نہ ہوتے بلکہ کچھ بھی نہ ہوتا۔"

؎ سب کچھ تمہارے واسطے پیدا کیا گیا
سب غائتوں کی غائت اولیٰ تمہیں تو ہو

حضرات گرامی!

حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو تخلیق آدم علیہ السلام کا واقعہ یاد دلایا جا رہا ہے تو چاہئے تو یہ تھا کہ اللہ فرماتا:

"وَاِذْ قَالَ رَبُّ الْمَلٰٓئِكَةِ لِلْمَلٰٓئِكَةِ"

یعنی یاد کیجئے کہ جب ملائکہ کے رب نے ملائکہ سے فرمایا۔

کیا وہ رب ملائکہ نہیں:

کیا وہ رب ملائکہ نہیں؟۔ وہ تو عالمین کا رب ہے۔ سماوات وارضین کا رب ہے اور کائنات کے تمام لوگوں کا رب ہے ساری مخلوقات کا رب وہی تو ہے۔ وہ فرماتا ہے:

قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ

تمام لوگوں کا رب۔ (پ نمبر ۳۰ سورۃ الناس آیت نمبر ۱)

قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ

تمام مخلوق کا رب۔ (پ نمبر ۳۰ سورۃ الفلق آیت نمبر ۱)

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ

عالمین کا رب۔ (پ نمبر ۱ سورۃ الفاتحہ آیت نمبر ۱)

رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ

زمین وآسمان کا رب۔ (پ نمبر ۲۳ سورۃ صافات آیت نمبر ۵)

اسی طرح وہ ملائکہ کا بھی رب ہے تو اس نے یہ کیوں نہ فرمایا کہ ملائکہ کے رب نے ملائکہ سے کہا بلکہ یہ فرمایا کہ

وہ رب محمد ہے:

یاد کیجئے جب آپ کے رب نے ملائکہ سے فرمایا:

تو بات یہ ہے کہ یہ ٹھیک ہے کہ وہ

ساری مخلوقات کا — رب ہے
سارے لوگوں کا — رب ہے
سارے عالمین کا — رب ہے
زمین وآسمان کا — رب ہے

مگر اسے اس پر فخر نہیں ہے بلکہ فخر اس پر ہے کہ وہ اپنے محبوب کا رب ہے۔ اس نے اپنی ربوبیت کا اعلان کیا تو فرمایا:

فَلَا وَرَبِّكَ. محبوب مجھے تیرے رب کی قسم۔

اگر توحید کا اعلان فرمایا تو فرمایا: اے محبوب!

(پ نمبر ۵ سورۃ النساء آیت نمبر ۶۵)

قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ (پ نمبر ۳۰ سورۃ اخلاص آیت نمبر ۱)

آپ فرما دیجئے کہ وہ اللہ ایک ہے۔

؎ قل کہہ کے اپنی بات بھی منہ سے تیرے سنی
کتنی ہے تیری گفتگو اللہ کو پسند

حضرت مجدد الف ثانی:

اس لئے امام ربانی حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں رب کو رب اس لئے کہتا ہوں کہ

"او رب محمد است" (مکتوبات امام ربانی)

وہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا رب ہے۔

امام احمد رضا:

اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ نے بھی یہی لکھا کہ میرا رب وہ ہے کہ

؎ وہی رب ہے جس نے تم کو ہمہ تن کرم بنایا
ہمیں بھیک مانگنے کو تیرا آستاں بتایا
تجھے حمد ہے خدایا:

ابر شاہ وارثی:

حضرت محدث اعظم پاکستان علیہ الرحمۃ کے درباری شاعر حضرت ابر وارثی مرحوم لکھتے ہیں کہ

؎ ایسے واسطے ابر میں اونوں رب مناں
کیونکہ ہے اوہ میرے حضور دا رب

''فرمایا: اے محبوب! فرمادیجئے جب آپ کا رب ملائکہ سے فرما رہا تھا کہ میں زمین میں ایک خلیفہ بنانا چاہتا ہوں۔''

معزز سامعین!

خلیفہ بنا ہے خلف سے یعنی کہ پیچھے آنے والا نائب

نائب تین وجوہات کی بناء پر بنایا جاتا ہے۔

تین وجوہات:

اگر اصل موجود نہ ہوتو اس کا نائب بنایا جاتا ہے تا کہ اس کی جگہ کام کرے۔

اگر اصل کمزور ہو وہ اکیلا کام نہ کرسکتا ہوتو نائب بنایا جاتا ہے تا کہ اکٹھے ہو کر کام کرسکیں۔

اگر اصل خدانخواستہ مرجائے تو اس کی جگہ نائب بنایا جاتا ہے تا کہ کام چل سکے۔

اگر امام صاحب کہیں چلے جائیں تو نائب امام ان کی جگہ نماز پڑھائے گا۔

اگر امام صاحب کمزور ہوں تو ان کا نائب ان کے ساتھ مل کر بچوں کو قرآن پڑھائے گا۔

اگر امام صاحب خدانخواستہ فوت ہوجائیں تو ان کی جگہ نائب کو لایا جائے گا اور وہ نماز پڑھائے گا۔

مگر اللہ تعالیٰ تو ان تینوں اوصاف پاک ہے۔

قرآن پاک کا مطالعہ فرمائیں۔

اللہ ہر جگہ موجود ہے:

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میں ذرہ ذرہ میں موجود ہوں۔

"وَهُوَ الَّذِیْ فِی السَّمَآءِ اِلٰهٌ وَّ فِی الْاَرْضِ اِلٰهٌ"

(پ۲۵ سورۃ الزخرف آیت نمبر۸۴)

''اور وہی ایک آسمان میں خدا ہے اور زمین میں بھی وہی خدا ہے۔''

تو جب وہ ہر جگہ موجود ہے غائب نہیں حاضر ہے تو پھر خلیفہ کیوں؟

اللہ ہر چیز پر قادر ہے:

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میں طاقت ور ہوں۔

"تَبٰرَكَ الَّذِیْ بِیَدِهِ الْمُلْكُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرُ"

(پ۲۹ سورۃ ملک آیت نمبر۱)

''منزہ و برتر ہے وہ جس کے قبضہ میں بادشاہی ہے اور وہ ہر چیز پر پوری طرح قادر ہے۔''

توجب اس کے ہاتھ ملک ہے اور وہ ہر شئی پر قادر ہے تو خلیفہ کیوں؟

اللہ حیّ وقیوم ہے:

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میں حیی وقیوم ہوں' مجھے موت تو کیا اونگھ نہیں آتی۔''

''اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ لَا تَاْخُذُهٗ سِنَةٌ وَّلَا نَوْمٌ''

(پ۳ سورۃ البقرۃ آیت نمبر ۲۵۵)

''اللہ (وہ ہے) کہ کوئی عبادت کے لائق نہیں' بغیر اس کے زندہ ہے سب کو زندہ رکھنے والا ہے اس کو اونگھ آتی ہے اور نہ نیند۔''

توپھر جب وہ حیی ہے اور اسے اونگھ تک نہیں آتی تو پھر خلیفہ کیوں؟

حضرات محترم!

اس سوال کا جواب مفسرین نے دیا ہے کہ وہ نور محض تھا اور انسان بشر محض اس لئے اس نے دو جہتیں ایک خلیفہ بنایا جو ایک جہت سے نور ہو۔اور دوسری جہت سے بشر ہو' اللہ سے فیض لے اور مخلوق کو فیض دے۔

حضور نور ہیں:

چنانچہ حضور علیہ السلام جب اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہماری طرف آئیں تو اعلان ہوتا ہے۔

''قَدْ جَآءَکُمْ مِّنَ اللّٰهِ نُوْرٌ'' (پ۶ سورۃ المائدہ آیت نمبر ۱۵)

''بے شک تشریف لایا تمہارے پاس اللہ کی طرف سے نور۔''

اور جب ہماری طرف سے اللہ کی طرف آئیں تو اعلان ہوتا ہے۔

عبد خاص ہیں:

''سُبْحٰنَ الَّذِیْٓ اَسْرٰی بِعَبْدِهٖ'' (پ۱۵ سورہ بنی اسرائیل آیت نمبر ۱)

''(ہر عیب سے) پاک ہے وہ ذات جس نے اپنے خاص بندے کو سیر کرائی۔''

لیکن اعتراض اپنی جگہ بدستور ہے کہ خلیفہ بنا ہے خلف سے اور خلف کا معنی پیچھے آنا۔ اللہ تعالیٰ تو ان حدود وقیود سے پاک ہے۔

''تَعَالَی اللّٰهُ عَنْ ذٰلِكَ عُلُوًّا کَبِیْرًا''

اللہ تعالیٰ پاک ہے:

اللہ تعالیٰ کیفیت وکمیت سے پاک۔سمت وجہت سے پاک آگے پیچھے دائیں بائیں اوپر نیچے سے پاک ہے اس لئے تو فرماتا ہے۔

''وَلِلّٰهِ الْمَشْرِقُ وَالْمَغْرِبُ فَاَیْنَمَا تُوَلُّوْا فَثَمَّ وَجْهُ اللّٰهِ''

(پ۱ سورۃ البقرۃ نمبر ۱۱۵)

''اور مشرق بھی اللہ کا ہے اور مغرب بھی سو جدھر بھی تم رخ کرو وہیں ذات خداوندی ہے۔''

توجب وہ ان کیفیات سے پاک ہے تو اس کا پیچھا کیسے؟ جب اس کا پیچھا نہیں تو خلیفہ کیسا؟

خلیفے روحانی ہیں:

اس کا جواب یہ ہے کہ خلیفہ اس کا روحانی ہے کیونکہ جب تک روح نہ پھونکی تھی اس وقت تک خلیفہ نہ تھا اور نہ ہی ملائکہ نے اسے سجدہ کیا اور جب روح پھونک دی تو ملائکہ نے اس خلیفہ کو سجدہ کر دیا۔

ملاحظہ ہو۔اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

''فَاِذَا سَوَّیْتُهٗ وَ نَفَخْتُ فِیْهِ مِنْ رُّوْحِیْ فَقَعُوْا لَهٗ سٰجِدِیْنَ''

(پ۱۴ سورۃ الحجر آیت نمبر ۲۹)

''توجب میں اسے (آدم علیہ السلام کے قالب کو) درست فرمادوں اور پھونک دوں اس میں خاص روح اپنی طرف سے تو گر جانا اس کے سامنے سجدے کرتے ہوئے اس سے معلوم ہوا کہ اس کی خلافت اس کی اس

خاص روح کا نام ہے جو اس نے اپنے خلیفہ میں پھونکی۔"

روح اللہ کا امر ہے:

حضرات محترم! پتہ چلا کہ خلافت اس کی روح کا نام ہے تو آیئے معلوم کریں کہ روح کیا ہے؟

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ

"وَيَسْئَلُوْنَكَ عَنِ الرُّوْحِ قُلِ الرُّوْحُ مِنْ اَمْرِ رَبِّيْ"

(پ۱۵ سورہ بنی اسرائیل آیت نمبر ۸۵)

"اور یہ دریافت کرتے ہیں آپ سے روح کی حقیقت کے متعلق انہیں بتایئے کہ روح میرے رب کا امر ہے۔"

امر اللہ کا ارادہ ہے:

سامعین محترم! پتہ چلا کہ خلافت نام ہے روح کا اور روح نام ہے اللہ کے امر کا تو اب پتہ چلنا چاہیے کہ اللہ کا امر کیا ہے؟

آیئے قرآن کریم سے پوچھیں تو قرآن کریم میں اللہ فرماتا ہے:

"اِنَّمَا اَمْرُهٗۤ اِذَا اَرَادَ"

"سوائے اس کے نہیں کہ اس کا امر ہے جب وہ اداہ فرمائے۔"

ارادہ اللہ کی چاہت ہے:

پتہ چلا کہ خلافت روح ہے۔ روح اللہ کا امر ہے اور اس کا ارادہ ہے تو ارادہ کیا ہے۔

ارشاد باری ہے کہ

"اِنَّمَا اَمْرُهٗۤ اِذَا اَرَادَ شَيْـًٔا"

سوائے اس کے نہیں کہ اس کا امر ہے جب وہ ارادہ کرے کسی چاہت کا۔ تو اس کی چاہت کیا ہے؟

اللہ کی چاہت ہے کہ وہ قول کرے:

فرمایا:

"اِنَّمَا اَمْرُهٗۤ اِذَا اَرَادَ شَيْـًٔا اَنْ يَّقُوْلَ"

سوائے اس کے کچھ نہیں کہ اس کا امر ہے کہ جب وہ ارادہ فرمائے کسی چاہت کا یہ کہ وہ قول فرمائے:

اور قول ہوتا ہے کلام۔

کلام ہوتا ہے کلمہ کی جمع اور کلمہ ہوتا ہے۔

"اَلْكَلِمَةُ لَفْظٌ وُضِعَ لِمَعْنًى مُفْرَدٍ" (ہدایۃ النحو)

کلمہ وہ ہوتا ہے جو معنیٰ مفرد کے لیے بولا جائے۔ یعنی انسان کے منہ سے جو لفظ نکلتا ہے اسے کلمہ کہتے ہیں۔ اب کلمہ کے لیے زبان ضروری۔ زبان کے لئے منہ ضروری۔ منہ کے لئے سر ضروری۔ اور سر کے لئے جسم ضروری۔ اور اللہ جسم سے پاک ہے۔ زبان سے پاک ہے تو کلام کیسے فرمائے۔ بغیر زبان کے کلام کیسے۔

موسیٰ علیہ السلام کی درخواست:

سامعین حضرات! یہ کلام کرنا بھی اس کی مجبوری نہ تھی بلکہ اس کے بندے چاہتے تھے کہ وہ ان کے سامنے آ کر ان سے کلام کرے اور وہ اسے دیکھیں اور سنیں۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا تھا کہ

"وَكَلَّمَهٗ رَبُّهٗ قَالَ رَبِّ اَرِنِيْۤ اَنْظُرْ اِلَيْكَ"

(پ۹ سورۃ اعراف آیت نمبر ۱۴۳)

"اور کلام کی ان سے ان کے رب نے عرض کی اے میرے رب مجھے دیکھنے کی قوت دے تا کہ میں تجھے دیکھ سکوں۔"

؎ کبھی اے حقیقت منتظر نظر آ لباس مجاز میں

کہ ہزاروں سجدے تڑپ رہے ہیں میری جبین نیاز میں

ابراہیم علیہ السلام کی درخواست:

اسی طرح حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام نے عرض کیا۔

''رَبِّ اَرِنِیْ کَیْفَ تُحْیِ الْمَوْتٰی''(پ۳ سورۃ البقرہ آیت نمبر ۲۶۰)

''اے میرے پروردگار دکھا مجھے کہ تو کیسے زندہ فرماتا ہے مردوں کو۔''

مطلب یہ ہے کہ تو آپ مردے زندہ کر کے مجھے دکھا۔ جب تو میرے سامنے مردے زندہ فرمائے گا تو میں تجھے دیکھ لوں گا۔ اس بات کو اگلی آیات نے واضح کر دیا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام ذات باری تعالیٰ کو دیکھنا چاہتے تھے۔ فرمایا:

''اَوَلَمْ تُؤْمِنْ قَالَ بَلٰی وَلٰکِنْ لِّیَطْمَئِنَّ قَلْبِیْ''

(پ۳ سورۃ البقرۃ آیت نمبر ۲۶۰)

''اے ابراہیم کیا تمہارا اس پر ایمان نہیں ہے' عرض کیا کیوں نہیں لیکن میں اپنے اطمینان قلب کے لئے کہتا ہوں۔''

محب کا دل کیسے مطمئن ہوتا ہے:

حضرات محترم! آپ بھی ذی شعور ہیں' اہل محبت ہیں اور یہ بات آپ کو بھی معلوم ہے کہ محب صادق کا دل اس وقت مطمئن ہوتا ہے جب وہ اپنے محبوب کو دیکھ لے۔

ثابت ہوا کہ آپ کا اصل مطمع نظر زیارت باری تعالیٰ تھی تو اسے دیکھنا اس سے کلام کرنا بندوں کا تقاضہ تھا اس لئے اس کی چاہت یہ تھی کہ وہ قول فرمائے تو اس قول فرمانے کے لئے اس نے فرمایا:

''اِنِّیْ جَاعِلٌ فِی الْاَرْضِ خَلِیْفَةً''

''میں نے زمین میں ایک نائب (خلیفہ) مقرر کرنا چاہتا ہوں۔''

خلیفہ کا قانون خدا کا قانون۔

خلیفہ کا کلام خدا کا کلام۔

خلیفہ کا دیکھنا خدا کا دیکھنا۔

خلیفہ کا بولنا خدا کا بولنا۔

خلیفہ کا ہاتھ خدا ہاتھ

خلیفہ کا پھینکنا خدا کا پھینکنا۔

خلیفہ کی بیعت خدا کی بیعت۔

خلیفہ کا گھر' خدا کا گھر۔

خلیفہ کا اشارہ ہوگا چاند دو ٹکڑے ہو جائے گا۔

خلیفہ کا اشارہ ہوگا سورج واپس آ جائے گا۔

خلیفہ کا اشارہ گا درخت سجدہ کرے گا۔

خلیفہ کا اشارہ ہوگا پتھر پانی پہ تیرے گا۔

خلیفہ کا اشارہ ہوگا گونگے بولنے لگیں گے۔

؎ خلیفہ کہے گا کن ہو جا تو شئی ہو جائے گی!

''اِنَّمَا اَمْرُهٗ اِذَا اَرَادَ شَيْئًا فَيَقُوْلُ لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ''

''جز ینکہ اس کا امر یہ ہے کہ جب وہ ارادہ کرے کسی چاہت کا تو کہتا ہے (بزبان خلیفہ) کن ہو جا تو شئی ہو جاتی ہے۔''

؎ خدا بولدا نئیں اوہ بے مثل ذات اے
اوہو ای بول دا اے جاں بولے محمد

خلیفہ کا قانون خدا کا قانون:

خلیفہ کا قانون' خدا کا قانون ہے کیونکہ اس نے خلیفہ کو حاکم بنا دیا ہے۔ ملاحظہ ہو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

''فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُوْنَ حَتّٰى يُحَكِّمُوْكَ فِيْمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ لَا يَجِدُوْا فِيْٓ اَنْفُسِهِمْ حَرَجًا مِّمَّا قَضَيْتَ وَيُسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا''

(پ۵ سورۃ النساء آیت نمبر ۶۵)

''اے مصطفیٰ تیرے رب کی قسم یہ (لوگ) مومن نہیں ہو سکتے یہاں تک کہ حاکم بنائیں آپ کو ہر اس جھگڑے میں جو پھوٹ پڑا ان کے درمیان پھر نہ پائیں اپنے نفسوں میں تنگی اس سے جو فیصلہ آپ نے کیا اور تسلیم کریں دل و جان سے۔''

معلوم ہوا کہ اسی محبوب کا فیصلہ خدا کا فیصلہ ہے کیونکہ خدا نے اپنے اس خلیفہ اعظم کو حاکم اور قاضی بنا کر بھیجا ہے۔

کنجی تمہیں دی اپنے خزانوں کی خدا نے!
محبوب کیا مالک و مختار بنایا!

خلیفہ کا بولنا خدا کا بولنا:

اللہ تعالیٰ خلیفہ کی زبان پر کلام فرماتا ہے۔ فرمایا:

''وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى. اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْیٌ يُّوْحٰى''

(پ۲۷ سورۃ النجم آیت نمبر ۳-۴)

''اور وہ تو بولتا ہی نہیں اپنی خواہش سے مگر وحی جو ان کی طرف کی جاتی ہے۔''

دیکھو سارا قرآن کریم کلام خدا کا ہے۔
لیکن بزبان مصطفیٰ ہے۔
زبان خلیفے کی ہے کلام خدا کا ہے۔

خلیفہ کی اطاعت خدا کی اطاعت:

خلیفہ کی اطاعت خدا کی اطاعت ہے۔ فرمایا:

''وَمَنْ يُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ''

(پ نمبر ۵ سورۃ النساء آیت نمبر ۸۰)

''جس نے اطاعت کی رسول اللہ کی یقیناً اس نے اطاعت کی اللہ کی۔''

بلکہ خدا کی اطاعت ہو ہی نہیں سکتی جب تک حضور کی اطاعت نہ ہو کیونکہ اللہ کو کسی نے کچھ کرتے نہیں دیکھا' جب دیکھا مصطفیٰ علیہ السلام کو دیکھا۔ لہٰذا اطاعت بھی مصطفیٰ کی ہی ہوگی' فرمایا: جس نے اس کی اطاعت کی اس نے میری ہی اطاعت کی۔

اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی فرماتے ہیں کہ

نجدا خدا کا یہی ہے در نہیں اور کوئی مفر مقر!
جو وہاں سے ہو یہیں آ کے ہو جو یہاں تو وہاں نہیں!

خلیفہ کو دیکھنا خدا کو دیکھنا:

نبی اکرم علیہ صلوٰۃ وسلام کو ارشاد ہے۔

''مَنْ رَّاٰنِیْ فَقَدْ رَءَ الْحَقَّ'' (بخاری شریف)

''جس نے مجھے دیکھا اس نے حق دیکھ لیا۔''

بلکہ اللہ تعالیٰ نے حضور علیہ السلام کو بھیج کر اعلان فرما دیا کہ دنیا والو۔

''قُلْ يٰاَيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَآءَ كُمُ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّكُمْ''

(پ نمبر ۱۱ سورہ یونس آیت نمبر ۱۰۸)

''اے حبیب فرما دیجئے: اے لوگو! تحقیق تمہاری طرف آ گیا حق تمہارے رب کی طرف سے''۔

اعلیٰ حضرت گولڑوی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں۔

دسے صورت راہ بے صورت دا!
توبہ راہ کہ عین حقیقت دا

ایہہ کم نہیوں بے سو جھت دا
کوئی ورلیاں موتی لے ترلیاں

اس صورت نوں میں جان آکھاں
جان آکھاں کہ جان جہان آکھاں!

سچ آکھاں تے ربدی شان آکھاں
جس شان توں شاناں سبھ بنیاں

خلیفہ کا ہاتھ خدا کا ہاتھ:

رب اللعالمین نے ارشاد فرمایا:

"یَدُ اللّٰہِ فَوْقَ اَیْدِیْھِمْ" (پ۲۶ سورۃ الفتح آیت نمبر۱۰)

"ان کے ہاتھوں پر اللہ کا ہاتھ ہے۔"

اوہدا ہتھ رب اپنا ہتھ آکھے
ہووے کافر جیہڑا وکھ آکھے

اوہندے نال اشاریاں رکھ ٹردے
چن توڑ کے جوڑ وکھایا اے

اوہ بے صورت وچ صورت دے
بن آپ محمد آیا اے!

رکھ سامنے شیشہ وحدت دا
اللہ پاک نے یار سجایا اے

خلیفہ کا پھینکنا خدا کا پھینکنا:

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

"وَمَا رَمَیْتَ اِذْ رَمَیْتَ وَلٰکِنَّ اللّٰہَ رَمٰی"

(پ۹ سورۃ الانفال آیت نمبر۱۷)

"اے محبوب نہیں پھینکی آپ نے (وہ مشت خاک) جب آپ نے پھینکی، بلکہ اللہ تعالیٰ نے پھینکی۔"

خلیفہ کی بیعت، خدا کی بیعت:

ارشاد باری ہے کہ

"اِنَّ الَّذِیْنَ یُبَایِعُوْنَکَ اِنَّمَا یُبَایِعُوْنَ اللّٰہَ"

(پ۲۶ سورۃ الفتح آیت نمبر۱۰)

"اے جان عالم بے شک جو لوگ آپ کی بیعت کرتے ہیں۔
درحقیقت وہ اللہ تعالیٰ سے بیعت کرتے ہیں۔"

خلیفہ کا گھر، خدا کا گھر:

فرمایا: اللہ تعالیٰ نے اگر میرے پاس آنا چاہتے ہو تو میرے محبوب کے پاس آؤ۔

"وَلَوْ اَنَّھُمْ اِذْ ظَّلَمُوْٓا اَنْفُسَھُمْ جَآءُوْکَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰہَ وَاسْتَغْفَرَ لَھُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوا اللّٰہَ تَوَّابًا رَّحِیْمًا"

(پ۵ سورۃ النساء آیت نمبر۶۴)

"اور اگر یہ لوگ جب ظلم کر بیٹھے اپنے آپ پر آپ کے پاس حاضر ہوتے اور اللہ تعالیٰ سے مغفرت طلب کرتے اور ان کے لئے رسول بھی مغفرت طلب کرتے تو وہ ضرور پاتے اللہ تعالیٰ کو توبہ قبول کرنے والا نہایت رحم کرنے والا۔"

حضرات سامعین!

جرم خدا کا کیا حاضری اس کے محبوب کے دربار کی دو معلوم ہوا کہ محبوب کا گھر خدا ہی کا گھر ہے اور پھر فرمایا وہاں حاضر ہو کر معافی مجھ سے مانگو معلوا ہوا خدا کا گھر محبوب ہی کا گھر ہے۔

اس لئے کسی نے کیا خوب فرمایا:

کوئی کہتا ہے کہ کعبہ میں خدا رہتا ہے
کوئی کہتا ہے سر عرش علیٰ رہتا ہے

ہم فقیروں کا عقیدہ ہے کہ معبودِ عظیم
اپنے محبوب کے جلوؤں میں چھپا رہتا ہے
اور کسی عاشق صادق نے یوں بیان فرمایا کہ
؎ گھر سے اللہ کے محبوب کا گھر دور نہیں
ہم نے کعبہ میں کھڑے ہو کے مدینہ دیکھا

؎ جام دیکھا نہ کبھی ساغر و مینا دیکھا!
جب بڑھی پیاس تو ساقی مدینہ دیکھا

حکم خدا کا طریقہ خلیفہ کا:

حضرات محترم! حکم خدا کا طریقہ خلیفے کا ورنہ قرآن و حدیث شریعت و طریقت کا مفہوم سمجھ میں نہیں آ سکتا۔ مثلاً

نماز پڑھو زکوٰۃ ادا کرو:

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:
"اَقِیْمُوا الصَّلٰوۃَ وَاٰتُوا الزَّکٰوۃَ وَارْکَعُوْا مَعَ الرّٰکِعِیْنَ"
(پ نمبر ۱ سورۃ البقرہ آیت نمبر ۴۳)
"نماز قائم کرو اور زکوٰۃ ادا کرو اور رکوع کرنے والوں کے ساتھ۔"

نماز کیسے پڑھیں:

نماز کیسے پڑھیں۔ قیام رکوع۔ سجدہ۔ التحیات کیسے کریں اور ان میں کیا کیا پڑھیں۔ یہ خلیفہ بتائے گا۔
چنانچہ سرکار دو عالم نے فرمایا:
"صَلُّوْا کَمَا رَاَیْتُمُوْنِیْ اُصَلِّیْ"
"نماز پڑھو جیسے مجھے نماز پڑھتے ہوئے دیکھتے ہو۔"

زکوٰۃ کیسے ادا کریں:

زکوٰۃ کتنے مال پر کتنی مدت کے بعد کتنی دینی ہے یہ بھی خلیفہ بتائے گا۔ بغیر اس کے بتانے کے اس آیت عمل نہ ہو سکے گا۔

حج کرو:

اللہ فرماتا ہے:
"وَلِلّٰہِ عَلَی النَّاسِ حِجُّ الْبَیْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ اِلَیْہِ سَبِیْلًا"
(پ۴ سورۃ ال عمران آیت نمبر ۹۷)
"اور اللہ کے لئے فرض ہے حج لوگوں پر اس گھر کا جو طاقت رکھتا ہوں وہاں تک پہنچنے کی۔"

کیسے حج کریں؟

اب کیسے حج کریں۔ کن مقامات پر جائیں اور وہاں کیا پڑھیں، یہ سب کچھ خلیفہ بتائے گا۔

روزہ رکھو:

"فَمَنْ شَھِدَ مِنْکُمُ الشَّھْرَ فَلْیَصُمْہُ" (پ۲ سورۃ البقرہ آیت نمبر ۱۴۹)
"سو جو کوئی پائے تم میں سے اس مہینے کو پس وہ مہینہ روزہ رکھے۔"

کیسے روزہ رکھیں:

اب کیسے رکھے کب تک رکھے اور روزہ کب کھولے۔ یہ سب کچھ خلیفہ ہی بتائے گا۔ روزہ میں کیا کیا چیز جائز ہے اور کیا کیا منع ہے۔ خلیفہ ہی بتائے گا۔

چور کے ہاتھ کاٹو:

اللہ فرماتا ہے:
"وَالسَّارِقُ وَالسَّارِقَۃُ فَاقْطَعُوْا اَیْدِیَھُمَا جَزَآءً بِمَا کَسَبَا"

(پ ٦ سورۃ المائدہ آیت نمبر ۳۸)

''اور چوری کرنے والا اور چوری کرنے والی کے کاٹو ان کے ہاتھ بدلے اس کے جو انہوں نے کیا۔''

کیسے کاٹو:

اب کتنی چوری پر کہاں سے کاٹنا ہے۔کتنا ہاتھ کاٹنا ہے یہ تو خلیفہ ہی بتائے گا۔

حضرات سامعین فرمایا:

''اِنِّیْ جَاعِلٌ فِی الْاَرْضِ خَلِیْفَةً''

''میں زمین میں ایک خلیفہ مقرر کرنے والا ہوں۔''

فرشتوں نے اعتراض کیا:

فرشتوں نے کہا:

''قَالُوْٓا اَتَجْعَلُ فِیْهَا مَنْ یُّفْسِدُ فِیْهَا وَیَسْفِكُ الدِّمَآءَ وَنَحْنُ نُسَبِّحُ بِحَمْدِكَ وَ نُقَدِّسُ لَكَ''

(پ ا سورۃ البقرہ آیت نمبر ۳۰)

''کہنے لگے کیا تو مقرر کرتا ہے زمین میں جو فساد برپا کرے گا اور خونریزیاں کرے گا۔حالانکہ ہم تیری تسبیح کرتے ہیں تیری حمد کے ساتھ اور پاکی بیان کرتے ہیں تیرے لئے۔''

یعنی کہ اس خلیفہ سے پیدا ہونے والی نسل۔تیرے احکام سے روگردانی کرے گی۔خونریزی اور فساد کا بازار گرم کرے گی۔تجھے تو یہ محبوب ہے کہ تیری تحمید و تقدیس ہو تو ہم جو ہیں تیری تسبیح کرنے کے لئے اور پاکی بیان کرنے کے لئے۔اپنے کو پیش کر دیا۔او انسان کا تاریک پہلو اجاگر کر دیا۔

علم غیب کا اثبات:

حضرات محترم فرشتوں نے سچ کہا تھا کہ آج

خونریزی نہیں ہوتی؟

فسادات نہیں ہوتے؟

قتل وغارت نہیں ہوتی؟

فرقہ واریت اور مذہب کے نام پر بدمعاشی اور عیاشی یہ سب کچھ ہو رہا ہے اور کرنے والے بزعم خود علماء وخطباء ہیں۔

؎ فرقہ بندی ہے کہیں اور کہیں ذاتیں ہیں!

تو فرشتوں نے قبل از وقت سب کچھ بتا دیا۔اگر فرشتے کئی ہزار سال بعد رونما ہونے والے واقعات کا علم رکھتے اور رونما ہونے سے پہلے ان کی خبریں دیتے ہیں تو امام الانبیاء علیہ السلام کیوں علم الغیب نہیں جانتے؟

جو میں جانتا ہوں تم نہیں جانتے:

فرمایا: اے فرشتو!

''اِنِّیْٓ اَعْلَمُ مَالَا تَعْلَمُوْنَ'' (پ ا سورۃ البقرہ آیت نمبر ۳۰)

''بے شک جو کچھ میں جانتا ہوں وہ تم نہیں جانتے۔''

تمہارا علم غیب اور آئندہ ہونے والے واقعات کی خبر دینا بالکل صحیح ہے لیکن اس کے باوجود جو کچھ میں جانتا ہوں۔تم نہیں جانتے۔تم نے صرف خونریزی اور فساد کو دیکھا لیکن میں تقویٰ وطہارت بنی آدم میں دیکھ رہا ہوں۔تم نے فرعون کو دیکھا میں موسیٰ علیہ السلام کو دیکھ رہا ہوں۔تم نے نمرود کو دیکھا میں ابراہیم علیہ السلام کو دیکھ رہا ہوں۔تم نے ابوجہل کو دیکھا میں مصطفیٰ علیہ السلام کو دیکھ رہا ہوں۔تم نے یزید کو دیکھا اور میں حسین کو دیکھ رہا ہوں۔لہٰذا تمہارا علم محدود ہے اور میرا علم لامحدود ہے۔

''اِنِّیْٓ اَعْلَمُ مَالَا تَعْلَمُوْنَ''

''بے شک جو کچھ میں جانتا ہوں وہ تم نہیں جانتے۔''

ملاں کہتا ہے بس اللہ ہی جانتا ہے' اللہ کے علاوہ کوئی بھی کچھ نہیں جانتا۔مگر قرآن

فرماتا ہے کہ فرشتوں نے آئندہ باتوں کی خبریں دیں۔

ملاں کہتا ہے کل کی بات کا صرف خدا کو علم ہے۔فرشتوں نے کئی ہزار سال بعد رونما ہونے والے واقعات کو بیان کر دیا۔

ملاں کی نہ مانو' قرآن کی مانو۔

ایک خلیفہ مصطفیٰ نے بنایا:

سامعین مکرم' حضرت افتخار ملت رحمتہ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے۔

ایک خلیفہ اللہ نے بنایا۔

ایک مصطفیٰ نے بنایا (علیہ السلام)

اللہ نے خلیفہ بنایا۔فرشتوں نے اعتراض کیا۔

مصطفیٰ نے خلیفہ بنایا تو کوئی بولا ہی نہیں۔

تمام اشیاء کا علم:

ادھر فرشتوں نے اعتراض کیا اور اپنے آپ کو خلافت کے لئے پیش کر کے کہا

"نَحْنُ نُسَبِّحُ بِحَمْدِكَ وَ نُقَدِّسُ لَكَ"

(پ نمبر ا سورۃ آیت نمبر ۳۰)

"ہم تیری حمد کے ساتھ تسبیح پڑھیں گے اور تیرے لئے تقدیس کریں گے۔"

ادھر اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو تمام اشیاء کے نام سکھائے۔

"وَعَلَّمَ اٰدَمَ الْاَسْمَآءَ كُلَّهَا" (پ ا سورۃ البقرہ آیت نمبر ۳۱)

"اور سکھادیئے آدم علیہ السلام کو تمام اشیاء کے نام۔"

تمام اشیاء کے نام:

اسی آیت کے تحت صاحب تفسیر مدارک فرماتے ہیں:

وَمَعْنٰى تَعْلِيْمِهٖ اَسْمَآءَ الْمُسَمَّيَاتِ اَنَّهٗ تَعَالٰى اَرَاهُ الْاَجْنَاسَ

الَّتِىْ خَلَقَهَا وَعَلَّمَهٗ اَنَّ هٰذَا اِسْمُهٗ فَرَسٌ وَهٰذَا اِسْمُهٗ بَعِيْرٌ وَهٰذَا اِسْمُهٗ كَذَا وَكَذَا وَعَنْ اِبْنِ عَبَّاسٍ عَلَّمَهٗ اِسْمَ كُلِّ شَىْءٍ حَتّٰى الْقَصْعَةَ وَالْمِغْرَفَةَ

(تفسیر مدارک زیر آیت وعلم ادم الاشیاء)

"حضرت آدم علیہ السلام کو تمام چیزوں کے نام سکھانے کا معنی یہ ہے کہ اللہ کریم نے ان کو وہ تمام اجناس دکھادیں جن کو پیدا کیا اور ان کو بتا دیا کہ ان کا نام گھوڑا ہے۔اس کا نام اونٹ ہے اور اس کا نام یہ ہے' اس کا نام یہ ہے۔حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ان کو ہر چیز کے نام سکھادیئے یہاں تک کہ پیالی اور چلو کے بھی۔"

تمام فرشتوں کے نام:

"وَقِيْلَ عَلَّمَ اٰدَمَ اَسْمَآءَ الْمَلٰٓئِكَةِ" (تفسیر خازن زیر آیت مذکورہ)

"اور کہا گیا کہ حضرت آدم علیہ السلام کو تمام فرشتوں کے نام سکھادیئے۔"

تمام اولاد کے نام:

"وَقِيْلَ اَسْمَآءَ ذُرِّيَّتِهٖ" (تفسیر خازن زیر آیت مذکورہ)

"اور کہا گیا کہ ان کی اولاد کے نام سکھادیئے۔"

تمام زبانیں سکھادیں:

"وَقِيْلَ عَلَّمَهُ اللُّغَاتِ كُلَّهَا" (تفسیر خازن زیر آیت مذکورہ)

"اور کہا گیا کہ ان کو تمام زبانیں سکھادیں۔"

اسی طرح دیگر تفاسیر میں یہاں تک موجود ہے کہ چیزوں کے خواص ان کی پہچان۔ذہنی عقلی حسی اشیاء ان کے علاوہ علم کے قواعد ہنروں کے قانون اور ان کے اوزاروں کی تفصیل ان کے استعمال کے طریقے فرشتوں کے اور اپنی ساری مخلوق کے

نام حیوانات و جمادات۔ نباتات دیہات شہروں کے نام' کھانے پینے کی تمام چیزوں کے نام' جنت کی ہر چیز کے نام سکھا دیئے۔

حتیٰ کہ علامہ اسماعیل حق رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

سات لاکھ زبانیں:

''عَلَّمَهٗ سَبْعَةَ مِاَتِهِ اَلْفِ لُغَاتٍ'' (تفسیر روح البیان زیر آیت نمبر مذکورہ)

''اللہ نے حضرت آدم علیہ السلام کو سات لاکھ زبانیں سکھائیں۔''

اور یہ آدم علیہ السلام کون ہیں؟

ملاحظہ ہو شیخ محی الدین ابن عربی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں

''اَوَّلُ نَائِبٍ كَانَ لَهٗ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَخَلِيْفَتُهٗ آدَمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ''(فتوحات مکیہ باب دہم)

آدم علیہ السلام حضور کے خلیفہ ہیں:

حضور علیہ السلام کے پہلے خلیفہ اور نائب حضرت آدم علیہ السلام ہیں' تو جب خلیفہ اور نائب کے علم کا یہ عالم ہے تو اس خلیفہ کے اصل اور امام کے علم کا کیا عالم ہوگا۔

یہ شان ہے خدمت گاروں کی سرکار کا عالم کیا ہوگا۔

معیار خلافت علم ہے:

تو یہ علم دے کر فرشتوں سے فرمایا: اگر تم نے اپنے آپ کو خلافت کے لئے پیش کیا ہے تو سن لو مجھے خلافت کے لئے عالم چاہیے تمہاری تقدیس و تسبیح پر میں خلافت کا معیار نہیں رکھتا آؤ۔

بتاؤ اگر تم سچے ہو تو؟

''اَنْۢبِئُوْنِیْ بِاَسْمَآءِ هٰۤؤُلَآءِ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ''

(پ نمبر ا سورۃ البقرۃ آیت نمبر ۳۱)

(بتاؤ) ''شمار کرو میرے سامنے ان تمام اشیاء کے ناموں کو اگر تم سچے ہو۔''

''قَالُوْا سُبْحٰنَكَ لَا عِلْمَ لَنَاۤ اِلَّا مَا عَلَّمْتَنَا اِنَّكَ اَنْتَ الْعَلِیْمُ الْحَكِیْمُ.'' (پ نمبر ا سورۃ البقرۃ آیت نمبر ۲۳)

''عرض کیا۔ ہر عیب سے پاک تو ہی ہے ہمیں کچھ علم نہیں مگر جتنا تو نے ہمیں سکھایا ہے۔ بیشک تو ہی حکمت والا ہے۔''

بس ہم تو تیری حمد و ثناء اور تسبیح و تہلیل کر سکتے ہیں کیونکہ وہی تو نے ہمیں سکھائی ہے۔ یہ نام تو تو نے ہمیں سکھائے ہی نہیں تو ہم کس طرح بتا دیں۔ جب فرشتوں نے اپنی لاعلمی کا اقرار کر لیا تو اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام سے فرمایا:

''یٰۤاٰدَمُ اَنْۢبِئْهُمْ بِاَسْمَآىٕهِمْ فَلَمَّاۤ اَنْۢبَاَهُمْ بِاَسْمَآىٕهِمْ قَالَ اَلَمْ اَقُلْ لَّكُمْ اِنِّیْۤ اَعْلَمُ غَیْبَ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ وَ اَعْلَمُ مَا تُبْدُوْنَ وَ مَا كُنْتُمْ تَكْتُمُوْنَ'' (پ نمبر ا سورۃ البقرۃ آیت نمبر ۳۳)

''اے آدم تم انہیں ان چیزوں کے بارے میں بتا دو پھر جب آدم نے بتائے فرشتوں کو ان کے نام تو اللہ نے فرمایا: کیا میں نے نہیں کہا تھا تم سے کہ میں خوب جانتا ہوں۔ سب چھپی ہوئی چیزیں آسمانوں اور زمینوں کی اور میں جانتا ہوں جو کچھ تم ظاہر کرتے ہو اور جو کچھ تم چھپاتے ہو۔''

اب جب حضرت آدم علیہ السلام کی برتری فرشتوں پر علم کی بنیاد پر ثابت ہوگئی تو فرمایا: سب کے سب میرے اس خلیفہ کے سامنے جھک جاؤ۔

سجدہ کرو:

''اِذْ قُلْنَا لِلْمَلٰٓىٕكَةِ اسْجُدُوْا لِاٰدَمَ فَسَجَدُوْۤا اِلَّاۤ اِبْلِیْسَ''

(پ ا سورۃ البقرۃ آیت نمبر ۴۳)

''اور یاد کیجئے! اے محبوب جب ہم نے ملائکہ سے فرمایا: کہ آدم علیہ السلام کو سجدہ کرو تمام نے سجدہ کیا مگر ابلیس۔''

حضرات گرامی! حضور علیہ السلام آدم علیہ السلام سے افضل ہیں تو آپ کو سجدہ کیوں نہ کیا گیا۔اس لئے کہ سجدہ کرنا مخلوق کا کام ہے،اللہ کا نہیں۔اور محبوب کو تحفہ بھیجنے میں وہ بھی شامل ہونا چاہتا ہے۔

اس لئے اس نے فرمایا کہ

"اِنَّ اللّٰهَ وَ مَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا" (پ نمبر۲۲ سورۃ الاحزاب آیت نمبر ۵۶)

"بے شک اللہ اور اس کے فرشتے نبی پر درود پڑھتے ہیں اے ایمان والو تم بھی اس نبی پر درود پڑھو اور سلام پڑھو۔"

کیا پیارا تحفہ ہے جس کے بھیجنے میں اللہ بھی ہمارا شریک ہے۔

وَمَا عَلَيْنَا اِلَّا الْبَلَاغُ الْمُبِيْنُ